

عمران سریز

ٹرنچ فائر

مکمل ناول

از

منظہر کلیم ایم، اے

[HTTP://FORUMS.HIBUDDIEZ.COM](http://forums.hibuddiez.com)

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون۔ نیا ناول ٹرپچ فائر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس بار ایک نادر ناول کے حصول کے لئے دنیا کی تین تین الٹا تو امی مجرم تنظیموں نے عمران کے حاکم پر دھاوا بول دیا۔ ان میں ایک تنظیم مافیا تھی اور جب ان تنظیموں کے مقابلے میں سوپر فیاض ہو تو نتیجہ نظر ہے۔ اس بار عمران، فیاض کی اہلو کے چکر میں مری طرح چھٹن گیا اور پھر عمران اور سوپر فیاض دونوں ہی اغوا ہو کر مافیا جیسی خوفناک تنظیم کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ اس ہیڈ کوارٹر میں جہاں سہ زخمہ انسان تو ایک طرف اس کی مدد بھی باہر نہ نکلی سکتی تھی یہ ٹرپچ فائر کیا تھا؟ اور عمران، سیکرٹ سروس کے ارکان اور سوپر فیاض کا کیا حشر ہوا؟ ان سب کی تفصیلات تو آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوں گی۔ البتہ آنا ضرور کہوں گا کہ ٹرپچ فائر ایک ایسا ناول ہے جو ہر لحاظ سے آپ کو پسند آئے گا۔

محترم قارئین! آپ کے خطوط تو برابر میرے پاس پہنچتے رہتے ہیں اور ہر خط میں اصلاح ہوتا ہے کہ ہمارے خطوط کا جواب پیش لفظ میں دیا جائے۔ لیکن آپ تو خود جانتے ہیں کہ سادے تو ایک طرف، اگر ایک ہفتے میں تھے ورنہ خطوط کے قارئین کے صرف نام ہی پیش لفظ میں لکھ دوں تو یہ پیش لفظ تقریباً آدھے ناول کیلئے اچھا پھیل جائے گا۔ اور اس طرح یہ پیش لفظ تو بہر حال نہ رہے گا۔ البتہ اسے پیش داستان تو کہا جاسکتا ہے۔ اس لئے میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ ہر بار ایک قاری کے خط کا جواب پیش لفظ میں دیا جائے۔

آج جو خط پیش ہے وہ ہمیں محترم گل محمد چٹان نے گورنمنٹ لٹری سکول

سلطان کوٹ نفع شکار پور (سندھ) سے کھا ہے۔ انہوں نے اپنے خط میں
 اداوں کیلئے پناہ پسندیدگی کا ذکر کرنے کے بعد دو فرمائشیں کی ہیں کہ عمران
 اب بوڑھا ہو گیا ہے اس لئے اب اس کی شادی ہوئی چاہیے اور وہ اور اس
 کے دوست عمران کی شادی کا بلے چوٹی سے انتظار کر رہے ہیں اور دوسری
 فرمائش یہ ہے کہ تنویر کو اب قصہ ضرورت سے زیادہ آنے لگ گیا ہے اس
 لئے اس کی اور بائنگ کرا دی جائے۔

تو جناب گل محمد بچان صاحب کی خدمت میں جواباً عرض ہے کہ اگر واقعی
 عمران بوڑھا ہو گیا ہے تو پھر آپ اس کی شادی کے چوبیس کھانے کے انتظار
 کرنے کی بجائے بلا سے خرید کر خود ہی لیں۔ عمران جیسے بوڑھے سے
 شادی کرنے پر کون تیار ہوگا۔ جو بے چارہ بیروزگار مجھ سے اور مانگے کے
 فیکٹ میں رہ رہتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں صرف دو لقمہ پڑھوں کی ہی
 شادی ہوتی ہے اور اسی دولت کے نہ ہونے کا رونا دوسرے روتے تو عمران
 بوڑھا ہو گیا ہے۔

جہاں تک تنویر کی اور بائنگ کا تعلق ہے تو اور بائنگ کے بند لگا لیں
 نیز ملتی ہیں۔ سب رنگ و فیر دیکھو جو آج اس لئے اور بائنگ کے بند
 فیر کے غصے کی پسند اور زیادہ بڑھ جائے گی۔ اس لئے اتنی پیسہ پڑی گزارہ
 فیر لیجئے۔ اسی میں سب کا فائدہ ہے۔

والسلام

منظر کلیم ایم اے

اور یکا بار کے بہترین انداز میں مجھے ہوسے ہال میں زندگی اپنے چہرے
 عروج پر تھی۔ ہال کی تمام میز پر چھتیں اور دار الحکومت کا تقریباً تمام اعلیٰ طبقہ
 ہال کی میزوں پر براجمان تھا۔ انتہائی قیمتی اور بہترین تراش فراش کے
 سوٹوں میں بیٹوں مرد اور دلکش اور نظر افروز رنگین لباسوں میں نیم برہنہ
 خواتین ہال میں ہر طرف بکھری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ وہ بے ہجوں ہوں
 کی جانے والی سرگوشیاں اور ہلکے نمروں میں مترنم جھنجھوٹ کی ملی جلی آوازوں
 سے ہال کی فضا زندگی سے پر نظر آرہی تھی۔

شگافت اور بے داغ سفید یونیفارم میں سمارٹ اور مستعد وٹر ہاتھوں
 میں منقش ٹرے اٹھائے ہوئے ہال میں ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔
 میزوں پر مختلف اقسام کے مشروب نظر آرہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے
 دنیا کے تمام آرام و مصائب اور یکا بار سے باہر رہ گئے ہوں اور ان کا
 فائدہ بار ہال میں منور ہو۔ ہر چہرہ مستی کی روشنی سے چمک رہا تھا۔

اہم پرچہ سے فراغت اور خوشحالی ہو چکی تھی۔

اور گیارہ بار کا آفسٹاس اسی حال ہی میں ہوا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پیر پور سے شہر کے اعلیٰ ترین طبقے کی پسندیدہ باربن گئی تھی۔ اور ہال میں کرسی کا حیرانما انداز اور خوش حالی کی نشانی بن گیا تھا اور اب تو یہ حال ہو گیا تھا کہ کئی روز پہلے سے ریزرویشن کر کے بغیر ہال میں ایک خالی کرسی بھی میسر نہ آتی تھی۔

ہال کے شمالی کونے میں ایک میز کے گرد ایک خوبصورت مقامی لڑکی ایک سمارٹ سے نوجوان کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی، لائٹ بوس کے تقریباً آدھے حصے پر بوسے ہوئے گلاس ان کے سامنے پڑے ہوئے تھے دو کرسیاں خالی تھیں اور دونوں لائٹ بوس کی چکیاں پلنے کے ساتھ ساتھ بار بار پروٹی گیسٹ کی طرف منتظر بھرے انداز میں دیکھتے اور پھر وہاں اپنے مطلوبہ فرد کو نہ پا کر دوبارہ چکیاں لینا شروع کر دیتے۔

”باس کراب تک آجنا چاہیے تھا“ لڑکی نے کھائی پر سندھی بولی انتہائی قیمتی ریلیٹ واپس پر زلفیں دوڑاتے ہوئے قدرے تشویش بھرے لہجے میں اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ وقت کا بے حد پابند ہے۔ اور اسی دومنٹ باقی رہتے ہیں۔“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور لڑکی نے سر ہلادیا۔ اور پھر چٹیک دومنٹ بعد جیسے ہی ان کی نظریں بیرونی دروازے پر پڑیں، دونوں بیک وقت چونک پڑے۔ دروازے پر دو بے پرونگے افراد کھڑے نظر آ رہے تھے۔ دونوں ہلکے نیلے رنگ کے سوٹوں میں ملبوس تھے۔ البتہ ایک کا سوٹ لائٹنگ میں تھا جب کہ دوسرا چمک سوٹ

میں ملبوس تھا۔ ان دونوں کے چروں پر گہری سنجیدگی نمایاں تھی۔

جیسے ہی وہ دروازے پر زلف آئے، لڑکی نے بے اختیار اپنا ہاتھ اونچا کیا اور پھر وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے ان کی میز کی طرف بڑھتے چلے آئے۔ لائٹنگ سوٹ والا غیر ملکی تھا جب کہ چمک سوٹ والا مقامی تھا۔ ”ویل کم ہاس“ ان دونوں کے قریب آتے ہی لڑکی اور نوجوان نے استہلا کر سہاں سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”بیٹھو“ چمک سوٹ والے نے ساٹ بےس میں کہا اور وہ دونوں واپس اچھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ لائٹنگ سوٹ والا بھی خاموشی سے چوتھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”لائٹ بوس“ ان کے بیٹھے ہی نمودار ہونے والے دیڑھے لڑکی نے مخاطب ہو کر کہا اور دیڑھے کا نام واپس ہو گیا۔

”کیا پورٹ ہے میں نا کوٹ“ چمک سوٹ والے نے لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے سر دھبے میں پوچھا۔

”میں نے مکمل چیکنگ کی ہے۔“ ”نگو اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔“ نامکمل نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔

”کوئی خفیہ تجویز؟“ ”خفیہ دروازہ۔“ ”اس نے کہا۔“

”نومر۔“ ”میں نے مکمل چیکنگ کی ہے۔“ نامکمل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رفیق! تمہاری کیا رپورٹ ہے؟“ ”باس نے اب نوجوان کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

”کوئی شکوک آدمی اس سے نہیں ملا باس۔“ نوجوان نے دوبارہ

پہلے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "کس قسم کے افراد سے اسس کی عادات ہے؟" — "ہاں نے
 پوچھا۔

"مختلف کا دوبارہ افراد۔ لیکن زیادہ تر ملاقاتیں فون پر ہوتی ہیں
 فون کالیں بھی ٹیپ کی گئی ہیں لیکن سوائے بزنس ملاک کے اور کچھ نہیں
 ہے۔" — رفیق نے جواب دیا۔

اسی لمحے دیش نے لائم جوس کے دو گلاس لاکر ان کے سامنے رکھ
 دیتے اور وہ خاموش ہو گئے۔ جب دیگر واپس چلا گیا تو ہاس اپنے ساتھی
 سے مخاطب ہوا۔

"لاگ بین! — اب تم کیا کہتے ہو؟" — "ہاں سے بھیجے میں ہلکسا
 طنز شامل تھا۔

"جاری رپورٹ غلط نہیں ہو سکتی؟" — غیر ملکی نے زوردار پہلے میں
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تاہم اور رفیق کی رپورٹ میں بھی غلط نہیں ہو سکتی۔ یہ اپنے
 کاموں میں ماہر ہیں۔" — ہاس نے کہا۔

"میر خیال ہے کہ اگر ہم اسے اعزاء کر لیں تو یقیناً اصل بات سامنے
 آجائے گی؟" — لاگ بین نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح معاملات افشا ہو جائیں گے۔ اور پھر ٹیپیں
 پولیس اور سیکیٹ سروں حرکت میں آسکیں گی۔" — "ہیں سب کام

انتہائی خفیہ طور پر نمٹانے میں؟" — ہاس نے سوجھ بوجھ میں جواب دیا۔
 وہ سب اتنے دھیسے پہلے میں گفتگو کر رہے تھے کہ اگر ساتھ والی میز پر

بیٹھے ہوئے افراد کو شش میں کہتے، تب بھی کچھ نہ سُن پاتے۔

"ہاں! — میری ایک تجربہ ہے۔" — اپنا کھٹا ٹٹوٹے کہا۔
 "اُن بولو۔" — ہاس نے چونکے ہوئے پوچھا۔ باقی افراد بھی چونک
 کر ناگواری ظاہر کی گئی تھیں۔

"اس کا احوال ان کا ادارن سکول میں پڑھتا ہے اور وہیں ہوسٹل میں ہی
 رہتا ہے۔" — اسے اعزاء کر لیا جائے تو۔" — "ناگ بین نے کہا۔

"نہیں۔ یہ اجتماع اتحاد ہے۔ وہ کیوں پولیس کو بھی دے
 سکتا ہے۔" — اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر اس کا ایک ہی حل ہو سکتا ہے کہ ہم گاگ بین کو اس کے پاس
 جائیں۔ صرف اسی صورت میں وہ کھل سکتا ہے۔" — "اچانک
 رفیق نے کہا۔

"اور! — البتہ یہ قابلِ غور بات ہے۔ لاگ بین! — کیا تم یہ
 لاگ کر سکتے ہو؟" — ہاس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جڑی آسانی سے۔" — لاگ بین نے جواب دیا۔
 "اور کسے۔" — "پھر تم یہ کام کرو۔" — اور کل بدین اسی وقت رپورٹ

دینا۔" — "اسی ایک بات کا خیال رکھنا کہ وہ کسی صورت میں بھی مشکوک نہ
 ہونے پائے۔" — ہاس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔" — لاگ بین نے سر ہلاتے
 ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! — کیا کچھ ہے ہاس؟" — "ناگ بین نے کہا۔
 "تم دونوں کل تک فارغ ہو۔" — کل لاگ بین کی رپورٹ کے بعد کسی

تمہارا کیا خیال ہے اس سے کیا چاہتا ہے؟۔ تاکہ اس بار
استقامت جتدہ بیچے میں کہا۔

بسیا کیا چاہتا ہے۔ زید بنی فارمولا چاہتا ہے۔ اور کیا چاہتا
ہے۔؟ لاگ میں نے رپورٹ دی ہے کہ یہ فارمولا اس کے پاس
ہے۔ رفیق نے ساٹ بیچے میں کہا۔

پھر تم نے گاگب بن کر جانے والی بات کیوں کی تھی۔ کیا تم اپنے
آپ کو آشنا بنے بغیر ثابت کر کے مجھے ٹھوٹنا چاہتے ہو؟۔ تاکہ نے
قدرے غصیلے بیچے میں کہا۔

اوہ!۔ ایسی کوئی بات نہیں میں تاکہ۔ جہاں تک میری معلومات
کا تعلق ہے۔ زید بنی فارمولا اس کے کسی دوست نے اس کے پاس
امانتاً رکھوایا اور اس کا وہ دوست ایک حادثے میں ہلاک ہو گیا۔ تب
سے وہ فارمولا اس کے پاس ہے۔ یہی لاگ میں کی رپورٹ ہے۔

میرا گاگب بن کر جانے سے مطلب یہی تھا کہ اس سے اسی فارمولے کے
بارے میں سوچا گیا جلتے۔ وہ کاروباری آدمی ہے ایک فضول سی چیز
کے عوض خطرے پر آمادہ ہو جائے گا۔ رفیق نے جواب دیا۔

اوہ!۔ تو تم نے اس پس منظر پر یہ تجویز پیش کی تھی۔ حالانکہ
تمہاری تجویز کو ایک اور پس منظر میں دیکھا گیا۔ تاکہ نے مسکرا کر کہا۔
وہ کا پس منظر ہے۔ مجھے بھی تو پتہ چلے۔ رفیق نے کہا۔
سنو رفیق!۔ مسکراہٹیں فارمولے کا نہیں ہے۔ یہ تو کوکوڑ

ہے۔ راکوش اور مافیا کے درمیان ایک طے شدہ کوٹراس کا مطلب
ہے کہ مافیا کسی بہت بڑے مشن کے لئے راکوش کی خدمات حاصل کرنا

مزید اقدام کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس نے کہا اور پھر ایک جھگڑے
سے اٹھ کھڑا ہوا۔ لاگ میں بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا ہوا اور پھر وہ
دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

اس آدمی کو ضرورت سے زیادہ ٹوہیل دے۔ تاکہ نے۔
ان دونوں کے گیٹ سے باہر چلے جانے کے بعد رفیق نے تاکہ سے
مناطبات ہو کر کہا۔

وہ انتہائی اچھ پوسٹ پر ہے۔ اس نے اس مخاطب ہے۔
تاکہ نے سر جھلائے ہوئے جواب دیا۔

پوسٹ!۔ کیسی پوسٹ؟۔ وہ تو کاروباری آدمی ہے۔
رفیق نے چپکے چپکے پوچھا۔

اوہ!۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اس کے بارے میں زیادہ
باتوں کا علم نہیں ہے۔ تاکہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیسی باتیں؟۔ اتنا تو معلوم ہے کہ وہ امپورٹ ایجنٹوں کا کام
کرتا ہے اور نہیں۔ رفیق نے حیرت بھرے بیچے میں کہا۔

بظاہر یہی بات ہے۔ لیکن دراصل وہ راکوش کا مقامی چیف
ہے۔ تاکہ نے بیچے کو اور زیادہ دھماکا کرتے ہوئے کہا۔

راکوش۔ کیا کہہ رہی ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ راکوش تنظیم
تو صرف یورپ تک محدود ہے۔ اس کا یہاں الیشیا میں کیا کام۔ اور پھر
وہ بھی پاکیشیا جیسے چھوٹے ملک میں۔؟ رفیق نے حیرت سے

انجکس چوڑی کرتے ہوئے پوچھا۔
اوہ رفیق!۔ تمہاری یہ سبہ خبری انتہائی تشویش کی بات ہے۔

پاسحتی ہے۔ اور بظاہر یہ ایک کمپیکل پروڈکٹ فارمولے کی ناکمل ہے۔
 لیکن کوڈرس اصل مشین میں درج ہوتا ہے۔ یہ ایسا کوڈ ہے جو
 صرف راکوش اور مافیا کے خاص افراد ہی سمجھ سکتے ہیں۔ یہ ناکمل اس
 تک پہنچ چکی ہے۔۔۔ یعنی مافیا جو مشین راکوش کی مدد سے بڑے کار
 لانا چاہتی ہے۔۔۔ اس کی تفصیلات اس ناکمل میں کوڈ ورد میں درج
 ہیں۔ اور چیف باس یہ فارمولا اس لئے حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ اس
 مشین سے آگاہ ہو سکے۔ اور گاہک والی بات کا مطلب ہے کہ گاہکین
 اب مافیا کا آدمی بن کر اس کے پاس پہنچے گا اور اس سے ناکمل کے متعلق
 معلوم کرے گا۔ کوڈ میں گاہک مافیا کے خدو صی نمائندے کے کہتے ہیں
 "اگر نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور رفیق یوں آنکھیں پھاڑے یہ
 سب کچھ سن رہا تھا جیسے کچھ کوئی دلچسپ الف بیلوی کہانی سنتے ہیں۔
 "اوہ!۔۔۔ یہ تو انتہائی خوفناک گورکھ دھندہ ہے۔ لیکن ہماری
 تنظیم کا راکوش اور مافیا سے کیا تعلق ہے۔۔۔ جارا تو فیڈلٹی ہی دوسرا
 ہے۔۔۔ رفیق نے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ بظاہر ایسا ہی ہے لیکن یہ صرف اسی ملک میں ہے۔
 ہماری تنظیم کی بڑے ملکوں میں ایسی شاخیں بھی ہیں جو راکوش اور مافیا
 کی حکمرانی کا کم کرتی ہیں۔ لاگب بین کو چیف باس نے بیان بھیجا ہے۔
 نامہ نے جواب دیا۔

"چھانور یہ بات ہے۔ لیکن تمہیں یہ ساری معلومات کیسے مل گئیں؟
 "میں نے کہا۔
 مجھے کبھی کبھی باس سے صحبت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ تم جانتے

ہو کہ باس مجھ پر کتنا اعتماد کرتا ہے۔ اور میں روز لاگب میں آیا ہے اسی
 بات میں ساتھ تھی۔ اور پھر لاگب میں سے پہلی ملاقات سونی تو میں نے
 اس سے اس بارے میں پوچھا اور باس نے یہ سب تفصیل بتا دی۔
 نامہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ ویسے باس کو چاہیے تھا کہ مجھے بھی حالات
 سے آگاہ کر دیا۔ لیکن وہ باتیں اب بھی میری سمجھ میں نہیں آتیں۔
 پہلی بات تو یہ ہے کہ راکوش ایسی تنظیم ہے جو ایک سنگٹ کا کام اپنے
 جانے پر کرتی ہے۔ اور مافیا کے متعلق تو ہر شخص جانتا ہے کہ
 وہ مشین سے منسلک ہے جب کہ ہماری تنظیم جی ایم کا فیڈلٹی ڈیڑ
 فعل ہے۔ ایسی صورت میں ان تین مقصد فیڈلٹی کے تعلق رکھنے
 والی تنظیموں کے درمیان آخر کا اشتراک عمل ہو سکتا ہے۔ پہلی بات
 تو یہ ہے کہ مافیا اس پس ماندہ ملک میں ایسا کون سا مشن برتے کار لانا
 پاسحتی ہے جس کے لئے اسے راکوش کی مدد حاصل کرنا پڑی۔
 دوسری بات یہ کہ جی ایم کا مافیا کے اس مشن سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔
 اور آخری بات یہ کہ راکوش آخر اس چھوٹے سے عزیز ام ملک میں
 کیا کرتی ہے؟۔۔۔ رفیق نے کہا۔

"پہلی دو باتوں کا تو جواب میرے پاس نہیں ہے کیونکہ اس وقت تک
 ہینک نڈر۔ جی فارمولا حاصل نہ ہو جائے۔ جہاں تک تیسری بات
 کا جواب ہے۔ میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے کہ جی ایم کی کتنی شاخیں
 ایسی ہیں جو مافیا اور راکوش کی طرف کا دھندہ کرتی ہیں۔ البتہ
 جی ایم کا میں فیڈلٹی ہی ہے جو ہمارا اس مقامی تنظیم کا ہے جہاں تک

انکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور رفیق کی آنکھوں میں چمک
اُبھر آئی۔

”اوہ!۔۔۔ دیرنی لگتا!۔۔۔ اگر تم قبول کرو تو میں اپنی رہائش گاہ پر
اس جشن کا بندوبست کروں۔ یقین کرو یادگار جشن ہوگا۔ رفیق
نے کہا۔

”واقعی۔۔۔“ نالو نے ہونٹ پر چھپے ہوئے کہا۔
”آؤ تجربہ شرط ہے۔“ رفیق نے کہا اور پھر اس نے
جیب سے جوتہ نکال کر ایک بڑا نوٹ پلیٹ میں رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔
”نالو نے بھی سر اٹھایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے
کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

میرا انداز ہے، انیا کسی شکل میں چھن گئی ہے اور اس شکل کا تصور
اسی ملک سے ہوگا۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ انیا کا کوئی خاص راز اسرا
ملک میں منتقل ہوا ہو اور انیا نے اس راز کو واپس حاصل کر لے کر
راکوش کی مدد حاصل کی ہو۔ کیونکہ راکوش ایسے معاملات میں ماہر ہے
اور راکوش کے چیف باس نے یہ کام یہاں کی مقامی تنظیم کے سپرد
دیا ہو۔ اور وہ راز ایسا ہو کہ جی۔ ایم جی اس میں دلچسپی رکھتی ہو اور
جی۔ ایم نے اسے طور پر یہ راز حاصل کرنا چاہتی ہو۔ اور یہ کہ
راکوش کی مقامی تنظیم تو تھامرا یہ خیال غلط ہے کہ پاکیشا غیب
ملک ہے۔ یہ دونوں سپر پاورز کے لئے یکساں اہمیت رکھتے ہیں
نالو نے کہا۔

”گڈ آئیڈیا نالو!۔۔۔ تم واقعی انتہائی ذہین ہو۔ اب مجھے معلوم
ہو رہا ہے کہ آخر اس تم پر اتنا اعتماد کیوں کرتا ہے۔“ رفیق نے
بے اختیار توجہ دینے لگے۔

”تحریر کا شکریہ۔ لیکن کیا ہم کل تک یہیں بیٹھے باتیں کر
رہے ہیں گئے۔“ نالو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ واقعی۔۔۔ باتوں میں وقت کا ہی احساس نہیں رہا۔
اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔“ رفیق نے چونک کر کلائی کی ٹھٹھری
پر انھیں دوڑاتے ہوئے کہا۔

”میں چاہتی ہوں کہ آج کی رات اچھے سے جشن میں گزرے۔
وہی سی آڈر پر کوئی غلوں بورت سی رومانی فلم دیکھی جائے۔ پرائیویٹ
دل کھول کر دینی جائے لیکن کیسے نہیں۔“ نالو نے مسکرا کر رفیق کی

ایک بڑے میاں باہر نکلے۔ وہ لباس اور وضع قطع سے ملازم لگس رہے تھے۔ لیکن عمران نے پہلے اسے سمجھ ہی نہ دیکھا تھا۔ شاید وہ نیا ملازم تھا۔ عمران نے اس کے باہر آنے کے باوجود کال بیل کے بٹن سے انگلی نہ جھٹائی۔

”ہاتھ مٹاؤ۔ یہ کیا بدتمیزی ہے؟“ بورڈ سے ملازم نے آنکھیں چاٹ کر غصیلے انداز میں کہا اور ساتھ ہی عمران کا بازو ایک جھٹکے سے نیچے کر دیا۔

”اسے یہ بدتمیزی ہے۔ کمال ہے۔ میں تو آج تک اسے کال بیل کا بٹن سمجھتا رہا تھا۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

”فرمائیے کس سے ملنا ہے؟“ بورڈ سے ملازم نے یوں عمران کو سر سے پیروں تک دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے اس کی دماغی صحت سے تشویش ہو رہی ہو۔

عمران اپنے مخصوص ٹیکسی کلب لباس میں تھا اور ظاہر ہے چہرے پر حماقتوں کا آشہ پوری روایت سے بہہ رہا تھا۔

”جمعہ راحا صاحب سے؟“ عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جمعہ راحا کی کیا مطلب؟ کیا آپ پاگل ہیں؟“ ملازم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ وہ شاید کچھ ضرورت سے زیادہ ہی دغا بازی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

”کیا جمعہ راحوں سے صرف پاگل ہٹا کرتے ہیں؟ اگر ایسی بات ہے

عمران نے اپنی سپورٹس کار کو سٹی کے کینلے گیٹ کے اندر موڑ دی اور پھر وہ اسے پورچ تک لے آیا۔ عمران آجکل فارغ تھا اور آج اسے ناشتہ کرتے ہوئے اپنا کلب سہولت نشہ فیاض کا خیال آ گیا تھا۔ کافی دنوں سے اس سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ عمران نے فیاض کے دفتر فون کیا تو معلوم ہوا کہ فیاض بیمار ہوئے کی وجہ سے چھٹی پر ہے۔ چنانچہ عمران نے اس کی کوکھی جلتے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کا خیال ہٹ کر واقعی فیاض بیمار ہے تو پھر اس کی سزائے پرسی ضرور دی ہے آخر وہ اس کے ٹیڈٹ کا مالک ہے اور اگر اس نے بلی کی کا صرف بہانہ کیا ہے تو پھر اس سے خاصی رقم ناشی جاسکتی ہے۔

عمران نے پورچ میں کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ برآمدے میں آیا اور اس نے کال بیل پر انگلی رکھی اور اسے مسلسل دبانے لگا۔ اندر دور گھنٹی کی آواز مسلسل سنائی دینے لگی۔ چند ہی لمحوں بعد دروازہ کھلا اور

تو پھر جعدار کے پاس ملازمت کو ظاہر ہے سقراط بقراط آپ کے ہی
فلاسفہ کہتے ہوں گے۔۔۔۔۔ عمران نے جراسا منہ بناتے ہوئے کہا۔
”یہاں کوئی جعدار نہیں رہتا۔۔۔۔۔ ہونہہ۔۔۔۔۔ خواجواہ آجاتے ہیں
دقت ضائع کر دیتے۔۔۔۔۔ ملازم کو شائد عمران کے فلسفے کی سمجھ نہ آتی
تھی اس لئے اس نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا اور پھر واپس
مڑنے لگا۔
”کیا یہ فیاض صاحب کا گھر نہیں ہے۔۔۔۔۔؟“ عمران نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں ہے۔۔۔۔۔ لیکن آپ تو جعدار کہہ رہے تھے۔۔۔۔۔ فیاض کا
نام سنئے ہی ملازم تیزی سے مڑا۔
”میرا خیال ہے کہ فیاض کو چاہئے کہ تمہیں کچھ انگریزی بھی پڑھاؤ
تاکہ مجھے انگریزی کا ترجمہ کر کے کی ضرورت نہ پڑے۔۔۔۔۔“ عمران
نے کہا۔

”انگریزی۔۔۔۔۔ کیسی انگریزی۔۔۔۔۔؟“ آخر آپ چاہتے کیا ہیں۔۔۔۔۔
فیاض صاحب سے ملنے آئے ہیں تو وہ نہیں مل سکتے۔۔۔۔۔ وہ بیمار
ہیں۔۔۔۔۔ آپ جا سکتے ہیں۔۔۔۔۔ ملازم نے اکتا سے ہوئے انداز میں
جواب دیا۔

”کون ہے فضلہ۔۔۔۔۔؟“ کس سے باتیں کر رہے ہو۔۔۔۔۔؟ اندر سے
فیاض کی بیوی کی آواز سنائی دی۔ وہ شائد ملازم کے باہر نکل جانے کی
وجہ معلوم کرنے آئی تھی۔
”بیگم صاحبہ!۔۔۔۔۔ کوئی صاحبہ آتے ہیں۔۔۔۔۔“ اُلٹی پٹی باتیں کرتے

ہیں۔۔۔۔۔ کبھی کہتے ہیں جعدار صاحب سے ملنا ہے۔۔۔۔۔ کبھی فیاض
صاحب کا نام لیتے ہیں۔۔۔۔۔ کبھی انگریزی پڑھنے کے لئے کہتے ہیں۔۔۔۔۔
فضلہ نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اچھا تو جعدار فی صاحب بول رہی ہیں۔۔۔۔۔ آواز بڑی خوبصورت
ہے۔۔۔۔۔“ یقیناً خود بھی خوبصورت ہوں گی۔۔۔۔۔“ عمران نے بڑے
ذہنیت سے لہجے میں کہا تو فضلہ کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ
ہو گیا۔

”تم۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ بدتمش آدمی۔۔۔۔۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔۔۔۔۔
بڑے فضلہ نے اچانک ہاتھ بڑھا کر عمران کا گریبان پکڑ لیا۔

”ارے ارے۔۔۔۔۔ سناٹا۔۔۔۔۔“ نیرا کار خراب کر دیا۔۔۔۔۔ عمران
نے کوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔ لیکن اس نے فضلہ کا ہاتھ ہٹانے
کی کوشش نہ کی تھی اور فضلہ کا غصہ بھی صرف گریبان پکڑنے تک ہی
محور رہا تھا۔ شائد عمران کا جہم دیکھتے ہوئے اس سے زیادہ غصہ دکھانا
اس نے بھی مناسب نہ سمجھا تھا اور عمران شائد فیاض کی بیوی کو غیظ
دکھانا چاہتا تھا اس لئے اس نے گریبان پکڑنے کی کوشش ہی نہ کی۔
اسی لمحے دروازہ کھلا اور فیاض کی بیوی باہر آگئی۔

”ارے ارے۔۔۔۔۔“ نیرا کار ہے تو فضلہ۔۔۔۔۔ کیا تم باطل ہو گئے
ہو۔۔۔۔۔ فیاض کی بیوی نے گھر کر فضلہ کا ہاتھ پکڑ کر تھیلے ہوئے کہا۔
”بیگم صاحبہ!۔۔۔۔۔“ یگندہی باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔ میں اس کا خون
پی جاؤں گا۔۔۔۔۔“ فضلہ نے اپنی مالک کو دیکھ کر اور زیادہ شیر ہوئے
ہوئے کہا۔

”ارے باپ ارے۔۔۔ بھابی!۔۔۔ یہ آپ نے خون پینے والے
پاکل کب سے ملازم رکھنے شروع کر دیئے ہیں؟۔۔۔؟“ عمران نے
خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”بیگم صاحبہ!۔۔۔ یہ صاحب کو جعبدار اور آپ کو جعبدار ہی کہہ رہے
ہیں۔“ فضلونے فریاد کرتے ہوئے کہا۔

”اے سوتیلے فیاض کا میں نے ترجمہ کر دیا جعبدار فیاض۔۔۔ تو کی
بڑا کیا۔۔۔ اور بھابی کا نکاح تو جعبدار صاحب سے میرے سلسلے ہوا تھا
اس لئے یہ اصلی جعبدار ہی ہیں۔“ میں گواہ ہوں۔“ عمران نے
وضاحت کرتے ہوئے کہا اور فیاض کی بیوی تعجباً ماکہ کو ہنس پڑی۔

”تم نے سو کر کی خوب مٹی پلید کی ہے۔۔۔ سوئیر۔۔۔ خوب بہت
اچھے۔“ فیاض مٹی کی بیوی کی ہنسی ہی نہ رکھ رہی تھی اور فضلوا ب اپنی
مالکہ کو یوں دیکھنے لگے جیسے اب اسے اس کی دماغی صحت پر بھی شبہ
ہونے لگ گیا ہو۔

”اللہ کا شکریہ کہ میں نے اب تک شادی نہیں کی۔۔۔ ورنہ میں
جبار ہو جانا تو میری بیوی بھی اسی طرح قبیلے مارنا شروع کر دیتی؟۔۔۔
عمران نے تو بکے سے انڈاز میں کانوں کو دھند لگاتے ہوئے کہا۔

”جبار۔۔۔ اور فیاض۔۔۔ اے اس کی عیاری میری سمجھ میں تو نہیں
آ رہی۔۔۔ جن میں آٹھ کر شیو بناتے ہیں۔۔۔ سوٹ پہن کر عطر کی بوری
بوتل پسٹہ اوپر اٹھاتے ہیں۔۔۔ اور پھر سوٹ اٹاکر لیسٹر پیر لیٹ کر باتے
ہاتے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔“ فیاض کی بیوی نے ایک بار پھر
ہنستے ہوئے کہا اور اس بار عمران بھی ہنسنے پر مجبور ہو گیا۔ فیاض کی بیوی

نے بات ہی ایسی کی تھی۔

”اچھا۔۔۔ بڑی خوبصورت اور دلکش بیوی ہے۔۔۔ لیکن کیا
مجھے میں دروازے پر ہی کھڑا رکھیں گی۔۔۔ یا اپنے شوہر نامہ دار رحمت
بیگم کی زبانتہ کا شرف بھی حاصل کرنے دیں گی؟۔۔۔“ عمران نے
بڑا سنا منہ بکتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں!۔۔۔ آؤ آؤ۔۔۔ فضلوا!۔۔۔ جاکر صاحب سے کہو کہ عمران
صاحب مزاج پرسی کے لئے آتے ہیں؟۔۔۔ فیاض کی بیوی نے پاس
کھڑے لازم سے کہا، اور پھر فضلونے کھڑکرا کر اندر چلے جانے کے بعد
اس نے عمران کو اندر لے کر لاشہ دیا اور عمران اس کے ساتھ چلتا ہوا کوٹھی
کے اندر بڑھ گیا۔

”بیگم صاحبہ!۔۔۔ بیگم صاحبہ!۔۔۔ غضب ہو گیا۔۔۔ صاحب تو
بیہوش پڑے ہیں۔“ اچانک فضلونے ایک دروازے سے دوڑ
کر اندر آتے ہوئے کہا، وہ بڑی طرح گھبرایا ہوا تھا۔

”بیہوش کیا۔۔۔ مطلب۔۔۔ اوہ۔۔۔ فیاض کی بیوی کا رنگ آڑ گیا۔
اور وہ بے تماش اندر کمرے کی طرف جھگ پڑی۔

”میرا نام سن کر تو بیہوش نہیں ہو گیا۔“ عمران نے فضلونے
مخاطب ہو کر کہا، وہ خود بھی نیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھا،
”وہ تو پہلے سے بیہوش پڑے تھے۔“ انکے منہ نے جھگ بھر دیا
”ہے۔۔۔“ فضلونے ہنسنے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جھگ۔۔۔ اے ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔۔ جلدی ٹون کرو!۔۔۔ عمران
جھگ کا سن کر خود بھی بوکھلا گیا، اور چہرہ وہ اندرونی کمرے کی طرف جھگا۔

تو اس نے فیاض کی بیوی کے رومے کی آواز سنی۔ وہ تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا تو واقعی فیاض بستر پر بیہوش پڑا ہوا تھا۔ اور اس کے منہ سے جھاگ کے جلیے نکل رہے تھے۔ جھاگ سفید رنگ کی تھی۔ انہیں کیا ہو گیا ہے۔ اسے ڈاکٹر کو بلاؤ۔ فیاض کی بیوی نے عمران کو دیکھتے ہی بڑی طرح بڑکھلائے۔ بلکہ اس کا چہرہ لہری کی طرح زرد ہو گیا تھا۔ اور آنکھوں سے خوف اور دہشت جیسے اہل رہی تھی۔

عمران تیزی سے فیاض پر جھک گیا۔ اس نے اس کی نبض چیک کی۔ سینے پر ہاتھ رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے فیاض کا منہ زبردستی کھولا اور پھر اپنی انگلی اندر ڈال کر ٹوں اسے باہر کی طرف جھٹکا جیسے کوئی چیز نکال رہا ہو۔ اور واقعی اس کی انگلی کے جھٹکے سے ایک موٹی سی گولی منہ سے باہر آگئی۔ گولی جھاگ میں لپٹی ہوئی تھی۔ یہ کیا ہے۔ یہ کیا ہے؟ فیاض کی بیوی گولی کو دیکھتے ہی اور زیادہ گھبرا گئی۔

عمران نے فیاض کے منہ کے کنارے سے نکلی ہوئی جھاگ میں انگلی ڈالی اور پھر اسے ہاتھ سے لگا کر منگھٹنے لگا۔ دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر سکراپٹ اٹھرائی۔

اسے جیسا بھی! اس نے تو واقعی مہجدوں والا کام شروع کر دیا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب؟ کیا کہہ رہے ہو۔؟ یہ کیا مذاق ہے؟ فیاض کی بیوی نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

بھابی! یہ صابن کی گولی ہے۔ اور یہ جھاگ جی صابن کی ہے۔ سو نکھ کر دیکھ لیجئے۔ میرے خیال میں سو پر فیاض صابن سے اپنا کھانا صاف کر رہے تھے کہ صابن گلے میں اکٹھا گیا اور حضرت بے ہوش ہو گئے۔ عمران نے بستر پر پڑی ہوئی گولی اٹھا کر فیاض کی بیوی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

صابن سے گھاس صاف کر رہے تھے۔ یہ کیا حاققت ہے۔؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فیاض کی بیوی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے فیاض کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ اب چونکاتے صابن لینے میں تکلیف نہ ہو رہی تھی اس نے اس کی بیہوشی ختم ہو رہی تھی۔ اسی لمحے باہر سے نیز تنیز قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر ایک ادھیر غم آرمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر پریشانی تھی۔ اسے دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ آئے والا ڈاکٹر ہے۔ مصلحتاً اس کے پیچھے نمودار ہوا۔ اس سے انداز میں ڈاکٹر کا بگبگ تھا۔

کیا ہوا۔ کیا ہوا۔؟ فضلو تار ہاے کہ فیاض صابب بہوش ہیں۔ ڈاکٹر نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔ اسی لمحے فیاض نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے انہیں تو ہر شس آگیا۔ ڈاکٹر نے فیاض پر جھکتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے صفائی مکمل ہو گئی ہے۔ عمران نے نقد دیا۔ صفائی! کیسی صفائی!؟ ڈاکٹر نے چونک کر کہا۔ اسے ڈاکٹر اچمل آپ۔ اوہ عمران تم۔ یہ تم سب یہاں کیوں

اکٹھے ہو۔؟ فیاض نے ہڑلے سے کہنا۔

تم بیہوش ہو گئے تھے۔ اور تمہارے منہ سے جھگڑا نکل رہی تھی جس پر ہم نے تمہیں ڈاکٹر اجمل کو کال کیا۔ اسی لمحے عمران آگیا اور اس نے قبلا سے گئے۔ یہ صاحب کی گولی نکال لی تو تم ہوش میں آ گئے یہ صاحب کھانے کی کیا تکلف کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ فیاض کی بوری نے انتہائی تلخ لہجے میں فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔ اُسے دراصل سخت شرمندگی سی محسوس ہو رہی تھی۔ فیاض نے جھلا حرکت نہ کی۔ اسی کی تھی صاحب کھانے والی۔ یہ کوئی ہوشمندوں والی بات تو نہ تھی۔ صاحب! کیا مطلب۔؟ میں نے تو کیمیا کی گولی کھائی تھی۔ لیکن گولی میرے گے میں آئی۔ اب تک میں اسے کھانے پر نہیں لگا۔ لیکن پھر میرا سانس گھٹ گیا اور مجھے ہوش نہ رہا۔ اور تم کہہ رہی ہو کہ میں نے صاحب کی گولی کھالی تھی۔ فیاض نے حیرت سے انھیں چارٹے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر اجمل جو حیرت سے یہ کہانی سن رہا تھا۔ اور اس کی نظر فیاض کی بیوی کی آنکھوں میں پڑی ہوئی سفید گولی پر پڑ گئی۔ یہی گولی ہے۔ خدا رکھائے۔ ڈاکٹر اجمل نے کہا اور پھر اس نے فیاض کی بیوی کے ہاتھوں سے گولی لے کر اُسے خود سے دیکھا اور دوسرے لمحے وہ کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

بہت خوب! انتہائی دلچسپ اتفاق ہے۔ یہ تو واقعی صاحب کی گولی ہے۔ اور جہاں تک میرا آئیڈیا ہے یہ گولیاں وائٹ مشین میں استعمال کے لئے تیار کی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر اجمل نے کہا۔

اے تو تم نے کیمیا کا پرانا ڈبہ اٹھالیا۔ اور تو یہ سنا رہا۔ تو کیا واقعی میں نے وائٹ مشین کے لئے شگوائی تھیں انھوں نے۔ میں کا پرانا ڈبہ چھٹ گیا تو میں نے یہ گولیاں کیمیا کے ڈبے میں ڈال دی تھیں۔ اس بار فیاض کی بیوی نے ہنسنے سے کہنا اور فیاض نے بے اختیار اپنا سر کھڑکیا۔

اگر ڈال ہی دی تھیں تو پھر اے دواؤں والی الماری میں رکھنے کی کیا تکلف تھی۔ فیاض نے کہا۔

اور صاحب! یہ ڈبہ تو میں نے الماری میں رکھا تھا۔ یہ ڈبہ غل خانے میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے سمجھا کہ بیگم صاحبہ نے دوا کا ڈبہ غلطی سے یہاں رکھ دیا ہے۔ اس بار انھوں نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور اس کے اس فقرے کے ساتھ ہی سارا معاملہ صاف ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب! آپ کو ناحق تکلیف ہوئی۔ معافی چاہتی ہوں۔ فیاض کی بیوی نے شرمندہ سے لہجے میں ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا جو کھڑے ہنس رہے تھے۔

اے بھابی! یہ کیسی تکلیف ہے۔ میں آپ کا ہمایہ ہوں۔ آپ کا بھرپور حق بننا ہے۔ میں کھینک جانے کے لئے گاڑی کا دروازہ کھول رہی رہا تھا کہ انھوں نے کہا ہوا آیا اور میں ادھر چلا آیا۔ ڈاکٹر اجمل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر صاحب! ایک خوفناک بیماری کا بڑا چرچا ہے آج کل۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔؟ اچانک عمران نے ڈاکٹر اجمل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”خونک بھاری۔ کوئی بیماری۔“ ڈاکٹر اجمل نے چونکے ہوئے پرچھا۔

”بھاری کا نام تو مجھے نہیں آتا۔ یا شاید ابھی تک اس بیماری کا یہ رکھا ہی نہ گیا ہو۔ بہر حال علامات بتا دیتا ہوں۔“ عمران نے فیاض کی بڑی کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور فیاض کی بڑی دھڑ سے مسکرا دی۔

”ضرور بتائیے۔“ ڈاکٹر اجمل استہائی جنبہ تھا۔

”مرض صبح اٹھتا ہے۔ دائروں کو محیط کرتا ہے۔ شیونامہ اور وہ بھی اُلٹی۔ ہلکے ہاتھوں کی جڑیں تک غائب ہو جاتیں۔ اس کے بعد غل کرتا ہے۔ نیا سوٹ پہنتا ہے۔ غل کی پوری شیشی اپنے اوپر اُڈھ لے لے۔ چکر سی پر مچکر اخبار پڑھتا ہے۔ بڑے بڑے سے ناشر کرتا ہے۔ اس کے بعد سوٹ اتار لے لے اور بستر پر لیٹ کر لمبے لمبے کرنا شروع کر دیتا ہے۔“ عمران نے بیماری کی علامات بتاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا اور ڈاکٹر اجمل یوں آنکھیں میاڑے لے لے دیکھنے لگا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران واقعی سنجیدہ ہے یا۔۔۔!

”یہ کیا بیماری ہوئی۔“ ڈاکٹر اجمل نے آنکھیں پٹپٹا لے ہوئے کہا۔
”ڈاکٹر آپ ہیں۔ آپ کو پتہ ہونا چاہیے۔ اور ہاں! جب مرض ثابت اشتیاق کر جاتے تو صابن کی گولی حق میں ڈالتا ہے اور یہ دہی ہونا ہے۔“ عمران نے کہا۔
”تم باز نہیں آؤ گے۔ خواہ ذائقہ اڑا رہے ہو۔ بس غلطی ہے

گولی کھال میں لے۔“ فیاض نے بستر سے اٹھتے ہوئے فیصلے بچے میں کہا۔

”ہاں تو ڈاکٹر صاحب!۔ پھر یہ کوئی بیماری ہے۔“ عمران نے فیاض کی بات سنی اُسی ٹک کہنے ہوئے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔
”آپ غلطی کر رہے ہیں جناب!۔ بھلا یہ کوئی بیماری ہے۔ اچھا بھلا ہے!۔ اب مجھے اعانت دیجئے۔ او۔ کے فیاض صاحب!۔“ ڈاکٹر اجمل نے مسکرتے ہوئے کہا اور پھر تیز تر قدم اٹھاتا کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”اچھا تو جناب سپرنٹنڈنٹ مسٹر ایشی جنس بدرو آجکل بیمار ہیں۔“ عمران نے بستر کے پاس پڑی موٹی کرسی گھسیٹ کر اس پر اطمینان سے بیٹھنے ہوئے کہا۔

”تمہیں کس نے بتایا ہے۔ جو تم یہاں آچکے ہو۔“ فیاض نے دوبارہ بستر پر بیٹھنے ہوئے کہا۔

”عمران!۔ میں تمہارے لئے چائے بنا لاؤں۔ اور آپ بھی دوا گلا صاف کر لیجئے۔“ فیاض کی بڑی نے عمران کے ساتھ ساتھ فیاض سے بھی مخاطب ہو کر کہا۔

”اور فیاض تمہارے بڑے منہ نہایت ہوا بہتہ دم کی طرف بڑھ گیا۔ فضلہ اور فیاض کی بڑی دونوں جا چکے تھے۔
”آخر یہ بیماری کا پتہ کیا ہے۔“ فیاض کے باہر آتے ہی عمران نے پوچھا۔ فیاض تو اپنے سے منہ پر نیچہ را تھا۔

”چکر کچھ نہیں۔ تمہارے ڈیڑھی میرے جیسے پڑ گئے ہیں۔ کہتے

”اور تمہاری کڑی بھلاں بستر پر اگر کھلی۔۔۔ ارے تم عمران دی گریٹھ
کے دوست جو۔۔۔ تم مجھے خون کر دیتے۔ میں اس ارشد چودھری کی اکڑ
ایسی نکالنا کہ وہ مالہ نہ تو کیا۔ سالم بار ہی تمہارے حوالے کر کے چنگیاں
بجائیں گے پر دوڑے نہ گئے۔“ عمران نے کہا۔
”چھوڑو۔ وہ راجعلط آدمی ہے۔ اور پھر تمہارے ڈیڈی کا دوست
ہے۔“ فیاض نے پہلو پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
”دوست ہے تو کیا ہوا۔ میں اس کے لڑکے کو دوست بناؤں گا۔
لیکن وہ سو پر فیاض کے کڑے۔ یہ مجھ سے براشت نہیں ہو سکتا۔
چلو تیار ہو جاؤ۔ ہم بھی اور گیا بار جائیں گے۔“ عمران نے سنجیدہ
ہجے میں کہا۔
”یاریکون مجھ سے ملنے گئے ہو۔ میں تو نہیں جانتا۔“ فیاض نے
انکار کرتے ہوئے کہا۔
”تم تو کیا۔ تمہاری ہونے والی اولاد بھی جائے گی۔ سمجھے۔ میرا
نام عمران ہے۔ میں چاہوں تو تم پیسے بستر پر پڑے پڑے نہ صرف
ٹوکرے سے باہر ہو گئے۔ بلکہ گھر سے باہر اور شیل کے اندر ہو گئے۔
مجھے صرف ڈیڈی کو تمہارے مختلف جگہوں میں موجود حبیروں کا ڈھول کے ہنسنے
تسلے میں گئے۔“ عمران نے کہا اور فیاض یوں اچھلا جیسے اسے
بیلی کا شاک لگا ہو۔
”ارے ارے خدا کے لئے یہ غضب نہ کرنا۔“ فیاض نے مردہ
پڑتے ہوئے کہا۔
”غضب۔ کیا غضب۔“ اپنا کب فیاض کی جوی کی آواز

یہی اگر تو ہیں کسی ہوٹل میں دیکھا۔ کسی کیفے یا بار میں تم نظر آتے تو ملازمت
سے نکال دوں گا۔ اور ایک کم بخت انسپکٹر شاہد میرا سخت دشمن
ہے۔ اسے میری جاسوسی پر لگا دیا ہے۔ اب تم خود سوچو کہ میں سارا
دن دفتر میں جھک جھک کر کسے کے بعد کیا کروں۔ چنانچہ میں بیمار
ہو گیا۔“ فیاض نے منہ بنا تے ہوئے جواب دیا۔
”اچھا تو یہ بات ہے۔ لیکن فیاض! میں تو تمہیں بہادر سمجھتا
تھا۔ مگر تم تو مجھ سے بڑی نیکے ہو۔ کیا تمہاری باقی عمر اسی بیماری
میں گذرے گی۔“ عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔ اس کے پیچھے فیاض
کے لئے چندوی کے آثار موجود تھے۔
”اور تیار میں کیا کروں۔“ سررحمان میں ہی قسم کے آدمی۔ وہ
واقعی مجھے ڈوگری سے نکال باہر کریں گے۔ اس لئے میں نے تو یہی
سوچا ہے کہ کچھ دن بیمار بن کر گھر پر رہوں۔ تب تک سررحمان کسی لو
مٹے میں الجھ کر یہ بات قبول جائیں گے۔“ فیاض نے رو دینے والے
ہجے میں کہا۔
”لیکن ہوا کا آخرو ڈیڈی کے اتنے غصے کی کوئی وجہ بھی تو نہ ہو
عمران نے راز دارانہ ہجے میں کہا۔
”وہ اور گیا بار کا پکڑ ہے۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ اس کا مالک
ارشد چودھری ہے۔ جو تمہارے ڈیڈی کا بہت گہرا دوست ہے۔
میں نے اس سے مالہ نہ لگا کہ وہ مجھ سے اکڑ پڑا۔ میں بھی اکڑ گیا اور
پھر رات سررحمان تک پہنچ گئی۔“ فیاض نے بڑا سا منہ بنا تے
ہوئے کہا۔

سنائی دی۔ وہ اسی لمحے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اس کے چہچہے فضا
ٹوٹاں دھکیلتا ہوا آ رہا تھا۔

”پھر تباؤں بھابی کو تباہی بھاری کی اصل وجہ۔۔۔ عمران نے نہ
بنائے ہوئے کہا۔ اور فیاض یوں چونک کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے
بات سمجھ میں نہ آئی ہو۔

”کیا مطلب۔۔۔ میں بھی نہیں۔“ فیاض کی بیوی نے حیران
ہوتے ہوئے کہا۔

”بھابی!۔۔۔ میں نے ان کی بھاری کی اصل وجہ تلاش کر لی ہے۔
اور میں نے جب کہا کہ میں بھابی کو تباؤں تو کچھ لگا کر اسے یہ غضب
دکرائی۔۔۔ عمران نے غضب کی شریک کر سہمے ہوئے کہا۔
”کیا وجہ ہے۔۔۔ اس بار فیاض کی بیوی نے انتہائی جلد
ہوتے ہوئے کہا۔

”بھو اس کر رہا ہے۔ اس کی تو عادت ہی ہو اس کرنے کی ہے
فیاض نے پہلو بہکتے ہوئے کہا۔ وہ اپنی بیوی کے بدلتے ہوئے تیور
بھانپ گیا تھا۔

”وجہ یہ ہے بھابی۔ کہ تم اب پہلے سے زیادہ سمارٹ اور خوبصورت
ہو گئی ہو۔ اس لئے حضرت بھاری کا بہانہ بنائے گھر میں بڑے ہیں۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض نے یوں اطمینان بھر اظہار
لیا جیسے اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ اتار گیا ہو۔ جب کہ عمران کے
اس فقرے سے فیاض کی بیوی کا رنگ بدل گیا۔ وہ بڑے شرمیلے انداز
میں مسکادی۔

”ٹھیک سمارٹ ہو گئی ہوں۔ سارا دن گھر کے کام سے ہی فضا
ہیں مٹی۔“ فیاض کی بیوی نے شرمیلے انداز میں کہا۔

”اسی لئے تو فیاض بھار پڑا ہے۔۔۔ آپ کو گھر کے کاموں سے
صحت ملے تو وہ تندرست ہو۔۔۔ عمران نے بڑے مصمم سے لہجے
بن گیا اور فیاض زندگی میں شاید پہلی بار عمران کی کسی بات پر بے اختیار
لہجہ مار کر ہنس پڑا۔

”اوہ!۔۔۔ تم بہت شریک ہو۔“ فیاض کی بیوی واقعی شرمائی اور
دوسرے لمحے اٹھ کر اندرونی کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

فیاض نے چائے پالیدیوں میں ڈال کر عمران اور فیاض کے سامنے
رکھ دی اور وہ دونوں چائے پینے میں مصروف ہو گئے۔
چائے سے فارغ ہو کر عمران کے زور دینے پر فیاض اور بیگم بار
پینے پر آمادہ رضامند ہو گیا۔ لیکن اس نے عمران سے وعدہ لے لیا تھا
رہ وہ وہاں اس کی موجودگی میں کوئی جھگڑا نہیں کرے گا۔

کو گاہک بتاتے ہیں۔ میں نے انہیں ٹالنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ ملاقات پر مصر میں۔۔۔ آنے والے مائیکل نے میز کے قریب آکر احترام بھرے لہجے میں کہا۔

”گاہک!۔۔۔ اوہ کیا نام ہے۔۔۔“ ادھیڑ عمر شخص نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
”ہم پوچھا تو کہنے لگے کہ بس گاہک کافی ہے۔۔۔“ مائیکل نے جواب دیا۔

”اوہ ٹھیک ہے۔۔۔ بھیج دو۔“ ادھیڑ عمر نے کہا اور سامنے پڑی ہوئی ٹائل بند کر کے اُسے میز کی درواز کھول کر اندر رکھ دیا۔

مائیکل تیزی سے واپس سر گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دوبارہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک مٹھوں جیم کا ٹاکا نوجوان تھا جس نے نیلے رنگ کا لالنگ سوٹ پہن رکھا تھا۔ مائیکل اُسے کمرے میں چھوڑ کر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

مجھے لگتا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔۔۔ اور میں گاہک ہوں۔۔۔ آنے والے نے میز پر آکر کمرے کے لئے ادھیڑ عمر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میرا نام یوڈینا آپ جانتے ہوں گے۔“ ادھیڑ عمر نے کھڑے ہو کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”اے!۔۔۔ جانا ہوں۔“ آپ ڈی بی۔۔۔ راکوش کے متاعی چیغ۔۔۔ لالنگ مین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اور کے۔۔۔ تشریف رکھتے۔“ ادھیڑ عمر نے بخیر دلچسپی میں کہا اور

گھنٹن کی مترنم آواز سننے ہی تو ہی مائیکل جیم کے ٹاکا اور ادھیڑ عمر نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ اس وقت ایک بڑی سی میز کے پیچھے اونچا نشست کی کرسی پر بیٹھا کسی ضخیم ٹائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ دروازے کے اوپر نصب ایک چوڑا سا ٹیلی ویژن کے بل بوتے پر تھا اور گھنٹی کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔

ادھیڑ عمر شخص نے میز کے کنارے پر گھا ہوا جٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ خود بخود کھل گیا تو ایک بارہوی شخص بڑے احترام سے اندر میں اندر داخل ہوا۔ اس نے نیلے رنگ کی نو لبروٹ سی یونیفارم پہن رکھی تھی۔

”کیا بات ہے مائیکل۔“ ادھیڑ عمر نے آنے والے سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں پوچھا۔

”ایک صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں۔ غیر ملکی ہیں۔ اپنے آپ

میں کے سامنے پڑی ہوئی ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا اور لاگسین کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

فرمائیے! کیا خدمت کروں؟ ڈربا نے سنجیدہ بلجے میں کہا۔

مجھے اس لئے جیسا گیا ہے مگر نرڈ۔ بی کے متعلق آپ کے جواب سے اپنے بڑوں کو مطلع کر سکوں۔ لاگسین نے کہا۔

نرڈ۔ بی! میں سمجھا نہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کھل کر بات کیجئے۔ ڈربا نے جھنجھکی اٹھاتے ہوئے کہا۔

مشورہ! لاگسین اور نرڈ۔ بی سے آپ سب کچھ سمجھ چکے ہیں۔ اس لئے چھپتے چھپتے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں جلدی ہے اس لئے بڑوں نے مجھے بھیجا ہے۔ لاگسین نے کہا۔

آنا تو میں جانا ہوں کہ لاگسین کا لفظ دنیا والے نمائندے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور مجھے آپ کی معلومات پر بھی حیرت ہے۔ لیکن میرا فانیہ کی تعلق۔ دوسری بات یہ کہ میں تو نرڈ۔ بی ٹائپ کے کوڑے واقف نہیں ہوں۔ ڈربا نے کہا۔

کیا مطلب؟ کیا آپ اب نرڈ۔ بی نامو لے سے جی متکرم جو جائیں گے۔ مشورہ! یہ معاملہ بے حد سیر قیاس ہے۔ اس بارے میں میں یا میرے بڑے کسی قسم کے خالق کے متعلق نہیں ہو سکتے۔ لاگسین نے اس بارہ قدر سے کشت بلجے میں کہا۔

آپ کو یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں کسی نرڈ۔ بی نامو لے سے واقف نہیں ہوں۔ ڈربا نے بڑے طعنے بلجے میں کہا۔

تو کیا آپ کو فانیہ نے نرڈ۔ بی نامو لے نہیں بھیجا۔ اس مشن کا نامو لے آپ سے یہاں کل کرنا چاہتے ہیں۔ لاگسین کے چہرے پر بہت اطمینان تھا۔

میں نے اس لئے پہلے کہا ہے کہ میرا فانیہ کے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور آپ کی دوسری بات تو بالکل جی مضحکہ خیز ہے۔

یہ جیسی بین الاقوامی تنظیم کو کیا ضرورت ہے کہ وہ مجھ سے کوئی مشن کرے۔ ان کے اپنے وسائل اتنے زیادہ ہیں کہ انہیں کسی کی مدد

نا ضرورت نہیں ہے۔ ڈربا نے اس بارہ نامو لے مضحکہ اڑانے والے بلجے میں کہا۔

ٹھیک ہے۔ اگر آپ کا یہی جواب ہے تو میں اپنے بڑوں کو جانکر یہی جواب دے دیتا ہوں۔ اس کے بعد آپ جائیں اور وہ۔ لاگسین نے اٹھتے ہوئے کہا۔

تشریف رکھئے۔ اب آپ تشریف لے ہی آئے ہیں تو کچھ دیر بیٹھئے۔ آخر آپ ایک بہت بڑی تنظیم کے لاگسین ہیں۔ آپ کی خدمت ہمارے لئے فرض ہے۔ ڈربا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ختم ہو گیا۔ اب اجازت دیجئے۔ لاگسین نے بغیر بلجے میں کہا۔ کوئی بات نہیں جناب!۔ کام تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ بہر حال ایک گلاس مشروب تو پی لیجئے۔ اس کے بعد چلے تو جانا ہی ہے آپ نے۔ ڈربا نے اسرار کے ساتھ ہنسنے کہا۔

موری! میں ڈربا کے دوران کچھ نہیں پتا۔ یہ میرا اصول

ہے۔ باقی باقی۔ لالنگ میں نے کہا اور پھر دروازے کی طرف
مڑ گیا۔ لیکن اس نے مڑ کر ابھی دو قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ چانک
چھت پر سے شرخ رنگ کی تیز روشنی نکلی اور لالنگ میں اس سرخ روش
میں ایک لمحے کے لئے نہا سا گیا۔ دوسرے لمحے روشنی معدوم ہو گئی اور
کے ساتھ ہی لالنگ میں کٹے ہوئے شہتیر کی طرح فرش پر گر گیا۔
ڈربئی نے سکرانے ہوئے میز پر رکھے ہوئے ایک انوکھا کام سیٹ
نیو رہا اٹھالیا۔

”ییس سر۔“ دوسری طرف سے ایک عجیبہ آواز سنائی دی۔
”ٹائیکل!۔“ یہ شخص کس چیز پر آیا تھا۔؟ ڈربئی نے پوچھا۔
”ٹیکسی پر آیا تھا سر۔“ ٹائیکل نے جواب دیا۔

”اور کس۔“ میں نے اسے ریڈ فاؤن کر دیا ہے۔ اسے اٹھا
کر جہرہ خانے میں پہنچا دو۔ میں اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کرنا چاہتا
ہوں۔ اور ہیڈ کوارٹر کو الرٹ کر دو۔ شاید مجھے کسی اقدام کے لئے فوراً
ہدایت دینی پڑیں۔“ ڈربئی نے کہا۔

”ییس سر۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور ڈربئی نے رسیوں
رکھ دیا۔ اب وہ غور سے فرش پر پڑے ہوئے لالنگ میں کو دیکھ رہا تھا
اس کے چہرے پر شک کنوں کا جال سا چھلپا ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھٹکا اور دونوں جوان اندر داخل ہوئے انہوں
نے بڑی بھرتی سے فرش پر پڑے ہوئے لالنگ میں کو اٹھایا اور کمرے
سے باہر لے گئے۔

ان کے باہر جاتے دیکھے ہی دروازہ بند ہوا۔ ڈربئی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

میز کے پیچھے سے نکل کر وہ شمالی سمت میں موجود ایک چھوٹے دروازے
داخل ہو گیا۔ دروازہ پائدر کے کمرے وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا اس
دروازہ بند کیا اور پھر کمرے میں رکھی ہوئی ایک مین کی طرف بڑھ گیا۔ میز
سٹیج پاٹ اور خالی تھی۔

ڈربئی نے میز کی دروازہ کھولی اور اس کے اندر اچھٹ ڈال کر ایک بیٹن
بایا تو میر کی سٹیج درمیان سے چھٹ کر دونوں اطراف میں سمٹ گئی اور
ایک جہرہ ساخت کا بڑا سا ٹرانسپیر اوپر کو اٹھ کر آیا۔ ڈربئی نے پاس پڑی
ہوئی کرسی گھسیٹی اور ٹرانسپیر کے سامنے بیٹھ کر اس کے اس کے مختلف
دبانے شروع کر دیئے۔ ٹرانسپیر میں زندگی کی لہری دور گئی اور مختلف
چھوٹے بڑے بلب تیز سے جھنکے بھنکے گئے۔ ٹرانسپیر سے ہلکی کی گونج
کی آواز آنے لگی۔

ڈربئی نے ایک سفید رنگ کا بیٹن پر لیس کیا اور سائیڈ میں موجود ایک
لوکسنگ کر مٹ سے لگا لیا۔

”ہیلو۔“ ہیلو۔ آرتھری کس فیلڈ کانگ۔ اور۔“ ڈربئی نے

بار بار ہی تھرے دہرانے شروع کر دیئے۔

”لیس آر جیڈ کو آر ٹرانسپیر۔“ اور۔“ چند لمحوں بعد ہی ایک
میشین سی آواز ٹرانسپیر سے نکلی۔

”کلیٹ ٹو چیف پاس پلیز۔ اور۔“ ڈربئی نے کہا۔

”کوڈ پلیز۔ اور۔“ دوسری طرف سے وہی میشین سی آواز نکلی۔

”آر تھری کس فیلڈ۔ کوڈ زیرو ون زیرو ٹو، ڈبل زیرو، اور۔“
ڈربئی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

رہا ڈاؤن کر دیا ہے۔ میں نے کال اس لئے کی ہے کہ آپ فانی سے
معلوم کریں کہ کیا انہوں نے کوئی لگا بک جیو جیا ہے۔ اور؟ — ڈربانی

نے کہا۔
میں معلوم کروں۔ کیا تمہارا واضح جواب ہو گیا ہے۔ تمہیں اچھی
طرح معلوم ہے کہ ہمارا اس قسم کا براہ راست رابطہ قائم نہیں ہو سکتا۔
سب کام لگینگ وے کے تھرو ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت میں لگانگ بین
یقیناً غلط آدمی ہے۔ اور یہ بہت سیریس مسئلہ ہے کہ اس قدر خفیہ
سیکیٹ ایک غیر متعلق آدمی کو کیسے معلوم ہوا۔ تم اس سے متعلق پوچھ کر
کرسے کل کو آگے معلوم کرو اور مجھے کال کرو۔ میں انتظار کروں گا۔ اور؟
چیت باس نے انتہائی کثرت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

میں باس۔ اور؟ — ڈربانی نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے
اور رائیڈ آل کے الفاظ سنئے ہی اس نے ٹرانسپیرٹ کر دیا۔ ٹرانسپیرٹ کو
واپس میز کے اندر پہنچا کر جب میز کی سطح دوبارہ سپاٹ ہو گئی تو ڈربانی اس
کمرے سے نکل کر دوبارہ پہلے والے کمرے میں آیا اور دروازہ کھول کر باہر
راہداری میں آگیا۔ راہداری میں دوسرا شخص افراد موجود تھے۔
"ایک کون کہاں ہے؟" ڈربانی نے ان میں سے ایک سے مخاطب

ہو کر پوچھا۔

"وہ تہہ خانہ میں ہے جناب"۔ ایک شخص فزونی انتہائی موڈ باز
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ڈربانی سر ہلایا ہوا اٹھ کر بڑھ گیا۔ اور
مختلف راہداریوں اور کمروں سے گزرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے
کمرے میں پہنچا۔ اس کے کمرے کا دروازہ بند کر کے سوچ بچوٹ کے نیچے

"لاگ کوٹ۔ سوری۔ اور رائیڈ آل"۔ دوسری طرف سے
کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی دوبارہ گونج کی آواز اچھٹنے لگی۔
ڈربانی نے ٹرانسپیرٹ بند کر دیا اور خاموشی سے بیٹھ گیا۔

تقریباً دس منٹ کے بعد ٹرانسپیرٹ غصہ بخود چل پڑا۔ اور اس میں سے
کی آواز ابھری۔ ڈربانی نے ہاتھ بڑھا کر دھری سفید مٹی دبا دیا۔

"ہیلو فائل پلے۔ ہیلو فائل پلے۔ اور؟ — دوسری طرف سے
ایک بھاری آواز سنائی دینے لگی۔

"میں۔ فائل پلے رائیڈنگ۔ اور؟ — ڈربانی نے جواب دے
ہوئے کہا۔

"کوڈ پلینز۔ اور؟ — دوسری طرف سے کہا گیا۔
آر مقرر کیس فیلڈ کوڈ زیر و من زیر و ٹوب۔ ڈربانی زیر۔ اور

ڈربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اور کے۔ چیت باس رائیڈنگ تو۔ نام تباؤ۔ اور؟ — وہی آواز

سنائی دی۔
ڈربانی باس۔ اور؟ — ڈربانی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اوس کے۔ کیوں کال کی ہے۔ اور؟ — چیت باس نے
پوچھا۔

"باس۔ ایک شخص جو اپنا نام لاگ بین بتا آئے۔ مجھے ملنے آیا
ہے۔ وہ لاگ بین کر آیا ہے۔ زید۔ بی فار مونس کے متعلق جواب
دینگے آیا تھا۔ جب میں نے کوڈ کے مطابق فار مونس سے انکار کیا تو
بھانے شخص کو ڈو دوسرے کے اٹھ کر جانے لگا۔ جس پر میں نے آٹ

لگا ہوا ایک بین بادیہا۔

بین دبتے ہی کمرہ کسی لغت کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ جب اس کی حرکت ترک گئی تو ڈربائی نے دروازہ کھولا اور ایک راہداری میں پہنچ گیا۔ راہداری کے اختتام پر لوہے کا ایک مضبوط دروازہ تھا۔ جس کے باہر دو مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ ڈربائی کے قریب پہنچتے ہی ان میں سے ایک نے جب میں اچھٹا ڈال کر ایک چھوٹی سی ڈیرہ نکالی اور اُسے دروازے کے ایک مخصوص حصے پر رکھ کر دروازے سے دیا یا تو ڈیرہ دروازے کے اندر غائب ہو گئی۔

چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز ابھری اور ڈیرہ واپس نکل آئی لیکن وہ ابھی تک دروازے کے ساتھ چپٹی ہوئی تھی۔ اسی مسلح شخص نے ڈیرہ کو ایک جھٹکے سے دروازے سے علیحدہ کیا اور واپس جبب میں ڈال لیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ خود بخود کھٹا چلا گیا۔ اور ڈربائی جو دروازے کے سامنے خاموش کھڑا تھا قدم بٹھکانا اندر چلا گیا۔

یہ ایک خاص وسیع کمرہ تھا۔ جس کے عین درمیان میں چھت سے لٹکنے والی دو مضبوط زنجیریں لٹک رہی تھیں۔ جن کے آخر میں لوہے کے حلقے تھے۔ لاٹگائیں کے دونوں ہاتھ ان حلقوں کے اندر تھے اور وہ فضا میں کافی اٹھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں پیروں کو بھی اسی طرح لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ اور ان زنجیروں کے سر سے فرش میں غائب ہو رہے تھے۔

لاٹگائیں کی آنکھیں نہ تھیں اور وہ بیوشی کے عالم میں لٹکا ہوا تھا۔ دروازے کے ساتھ ہی مائیکل کھڑا تھا۔ جیسے ہی ڈربائی اندر داخل ہوا،

بیکل چونکا ہو کر سیدھا ہو گیا۔ دروازہ اس کی پشت پر بند ہو گیا تھا۔ اسے پوش میں لاؤ مائیکل۔ ڈربائی نے لاٹگائیں کی طرف دیکھتے ہوئے مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

میں سر۔ مائیکل نے جواب دیا اور دروازے کے ساتھ موجود ایک بڑی سی مٹن کا ایک بین دیا۔ ششیں کا ایک خانہ کھٹا اور اس میں سے سرخ رنگ کی روشنی یوں نکل کر نکلتے ہوئے لاٹگائیں پر پڑی۔ جیسے کسی پرٹارچ کی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ چند لمحوں بعد روشنی معدوم ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی لاٹگائیں کے جسم میں الٹی سی لرزش ہونے لگی۔ اور چند لمحوں بعد اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند لمحے تو بے خیالی کے سے انداز میں سامنے کھڑے ڈربائی کو دیکھتا رہا پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھرتی چلی آئی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمایاں ہوتے چلے گئے۔

تم خاصی تکلیف محسوس کر رہے ہو گے لاٹگائیں۔ اچانک ڈربائی نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

یہ کیا جکڑ ہے۔ کیا تم مانیا سے بھرانہ چاہتے ہو؟ چند لمحوں خاموش رہنے کے بعد لاٹگائیں نے عبادی آواز میں جواب دیا۔ وہ اب پوری طرح ماحول سے فانس دکھاتی ہے راتھا۔ میں نے کتنی کر لی ہے۔ تمہارا مانیا ہے کوئی تعلق نہیں ہے مڑ لاٹگائیں۔ ڈربائی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کس نے کتنی کر لی ہے؟ سنو مڑ ڈربائی۔ اب بھی وقت ہے مجھے چوڑو۔ میں اسے تمہاری غلط فہمی سمجھ کر مہول جاؤں گا۔ ورنہ

یاد رکھو۔ مافیائے بحر لے والے نیست و نابود ہو جاتے ہیں؟ لاگسا
نے انتہائی کرخت بیچے میں کہا۔

تم میری فکر چھوڑو لاگسا میں! میں تم سے چند سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور تم نے ہر قیمت پر ان کے جواب دیئے ہیں۔ یہ پہلی بات تو یہ کہ تمہارا لائق کس شخص سے ہے۔ دوسرا یہ کہ تمہیں میرے متعلق کیا معلوم ہو کہ میں راکوشس کا مقامی چیف ہوں۔ اور تیسری بات یہ کہ تم نے مافیا اور راکوشس کے درمیان ہونے والے معاملے اور دیگر غار مولے کے متعلق معلومات کہاں سے حاصل کیں؟ چوتھی بات۔

بھجے میرے بڑوں نے بتایا ہے۔ لاگسا میں بے جواب دینے

ہوئے کہا۔

مائیکل! اپنا گ ڈرٹی نے چھپتے ہوئے کہا۔

میں باس! میں نے اس کے پاس کھڑے ہوئے مائیکل نے فرما

ہی جواب دیا۔ یہ بہت ڈھیلا ہو رہا ہے۔ ڈرٹی نے کہا

اور مائیکل نے مٹین کے ساتھ گئے ہوئے ایک چوڑے سے پیچھے کودا

طرف گھٹنا شروع کر دیا۔

اس پیچھے کے گھومتے ہی فرش پر نصب زنجیریں مٹنا شروع ہو گئیں

اور اوپر چپٹے سے ٹکٹنے والی زنجیریں چپٹ کی طرف منتقلی چلی گئیں

لاگسا میں کاہن دو طرف متضاد کھپاؤ کی زد میں آ گیا۔

لاگسا میں نہ ہرٹ ہونے لگے۔ لیکن زنجیریں ہی طرح مٹتی گئیں

اب اس کا جسم اوپر سے اوپر کی طرف اور نیچے سے نیچے کی طرف کھینچنا شروع ہو گیا۔

دوسرے لمحے لاگسا میں کے حلق سے بے اختیار ریش نکلی اور پھر

وہ چاہنے کے باوجود حلق سے نکلنے والی مسلسل پھینکوں کو نہ روک سکا۔

جسم کو دونوں طرف سے کھپاؤ بڑھ رہا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا

تھا جیسے اس کے اعصاب بچے دھکاؤ کی طرح ابھی تڑخ تڑخ کر کے

ٹوٹ جائیں گے۔ تکلیف اس قدر تیز تھی کہ اس کا ذہن موقوف سا

ہونے لگ گیا۔

ب۔ ب۔ بتانا ہوں۔ بتانا ہوں! اپنا گ لاگسا میں

نے چھپتے ہوئے کہا اور مائیکل نے ہاتھ روک دیا۔

فرما ڈھیلا کر دو! ڈرٹی نے کہا اور مائیکل نے اس پیچھے کہ

بائیں طرف گھٹنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی لاگسا میں کے جسم پر

دونوں اطراف سے پڑنے والا کھپاؤ آہستہ آہستہ مٹنا شروع ہو گیا۔

جب اس کا جسم قدرے نارمل پوزیشن میں آیا تو مائیکل نے ہاتھ روک

لیا۔ لاگسا میں کی حالت بہت خراب ہو چکی تھی۔ سرخ و سفید چہرہ تکلیف

کی شدت سے سیاہ پڑ چکا تھا، خشک زبان منہ سے فراسی یا ہنر کل آتی

تھی اور آنکھیں جھٹی ہوئی تھیں۔

بھجے پانی دو! لاگسا نے کہا۔

پہلے میرے سوالوں کے جواب دو۔ اور سنا۔ جھوٹ بولنے

کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ یہ جیکر نہیں رکے گا اور تم جانتے ہو

کہ تمہاری دت کس قدر عبرتناک ہو گی! ڈرٹی نے کہا۔

”پہلے مجھے پانی دو۔۔۔ میرا داغ داغ ہونٹ ہوا ہے۔“ لاگابین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھی جا رہی تھیں۔
 ”ہائیکل!۔۔۔ اس کے منہ میں پانی پانی ڈالو۔“ ڈربی نے کہا اور ہائیکل مرحلاً ہوا ایک طرف بڑھا۔ اس نے سائیکل کی دیوار میں نصب ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک پلاسٹک کی بوتل نکالی۔ اس کا سرا اس نے چمکی سے پکڑ کر زور سے کھینچا تو بوتل کی گردن ایریل کی طرح اونچی مڑتی چلی گئی۔
 کافی اونچائی تک بوتل کے سر کے کونے اگر ہائیکل نے اس کا منہ کھولا اور پھر بوتل ہاتھ میں اٹھائے وہ لاگابین کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے بوتل کا ایریل ہمارا لاگابین کے منہ میں دیا اور پلاسٹک کی بوتل کو دبانا شروع کر دیا۔
 لاگابین نے لمبے لمبے گھونٹ لینے شروع کر دیئے۔ بوتل کا آدھ پانی جب اس کے حلق سے نیچے اتر گیا تو لاگابین کے چہرے پر چھاتی ہوئی وحشت نمودار ہوئی۔ اور وہ قدرے نارمل نظر آنے لگا۔ ہائیکل نے بوتل اٹھائی اور اس کے سر کے کواخت سے دبا کر دوبارہ سمیٹ دیا اور برٹن واپس الماری میں رکھ دی۔
 ”اب تاتو۔۔۔ ورنہ اس بار ہائیکل کا ہاتھ نہیں رُسکے گا۔“ ڈربی نے سخت نیچے میں کہا۔
 ”لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ میں اگر سب کچھ بتا دوں تو مجھے زندہ چھوڑ دو گئے۔“ لاگابین نے کہا۔
 ”تم کیسی ضمانت چاہتے ہو؟“ ڈربی نے ہونٹ پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

”مجھے نیچے آنا۔۔۔ اور اس عمارت سے باہر لے چلو۔۔۔ وہاں جا کر میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔“ لاگابین نے کہا۔
 ”ہائیکل!۔۔۔ ڈربی نے لاگابین کو جواب دینے کی بجائے مشین کے پاس کھڑے ہوئے ہائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”لیں اس۔“ ہائیکل نے موڈاٹر نیچے میں کہا۔
 ”شروع ہو جاؤ۔ اور اس وقت ہاتھ دوکنا جب اس کا جسم ٹوٹ کر دو ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے۔“ ڈربی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور غویلوں و دقہم پیچھے ہٹ گیا جیسے اس نے لاگابین کی موت کا آخری فیصلہ کر لیا ہو۔
 ”سنو!۔۔۔ رگ جاؤ۔۔۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ لیکن کم از کم ایک وعدہ کر دو کہ مجھے اس طرح کی عبرت نامک موت نہ مارو گئے۔“ لاگابین نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
 ”تم موت کی بات کرتے ہو۔ اگر تم مجھے سچ بتا دو تو ہوسکتا ہے کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں۔ ہر حال یہ وعدہ دیا کرتے ہیں تمہاری مرضی کی موت کے انتخاب کا موقع دیا جائے گا۔“ ڈربی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”تو سنو!۔۔۔ میرا تعلق جی ایم سے ہے۔ میرا نام لاگابین ہے ہمارے ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ ملی تھی کہ مایا یا کیش یا میں کوئی ایہ مشن مکمل کرنا چاہتی ہے۔ جس کے لئے اس نے راکوش سے معاہدہ کیا ہے۔ اور راکوش نے مشن کی۔ ڈربی کی فارمور کے کی فائل راکوش کے مقامی چیف ڈربی کو بھجوا دی ہے۔ جی ایم اس مشن کی تفصیلات

جاننا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں یہاں پہنچا اور میں نے پکیشیا میں جی ایم کی مقامی شاخ کے پاس راج کر ریورٹ دی۔ راجے نے فوری طور پر اقدامات کئے اور تمہاری خواب گاہ میں ایک روکی بھیجی گئی۔ اس روکی نے تلاشی لی لیکن کچھ نہ ملا۔ اس کے آدمی نے تمہاری نگہبانی کی۔ فون ٹیپ کئے۔ لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ اس پر راج ہمارے اور گیارہ میں جنگ بندی ہوئی جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ میں گانگ بن کر تمہارے پاس جاؤں مگر بات کھل کے۔ ہمارا خیال تھا کہ گانگ کے لفظ "ترم" کو کوئی ایسا اقدام نہ کرو گے۔ کیونکہ بہر حال افیا ایک بہت بڑی بیٹی ہے۔ گانگ میں نے واقعی پوری سچائی سے سب کچھ بتا دیا۔ لیکن جولائی کی رات میرے پاس نہ رہی۔ وہ تو مقامی تھی۔ نہ نے جنوں اچکاتے ہوئے کہا۔

تمہاری مقامی شاخ میں سوائے راج کے سب مقامی افراد لوہیں۔ گانگ میں نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ تم نے واقعی سچ بتا دیا ہے۔ اور اگر وعدے کے مطابق تم سے پوچھتا ہوں کہ تم کیسے موت پسند کرتے ہو۔ ڈر بنے یا بے انتہا میں پوچھا جیسے دھمکائی مل کر کسی دزدے سے دھمکا کر پروگرام طے کر رہے ہوں۔

کیا یہ ضروری ہے کہ تم مجھے مار ڈالو۔ اس سے تمہیں کیا فائدہ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ جب انہی تنظیم کو یہی ریورٹ دو گانگ کو الیا کوئی کڑی سیٹ نہیں ہوا۔ را غلط ہے۔ اور اگر تم مجھے مار دو گے تو بہر حال یہ بات طے ہو جائے

ایسا معاہدہ ہوا ہے۔ پھر اس معاہدے کو حاصل کرنے کے لئے فی اور شخص آجائے گا اور یقیناً وہ میری طرح احمق نہیں ہوگا کہ سیدھا میرے پاس پہنچ جائے۔ لاگ میں نے کہا۔

تمہاری بات درست ہے۔ مجھے تمہاری موت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور تمہیں چھوڑ دینے میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ جو اور اس کی کارکردگی کا مجھے اچھی طرح علم ہے۔ وہ اٹا بھی دجائے تو وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ باقی رہی تمہاری تنظیم جی ایم۔ مجھے اس کی پروا نہیں۔ ڈر بنے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور

جانگ میں کے چہرے پر امیدوں کے آثار ابھر آئے۔

ٹائیکل۔ اچانک ڈر بنے نے سر کر مسخین سے پاس کھڑے ہوتے بل سے خطاب ہو کر کہا۔

میں پاس۔ ٹائیکل نے موڈ باندھ لیا۔

اسے یہوش کر کے ٹائیکل پارک میں چھینکوا دو۔ اور نو لاگ میں! تم واقعی اپنی جان بچانا چاہتے ہو۔ تو وہی کرنا جو تم نے وعدہ کیا ہے۔ رند مارکوش کی بھیجی ہوئی مرست سے تم دنیا کے کسی جی کو نہیں بچ سکتے۔ ڈر بنے نے کہا اور چہرہ مسخری سے سر کر دروازے کی طرف بھاگ گیا۔

ٹائیکل نے جھڑپ سے مشین کا ایک بٹن دبا دیا اور بٹن دبے ہی بند دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور ڈر بنے تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر بھاگ گیا۔

ٹھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اپنے دفتر میں پہنچ گیا۔ اس نے سر پر سے ہونے انٹرکام کا سیوا اٹھایا۔

”ییس باس“۔ دوسری طرف سے ایک گونجی۔

”جیکب!۔ مائیکل سے کہ دو کر لاگت میں کی مکمل نگرانی ہونی چاہیے اور جن سے ملے ان کی بھی۔ اور جن وقت راجہ کے ساتھ شنگ کے مجھے دوسری رپورٹ ملنی چاہیے۔“ ڈرنی نے تیز لہجے میں کہا۔

”نگرانی کس انداز کی باس“۔ دوسری طرف سے بولنے والے جیکب نے کہا۔

”تم ایسا کرو کہ مائیکل سے کہو کہ اس کے باس میں مائیکروٹر انیٹر لگا دے۔ تاکہ یہاں ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر ہی سب کچھ جیکب ہوتا رہے ڈرنی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

”ییس باس! حکم کی تعمیل ہوگی“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈرنی نے ریڈیو رکھ دیا۔ اور پھر اٹھ کر وہ اس چوٹے کمرے کی طرف بڑھ گیا تاکہ چیت باس کو مکمل رپورٹ دے کہ مزید ہدایات دینا کر سکے۔

اور گیارہ کی رونق عروسی پر تھی۔ نائٹک اور رفیق اپنی مخصوص میز پر موجود تھے۔ ان کی میز پر دو کرسیاں خالی تھیں اور ان دونوں کو باس اور لاگت میں نائٹک کا انتظار تھا۔ تاکہ لاگت میں کی رپورٹ کے مطابق کام کو آگے بڑھایا جاسکے۔

نائٹک کی نظروں بار بار ہیرونی دووازے کی طرف اٹھ رہی تھیں اور وہ کچھ بے چین سی لگ رہی تھی۔

”ابھی تو باس کے آنے کے وقت میں پندرہ منٹ رہتے ہیں۔ اور ابھی سے دووازے کی طرف دیکھ رہی ہوں۔“ نائٹک کے ساتھ بیٹھے رفیق نے سکرات میں مومنہ کہا۔

”ان رہتے تو ہیں۔ لیکن نجانے کیا بات ہے کہ مجھے پریشانی سی ہو رہی ہے۔“ نائٹک نے جواب دیا۔

”جیکب اٹ ایزی۔ باس ہم سے زیادہ ہوشیار آدمی ہے۔ رفیق

نے جواب دیا۔

”اسے یہ سپرنٹنڈنٹ فیاض؟“ اچانک ناٹو کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی اور رفیق نے بھی چونک کر دو دروازے کی طرف دیکھا۔

دو دروازے پر کشتی رنگ کے سوٹ میں بیس ایک باوقار آدمی ہوا تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ ایک مضبوط جسم اور احمقوں جیسے چہرے کے مالک نوجوان کھڑا تھا۔ جس نے ٹیگنی کھر لباس پہنا ہوا تھا۔ اور وہ ہوا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہال کو دیکھ رہا تھا جیسے نرم گلی میں پہلی بار کسی جنگی مقام پر آیا ہو۔

”سپرنٹنڈنٹ فیاض کیا مطلب؟“ رفیق نے حیرت سے پوچھا۔

”یہ کشتی رنگ کے سوٹ والا سنٹرل انٹیلیجنسی کا سپرنٹنڈنٹ فیاض ہے۔“ ناٹو نے کہا۔

”انٹیلیجنس کا سپرنٹنڈنٹ! اودھ کوئی گھٹا تو نہیں۔ لیکن اسے کیسے جانتی ہو؟“ رفیق نے چونکے ہوئے کہا۔

”یہ خود توں کا شکری ہے۔“ اسے یہ تو ہماری طرف ہی آئے ہیں۔“ ناٹو نے اور زیادہ پریشانی ہونے ہو گئے کہا۔ اور رفیق بھی چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی رہنمائی میں چلتے ہوئے ان کی طرف ہی رہے تھے۔ اور پھر وہ ان کے ساتھ دانی میز پر پہنچ کر گرگ گئے۔ یہ میز پر ہی ہوئی تھی اس پر ریزڈ پریس کارڈ موجود تھا۔ دیر نے کاٹوا اٹھا لیا۔ ”تشریف دیکھئے جناب؟“ دیر نے سوا بانٹ لے لیا۔

”کہاں رکھوں۔ میز پر۔ یا کرسی پر؟“ نوجوان نے چونک کر دیر سے پوچھا۔

”میرا مطلب ہے کرسی پر تشریف رکھئے؟“ دیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا اچھا۔“ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ نوجوان نے بھی دوسری کرسی چھال لی۔

”حکم سنا۔ کیا پیش کروں؟“ دیر نے سوا بانٹ لے لیا۔

”میجر کو پیش کرو۔“ اسے کہہ کر پرنس آف ڈومپ کے دریاؤں کاٹھری دے۔“ نوجوان نے اس بار انتہائی بخند دیکھی۔

”مجھے ہلکتے ہو؟“ فیاض نے اچانک کرخت لہجے میں دیر سے ادب کر کے کہا اور دیر پر ہنسنے کی بات سن کر حیرت سے جھنجھوڑا اچکا تھا۔ فیاض کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”سرا۔ آپ ہمارے معزز گاہک ہیں؟“ دیر نے جواب دیا۔

”میرا نام فیاض ہے۔“ اور میں سنٹرل انٹیلیجنس کا سپرنٹنڈنٹ ہوں مجھے۔“ ناٹو نے فیچرے کہہ کر ہم اس سے ملا چلتے ہیں۔“ فیاض نے سخت لہجے میں کہا۔

”بہتر سرا۔ میں ابھی پیغام پہنچا دیتا ہوں؟“ دیر سنٹرل انٹیلیجنس سپرنٹنڈنٹ کا نام سن کر خاصا مرعوب نظر آ رہا تھا۔

”لیکن چلے میرا پیغام پہنچا چاہئے؟“ نوجوان نے کہا۔

”ٹھیک ہے سرا۔ میں دونوں پیغام پہنچا دیتا ہوں؟“ دیر نے

نہان چھڑانے کے سے انداز میں کہا اور تیزی سے واپس لوٹ گیا۔

اگر اس سے غاری تھا تو چھریاں آکر بیٹھنے کا مطلب۔ یہ سب اس کے دفتر چلے جاتے۔ نوجوان نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا:

”تم اسے نہیں جانتے عمران!۔ وہ بے حد مہرور سا آدمی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں دروازے پر ہی کھڑا رکھتا۔ اینٹ چودھری کا وجہ سے وہ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا ہے۔ کاش! اگر شہ جوہر اس بار کا مالک نہ ہوتا۔ تو میں دیکھتا اس منیجر کے کچے کو۔ وہ کتنے ہلکا میں ہے۔“

”میں بتا دیتا ہوں۔ وہ چلو بھرا پانی میں ہے۔“ عمران نے جو منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اے یہ تو خود آرہے۔“ اچانک فیاض کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کے بچے میں حیرت تھی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ منیجر خود مل کر بھی یہاں آ سکتا ہے۔

”تم پرنس آف دوحہ کے دربار کو کیا سمجھتے ہو۔ ایسے لوگ تو اس دربار میں سرسکے بل جیل کرتے ہیں۔ یہ تو چھریوں پر چل کر آرہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تو عمران صاحب!۔ بے نصیب!۔ آپ ہماری باریں لٹو لٹے۔ مجھے ویٹرنے جیسے ہی بتایا میں بے حد حیران ہوا۔ میں نے سوچا کہ آپ جیسی شخصیت کی ہماری باریں آمد ہمارے لئے باعث خیر ہے۔“ بے حد اور سخت چہرے والے منیجر نے مسکراتے کی گوشش کرتے ہوئے کہا: اس لئے فیاض کو رول نظر انداز کر دیا تھا جیسے اس کا سر سے

ہاں وجود ہی نہ ہو، اور فیاض کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑنے لگا گیا۔

”اوہ ٹوٹی!۔ تم یہاں کیسے؟“ عمران نے یوں چونک کر کہا جیسے وہ ٹوٹی کو مدت سے جانتا ہو۔

”میں یہاں منیجر ہوں عمران صاحب۔“ منیجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”اوہ اچھا!۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ آخر اس باریں اتنی رونق کیوں ہے۔ ان سے ملو۔ یہ پرنسڈنٹ فیاض ہیں۔“ عمران نے یوں فیاض کا تھکافت کرایا جیسے ٹوٹی انہیں جانتا ہی نہ ہو۔

”میں جانتا ہوں انہیں۔“ یہ تو فیاض صاحب!۔ آپ بخیریت ہیں ناں۔“ ٹوٹی نے بڑے رسمی سے بچے میں کہا۔

”میں تمہاری ہلکی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ سمجھے۔ میں کسی چھری کو نہیں جانتا۔“ فیاض نے غصے سے بولتے ہوئے انداز میں کہا: اس کی آنکھیں شرج ہو گئی تھیں۔ منیجر نے اسے نظر انداز کر کے اس کی جان جلا دی تھی اور وہ بھی عمران کے سامنے۔ اس نے وہ غصے کی شدت سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

”مجھے کیا قصور ہوا ہے فیاض صاحب!۔؟ ٹوٹی نے مصروف چہرہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران خاموش بیٹھا تھا۔ شٹ آپ!۔ مجھے معلوم ہے کہ تم یہاں کیا کرتے رہتے ہو۔ مجھے فیاض نے غصے کی شدت سے پیر چٹختے ہوئے کہا۔

”فیاض صاحب کو ٹھنڈا پانی پیش کرو۔ یہ بہت غصے میں ہیں۔“

ٹوٹی نے قریب کھڑے دیر سے بڑے طنز یہ انداز میں کہا تو معاملہ فہم کی برواشت سے باہر ہو گیا۔ اس نے ٹوٹی کے چہرے پر قہقہہ مارنے لگے پوری طاقت سے ہاتھ گھمایا یہی تھا کہ عمران اچھل کر کھڑا ہوا اس نے فاضل کا ہاتھ راستے میں ہی تھک لیا۔

”ارے ارے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ ہمارا اپنا آدمی ہے جی۔ اس بے چارے سے کیا لڑنا۔“ عمران نے فاضل کو روکنے جوئے کہ ”اس نے میری بے عزتی کی ہے۔ میں اسے جان سے مار دوں“ فاضل کا غصہ عروج پر تھا۔

”ٹوٹی!۔ فاضل صاحب سے معافی مانگو۔ ورنہ پرنس آف ڈوم کو بھی غصہ آجائے گا۔“ عمران نے اس بار خاموش کھڑے ہوئے ٹوٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں معافی چاہتا ہوں فاضل صاحب!۔ فیذاقتہ آپ کی بے عزتی تھا۔“ ٹوٹی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور چرتیزی سے واپس مرو گیا۔ فاضل یا تو اتنے غصے میں تھا۔ یا دوسرے لئے حیرت سے ٹران کو دیکھنے لگا۔

”آخر تمہیں کونسا جادو آتا ہے کہ تمہارے کہنے پر اس نے اس طرح معافی مانگ لی۔ ورنہ یہ شخص تو کسی کو چپچپہ پر ہاتھ نہیں رکھنے دیتا۔“ فاضل نے حیرت جبرے لہجے میں کہا۔

”ہاتھ آہستہ رکھ دو رکھنے دیجے۔ تم تو یحیٰی صحت و خیر ہاتھ رکھ دیتے ہو۔ اس سے لڑنے کا فائدہ یہ تو لازم ہے۔ لڑنا ہی ہے تو ارشد چھری سے لڑنا۔“ عمران نے اس کے کنبہ سے پر ہاتھ رکھ کر جھلتے

دے کہا اور فاضل جھانکنے کی سوچ کر خاموش ہو گیا۔ دوسرے نے دیر سے لائٹ جس کے دہریے گلاس لاکر ان دونوں کے سامنے رکھ دیئے۔

”مینج صاحب نے بھیجے ہیں۔“ دیر نے بڑے موہانہ لہجے میں کہا۔ ”اوہ اچھا۔“ ہم اس کی یہ دعوت قبول کرتے ہیں۔“ اور سوزا۔ ”بہناری بابا کا مالک آجائے تو میں بتا دوں۔“ ہم نے اس سے باز کا دیا کہ ”نہیں۔“ عمران نے دیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مالک!۔ آئے ہی والے ہیں۔ وہ روزانہ اس وقت آجائے ہیں۔“

دیر نے اسی طرح موہانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ ناظر اور رفیق خاموش بیٹھے یہ جھگڑا دیکھ رہے تھے۔ ان کی پوری وجہ ان دونوں کی طرف ہی لگی ہوئی تھی۔ اس لئے انہیں معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ اب راجہ اور لگا لگا بین ان کی سیلوں کے قریب پہنچ گئے۔

”بیٹو۔“ راجہ نے جو آج بھی کل والے چیک سوٹ میں بیٹوس تھا ان کے قریب آکر کہا اور وہ دونوں نے اختیار اچھل پڑے۔

”اوہ آکس آپ!۔“ ہمیں تو معلوم ہی نہ ہوا۔ ناظر اور رفیق دونوں نے بوکھلا کر سیلوں سے اٹھتے ہوئے کہا۔ لگا لگا میں خاموش کھڑا تھا اس کا چہرہ سٹا ہوا تھا۔

”بیٹو۔“ اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے لگا لگا میں کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ سب سیلوں پر بیٹھ گئے۔

”اس!۔“ منشی اشیش میں کا سنہرے منڈنٹ فاضل ساتھ والی میز پر موجود ہے۔ ناظر نے سرگوشی کے سے انداز میں راجہ سے مخاطب ہو کر کہا اور

راجہ اس کی بات سن کر بڑی طرح چونک پڑا۔ اس کی نظریں تیزی سے گھومیں اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں سوپر فیاض پر پڑیں اس نے اس سے منہ پھیر لیا۔

”یہ یہاں کیسے آیا ہے؟“ راجہ نے مشکوک لہجہ میں کہا۔
 ”معلوم نہیں باس!“ اس کے ساتھ کوئی پریش آف ٹو صاحب۔
 ”جیسے مہاجر عمران کہہ رہا تھا۔“ نامہ نے کہا۔
 ”اوہ!۔۔۔ پھر شنگ بنو است۔“ میں خون پر بات کروں گا۔
 باس نے جببے لہجہ میں کہا۔

اسی لمحے دیشران کے قریب آگیا۔
 ”دوبہلی۔“ اس بار راجہ نے اسے آرڈر دیتے ہوئے کہا اور سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

”اُچی لمحے انہوں نے سوپر فیاض کو سوچتے ہوئے دیکھا۔ اس کو بیرونی دروازے پر تعین جہاں ایک ادھیڑ عمر آدمی اتار میں غیشی بر پکڑے لیوں کھڑا اور دھڑکھڑا تھا جیسے سپہ سالار اپنی فوج محلہ میں مصروف ہو۔

”ارشاد چوہدری۔“ یہی ارشد چوہدری ہے باد کا مالک۔
 لمحے سوپر فیاض کی سرگوشی سناتی دی۔ وہ عمران کو تار ہا تھا۔
 دیکھ ارشد چوہدری کے سامنے پیچھے چلے جا رہے تھے۔

ارشد چوہدری صاحب مخمل۔ اپنا کپکپ عمران نے سے اُٹھ کر زور زور سے آوازیں دینا شروع کر دیں اور اس کی بلند آواز سننے ہی والی میں بیٹھے ہوئے دیگر افراد کے ساتھ ساتھ کاؤنٹر کی طرف

ہوا ارشد چوہدری بھی چونک پڑا۔ اس نے مڑ کر اس میز کی طرف دیکھا جہاں عمران کھڑا تھا تار ہا تھا۔

”ارشد صاحب!۔۔۔ اور آجاتے۔۔۔ بڑی خوبصورت جگہ ہے۔“
 عمران نے اس کے مڑ کر دیکھتے ہی زور سے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ارشد چوہدری چند لمحے عمران کو دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر مصیبت والی مسکراہٹ دکھائی دی۔ ”وہ شاید عمران کو پہچان گیا تھا اور دوسرے لمحے وہ مڑ کر تیزی سے عمران کی میز کی طرف بڑھ گیا۔

”نواب میں نے اُسے ملا لیا ہے۔ اب جی بھر کر اس سے لڑ لینا۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے لیوں فیاض سے مخاطب ہو کر کہا جیسے ڈرے میں اس کا کروازہ ختم ہو گیا ہو اور اب فیاض کا کام شروع ہونے والا ہو۔

”تمہارے ڈیڑی درمیان میں نہ ہوتے تو۔۔۔“ فیاض نے ٹوٹ بیٹھتے ہوئے کہا۔
 ”تم ڈیڑی کا ٹکڑہ کر دو۔“ وہ کباب میں ٹپکی بننے والے کون ہوئے ہیں۔ عمران نے سرگوشی کر کے کہہ دیا۔

”عمران بیٹے!۔۔۔ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟“ اسی لمحے ارشد چوہدری کی آواز سنائی دی وہ ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔
 ”کب کب کیوں۔“ کیا یہ بالی نا بالیوں کے تھے؟

عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”بالیوں کے لئے نہیں۔“ بلکہ بالیوں کے تھے۔ ارشد

چوہدری نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ اس نے اپنی طرف سے نظر کیا تھا۔

”اوہ! اسی لئے آپ کسی دوسری طرف جہاں رہتے تھے۔“ عارف نے رنگا رنگی جواب دیا اور ارشد چوہدری کے حلق سے کھنکھنے والے بے اختیار ہنسنے سے الگ ہو کر اٹھا۔

”تم واقعی شیطان ہو۔“ ارشد چوہدری نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”ان سے بچتے۔“ شیطان کے سامنے پرنسڈنٹ فیاض سنسٹرا انجیل جس بیورو۔“ عارف نے فیاض کا ہاتھ تدارف کرتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں انہیں۔“ فیاض صاحب نامی شہرہ شخصیت پر ارشد چوہدری نے ٹرا سامنے نہاتے ہوئے جواب دیا۔

”ویٹر کرسی لاف۔“ کیا تم اپنے ملک کو یوں ہی بھڑا کر دو گے۔“ اسی لمحے عارف نے قریب موجود ویٹر سے کہا اور ویٹر کو کھل کر ایک یہ کی طرف دوڑا جس کے پاس ایک خالی کرسی موجود تھی۔

”میں منجر کے دفتر میں جا رہا ہوں۔“ تم دیر، آجاؤ۔ اور اس دورہ فیاض صاحب یہاں بیٹھ کر جو کچھ بھی کہیں پتیں گے۔ وہ میری طرف سے ہوگا۔“ ارشد چوہدری نے کہا اور پھر بڑھنے لگا۔

”چوہدری صاحب!۔“ وہ بارہ نمبر۔“ پلائی بیچ گئی ہے۔“ اچانک عارف نے کہا اور ارشد چوہدری اس کی بات سننے ہی میں تیز سے مڑا جسے اس کے ہنگام پر کھڑا پڑا ہو۔

”گگ۔ گگ۔“ کیا کچھ رہے ہو۔ مجھے کچھ رہے ہو۔“

رشد چوہدری نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ وہ اپنے آپ کو سمجھانے کی بے حد کوشش کر رہا تھا۔

”تقریب دیکھتے۔“ اکڑم سے باتیں ہوں گی۔ فیاض تو بارسیل دے رہا تھا۔ لیکن میں اسے بڑی شکل سے سمجھا بھجا کر لایا ہوں۔“ عارف نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی بڑے انجیل کے طریقے سے فیاض کو آنکھ مار دی اور فیاض کا بے عارفی کی وجہ سے پچکا ہوا سینہ عارف کے آنکھ مار رہے ہی اس عارف سے کی طرح چولہا مہل گیا جس میں ہوا بھری جا رہی ہو۔

”اوہ!۔ اوہ!۔“ کیا تم دونوں منجر کے کمرے میں۔“ ارشد چوہدری نے اور زیادہ بوکھلا کر اوہر اوہر دیکھتے ہوئے کہا جیسے اسے فطور ہو کر عارف کی بات کسی اور سے نہ سن لی ہو۔

”ملک آپ ہیں۔“ بات آپ سے ہو سکتی ہے۔ وہ بے چارہ تو لازم ہے۔“ عارف نے مسکراتے ہوئے کہا اور ارشد چوہدری چند لمحے عارف پر ہنس کاٹا، بار پھر ایک طویل سانس لے کر کرسی پر بیٹھ گیا جو ویٹر نے ساتھ والی میز سے اٹھا کر وہاں لار کھی تھی۔

”راہے نے معنی خیز نظروں سے رفیق اور نام کو دیکھا۔“ سہلائی نمبر بارہ کا لفظ سن کر وہ چونک پڑا تھا اور پھر اس کا ارشد چوہدری پر ہونے والے رد عمل نے اسے مزید چونکا دیا تھا۔ اب وہ دیکھنے کی چسکیاں لینے کے ساتھ ساتھ پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔“ میں سمجھا نہیں۔“ ارشد چوہدری نے اس بار اندر سے سخت لہجے میں کہا۔ فوری ہوئے والے رد عمل سے اب

وہ کافی مددک پہنچا تھا۔

مگر انسان کے دماغ کا سنگین گرین ہو تو اسے بہت جلد سمجھ آ جاتی ہے۔ کیوں تو یہ فیاض۔۔۔ عمران نے فیاض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور فیاض نے سر ہلادیا۔ حالانکہ بات اس کے پٹے پر چلی تھی۔

ادھر!۔۔۔ میرے ساتھ آؤ پلیز۔ یہاں نہیں۔۔۔ میرے خال کے میں آؤ۔ اٹھو آؤ۔ فیاض صاحب آپ بھی پلیز۔ ارشد چوہدری کا سارا لکڑن غور سوڑے کی جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا اور اب وہ فیاض صاحب اور پلیز کے الفاظ بڑے لبا جت آمیز لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر دلنہ کے سے انکار اُبھر آتے تھے۔

آؤ سویرا۔۔۔ اب تو چوہدری صاحب پلیز کہنا سیکھ گئے ہیں۔ عمران نے فیاض سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

نہیں!۔۔۔ یہیں بات ہوگی۔ پہلے بھی یہ پاس سے بات کر میں بلکہ شکایت کر چکے ہیں۔ اور میں صرف تمہاری وجہ سے۔۔۔ اور زیادہ جوڑا ہو گیا۔

پلیز فیاض صاحب!۔۔۔ مجھے واقعی غلطی ہوگئی تھی۔ میں مچا رہا ہوں۔ آئیے پلیز۔ ارشد چوہدری کا لہجہ بالکل روٹا والا ہو گیا تھا۔

بس اب زیادہ بھی نہ کہو۔۔۔ روز میں ٹوٹی کو بنا لوں گا۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور فیاض یوں اٹھ کھڑا ہوا جیسے کڑ

بیٹ میں موجود ہینرنگوں نے اسے اوپر اچھال دیا ہو۔ وہ عمران کے منہ کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب اگر وہ زیادہ اگڑا تو عمران کی زبانی رو بدلی جی سکتی ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ مینوں آگے تیر چھپے چلتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

چوہدری صاحب!۔۔۔ آپ کی چھتری کا وزن کچھ زیادہ ہی دکھائی دیتا ہے۔ یہ آپ مجھے دے دیں۔ میں اٹھا لیتا ہوں۔ آخر آپ میرے ڈیڑی کے دوست ہیں۔۔۔ عمران نے چھتری کو درمیان سے پکڑ لے ہوئے کہا۔

ہیں!۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ میرے پاس ہی ٹھیک ہے۔ ارشد چوہدری نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران یوں برا سامنے بناتے ہوئے آگے بڑھ گیا جیسے اسے ارشد چوہدری کے سخت سے خاصی تکلیف پہنچی ہو۔

جب وہ مینوں راجھاری میں غائب ہو گئے تو راجھرنے ایک طویل سانس لیا۔

ہاں تو لاگابین!۔۔۔ تمہاری رپورٹ یہ ہے کہ ڈیڑی کے پاس کوئی فائل نہیں پہنچی۔ اور ہیڈ کوارٹر کی رپورٹ غلط ہے۔ راجھرنے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد لاگابین سے مخاطب ہو کر کہا۔

ہاں!۔۔۔ میں ملے ہر طرح سے تسلی کر لی ہے۔ لاگابین نے باٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے تم خود یقین دہانے کہ رپورٹ غلط نہیں ہو سکتی۔ راجھرنے برا سامنے نہایتہ ہوئے کہا۔

”رپورٹ ایک ایسے تجربے دی تھی جس پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ لیکن بہر حال غلطی ہر ایک سے ہو سکتی ہے۔ میں اب ہینک کو آرڈر جا کر اس بارے میں مزید چھان بین کروں گا۔ فی الحال یہ کام ختم سمجھو۔“ لاگب مین نے سپاٹ لیجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ لاگب مین انہی نے تم مجھے رپورٹ دی تھی تو میں نے ہینک کو آرڈر چیف باس سے بات کی تھی۔ چیف باس نے کہا کہ رپورٹ بالکل درست ہے۔ زیڈ بی فائل ڈرنی کے پاس پہنچ چکی ہے۔ اور چیف اس نے بتایا ہے کہ مافیا، راکوش بے براہ راست رابطہ نہیں رکھتا بلکہ تمام کام گینگ وے کے حضور ہو رہا ہے۔ یہ فائل بھی ڈرنی کے پاس گینگ وے نے پہنچائی ہے۔ اور اس کا جواب بھی گینگ وے کے مافیا کے ہاتھ میں پہنچا دیا گیا۔ ایسی صورت میں تمہاری یہ بات مزید سمجھیں نہیں آ رہی کہ تم نے کیا تسلی کر لی ہے کہ فائل ڈرنی کے پاس نہیں ہے۔“ راجر نے قدرے متحججہ لہجے میں کہا۔

”جہاں تک میرا آئیڈیا ہے۔ فائل نہیں پہنچی۔ میں نے ڈرنی کا اچھی طرح سٹڈیا ہے۔ باقی تم جانو اور تمہارا کام۔“ اگر تم اس فائل کو تلاش کر سکو تو بہت اچھا ہے۔ میں بہر حال واپس جا رہا ہوں تاکہ چیف باس کو اس مسئلے میں اپنی رپورٹ دے دوں۔“ لاگب نے سپاٹ لیجے میں کہا۔

”ہو نہ ہو ٹھیک ہے۔ میں اپنے طور پر کوشش کروں گا۔“ تو بہر حال میرا فرض ہے۔“ راجر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”اور سکے! پھر مجھے اجازت۔“ لاگب مین نے آٹھ کر

ہوتے ہوئے کہا اور راجر کے اثبات میں سر ہلاتے ہی وہ تیزی سے مڑا اور برقی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”اس! لاگب مین اس کے کچھ مختلف نظریات ہیں۔“ لاگب مین نے جانتے ہی ناگہان کہا۔

”ہاں! کچھ دلا دلا سا مجھے بھی محسوس ہو رہا ہے۔ اس نے اس نے اُسے جلتے کی اجازت دی ہے۔ اب میرے آدمی اس کی نگرانی کریں گے۔ بہر حال اب میں اپنے طور پر اس فائل کا پتہ کرنا چاہتا ہوں۔“ راجر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اس! یہ سو فیاض کا یہاں آکر بیٹھنا۔ اور پھر چلے جانا۔ مجھے گناہ ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس ہماری طرف سے شکوک ہو گئی ہے۔“ رفیق نے کہا۔

”پہلے میں بھی یہی سمجھا تھا۔ سو فیاض کی یہاں موجودگی نے مجھے چونکا دیا تھا۔ لیکن بعد کی گفتگو سے ثابت ہو گیا ہے کہ یہ اور پتہ تھا۔“ راجر نے کہا اور ناظر اور رفیق دونوں بے اطمینان جھجھکنا اٹھائے۔

”اب سر ہلا دیتے۔“

”سنو! اب تم دونوں نے ڈرنی کی نگرانی کرنی ہے۔ اس کے فون ٹیپ کرو۔ اس سے فتنے طعنے والوں کو چپک کر دو۔ اور مجھے رپورٹ دیتے رہو۔“ مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی کھیلو بہر حال لی جلتے گا۔“ راجر نے کہا۔

”اس! اگر آپ حکم دیں تو ایک اور کھیل کھیل جاتے۔“ رفیق نے کہا۔

کیسل۔ کون کیسل؟ — راجہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ڈیڈلی کانٹریو مینیکل میرے توجہ کا ہے اور میرا واقف ہے۔“

”اگر آپ حکم کریں تو میں مینیکل کو اغوا کر کے اس کے میکسکپ

میں ڈیڈلی کے پاس پہنچ جاؤں۔ اس طرح شاید زیادہ آسانی سے

پتہ چل جائے۔“ رفیق نے کہا۔

”اوہ وری گتہ! — یہ بہت اچھی تجویز ہے۔ کیا تم ایسا آسانی

سے کرو گے؟ — راجہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”بالکل ہاں! — میرے لئے یہ مشکل نہیں ہے۔“ رفیق نے

اعتماد سے بے جا کہا۔

”لیکن ہاں! — میرے خیال میں اس طرح ہم خطرے میں پھن

سکتے ہیں۔ اگر ڈیڈلی کے اسٹیشن مینیکل کو اغوا کر کے اس

معلومات حاصل کر لی جائیں تو میرے خیال میں زیادہ بہتر رہے گا۔“

ناٹو نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ! — یہ بھی ٹھیک ہے۔ اگر مینیکل کو معلومات حاصل ہوں

تو میں اس سے مل جائیں گے۔ ورنہ دوسری صورت میں رفیق،

کے میک آپ میں ڈیڈلی کے پاس پہنچ کر از خود معلومات حاصل کر

گا۔“ راجہ نے کہا اور اس بار دونوں نے سر ہلادیا۔

”اوہ! — پھر یہ طے رہا۔ مینیکل کے اغوا کے لئے تمہا

کنے آدمی چاہئیں رفیق؟ — راجہ نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ میں اکیلا ہی اسے ہتھکارت کر لے آؤں گا۔“

میرا واقف ہے۔ میں اسے آؤں گا۔“ رفیق نے جواب

”یہ تو اوروں ہی اچھا ہے۔ ناٹو! — تم رفیق سے علیحدہ رہ کر اس

بغرائی کرو گے۔ اگر اسے ضرورت پڑے تو تم اس کی مدد کرنا

بغیر خیال بھی رکھنا کہ کوئی اس کی بھگائی نہ کر رہا ہو۔“ راجہ نے ان

دونوں کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ہاں! — دونوں نے اثبات میں سر ہلادیا اور راجہ

ناٹو اور رفیق دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر راجہ سر

ناٹو ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”اب کوئی پروگرام بنالیں؟“ رفیق نے راجہ کے جاتے ہی کرسی

پر دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن ناٹو اسی طرح کھڑی رہی۔ اس کی

آنکھیں اس کرسی پر جمی ہوئی تھیں جس پر لاٹک میں بیٹھا ہوا تھا۔

”کیا ہوا؟“ رفیق نے اسے یوں کرسی کی طرف دیکھتے ہوئے

بہت جھجھکے میں پوچھا۔ اور ناٹو تیزی سے لاٹک میں والی کرسی

کی طرف جھپٹی اور اس نے بڑی تیزی سے اس کرسی کے نیچے پڑی

ہوئی کوئی چیز اٹھالی۔

یہ ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا شیٹ تھا جس کے عین درمیان میں ایک

پوٹا سا نقطہ تیزی سے چل بھج رہا تھا۔

”اوہ! — یہ کیڑا نہیں؟“ رفیق نے بڑی طرح چونکتے ہوئے

کہا اور ناٹو نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر اس نے بین کی پشت کو

مقصود انداز میں دبایا تو نقطہ بھج گیا۔ اور ناٹو نے ایک ٹول لٹول مائلں لیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ کہیں قرعہ سب سے ہی جاری بات چیت رکھاؤ

کی جلد ہی ہے۔" ناطہ کے بچے میں شدید کشمکش تھی۔

"ہیں فوراً باس سے رابطہ کر کے اسے صورت حال سے آگاہ کر چاہیے؟" ریشی نے کرسی سے رشتے ہوئے کہا۔

"ہاں! اب تو یہ ضروری ہو گیا ہے۔" میرزا نیال نے کہہ کر لاٹک من کی جیب سے گراہے۔ شاید اس کے ساتھ کوئی خاص کھیل کھیلایا ہے۔ جیسی وہ بلا بلا سا نظر آ رہا تھا۔ کوئی خاص ہے؟" ناطہ نے کہا۔

"بہر حال اب باس کو اس بارے میں فوری کوئی اقدامات کرنے ہوں گے۔ آؤ۔" ریشی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر الیش ٹرے کے نیچے رکھا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئی گیٹ کی طرف بڑھتے گئے۔ ان دونوں کے چہرے سننے ہوئے تھے اور آنکھوں سے شدید پریشانی کے آثار چمک رہے تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ڈربہ نے پونک کر سر اٹھایا اس وقت وہ اپنے کاروباری آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا یہ آفس شہر کے وسط میں ایک کمرشل عمارت کی چوتھی منزل پر تھا۔ چوتھی منزل پوربی کی پوری اس کی کچی کے دفاتر کے لئے ریزرو تھی۔

"ییس۔" پیٹنگ ڈائریکٹر ڈربہ پسیکینگ۔ ڈربہ نے ٹیلی فون کارڈ پورا اٹھا کر کاروباری بچے میں کہا۔ یہ فون چونکہ براہ راست تھا اس لئے اس نے براہ راست اپنا تعارف کرنا ضروری سمجھا تھا۔ پرنسپل سیکرٹری کے ذریعے آنے والی کالوں کے لئے فون علیحدہ تھا۔ اس براہ راست فون کا نمبر اس نے خاص خاص کاروباری افراد اور اپنے خاص افراد کو ہی دے رکھا تھا۔ اور ویسے بھی وہ کاروباری دفتر میں فون پر بے حد محتاط رہنے کا عادی تھا۔

"میں کارپٹ ڈویژن کا انچارج مار تھریول رہا ہوں جناب۔" دوری

ظرف سے ایک نرم سی آواز ابھری۔
 "اوه مشر! تھر آپ!۔ کیسے فون کیا؟" ڈربی نے چونک کر
 ہونے کہا۔ کیونکہ کارپٹ ڈویژن اور مار تھر کو فافاظ تھے اور یہ دونوں
 کو ڈاس کے پیشین اسسٹنٹ مائیکل کے لئے مخصوص تھے۔

"سر!۔ کارپٹ ڈویژن کے محلے کے دوران ایک فافاں ہا
 ملنے آئی ہے کہ لاگ باریں کو ایکسٹرنل سٹیشنڈ چیک کر رہا تھا
 لاگ باریں کے ڈیوٹی میں تھیکر وٹرائیڈ نے ساری کارروائی سے جس
 آگاہ کر دیا ہے۔ اور اس سلسلے میں تمام گفت و شنید اور ٹیگا بار
 کے ال میں جو رہی ہے۔" مائیکل نے خصوصی کاروباری کو ڈیوٹی
 بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوه!۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایکسٹرنل لاگ باریں سے کیا
 تعلق ہو سکتا ہے؟" ڈربی نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔ وہ
 سمجھ گیا تھا کہ ایکسٹرنل سے مطلب ایٹمی جنس سے ہے۔ یہ ان کا مخصوص
 کاروباری کوڈ تھا۔
 "سوئیڈ کوئی تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ اور ایکسٹرنل چیک کی یہ کارڈ
 ہمارے کارپٹ ڈویژن کے لئے خاصی اچھیں پیدا کر سکتی ہے۔"
 مائیکل نے جواب دیا۔

"پھر تمہارا کیا مشورہ ہے۔ ہم کوئی رسک نہیں لینا چاہتے۔"
 ڈربی نے ہنستے ہوئے کہا۔
 "سر!۔ یہ اخیال ہے کہ لاگ باریں کا بزنس کلوز کر دیا جائے تو
 زیادہ بہتر ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ جی۔ ایم گروپ بانٹا دہ ہمارے

لاٹ کا کم کر رہا ہے۔ اور اس گروپ کی کارکردگی ہمارے بزنس کے
 لئے خاصی اچھیں پیدا کر سکتی ہے۔ اس لئے میری رائے تو یہی
 ہے کہ جی۔ ایم گروپ سے کاروباری تعلقات ختم کر دیتے جائیں تو زیادہ
 بہتر ہوگا۔ تاکہ ہم اعلیٰان سے اپنا بزنس آگے بڑھا سکیں۔" مائیکل
 نے کہا۔

"مگر وہ کہ اس کتنے دفاتر میں؟" ڈربی نے کچھ سوچتے
 ہوئے پوچھا۔
 "چھوٹی اچھیں کی کو کوئی اہمیت نہیں ہے۔ البتہ بڑی آفس
 راجر کارپوریشن۔ سیکرٹریٹ انکریٹیکٹا۔ اور این آفس ٹریٹ
 اینڈ اینٹی جی ہے۔ اور وہی اس گروپ کے فعال دفاتر ہیں اور اس
 وقت یہ اور ٹیگا بار میں بیٹے گفت و شنید کر رہے ہیں۔" مائیکل نے
 جواب دیا۔
 "ان سے کاروباری تعلقات کا خاتمہ آسان ہی ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ
 وہ کوئی مقدس باری شروع کر دیں۔ لیگل ایڈوائزر سے بات چیت
 کرو۔" ڈربی نے کہا۔
 "جناب!۔ میں نے لیگل ایڈوائزر سے بات کر لی ہے۔ حالات
 مکمل طور پر ہمارے حق میں ہیں۔ لیکن اس وقت۔ اور اگر یہ
 وقت ٹال دیا گیا تو پھر شاید کچھ کاروباری اچھیں پیدا ہو جائیں۔"
 مائیکل نے کہا۔
 "اوہ!۔ پھر ٹھیک ہے۔ لاگ باریں بزنس کلوز کر دو۔ اور
 جی۔ ایم گروپ کے ان دفاتر سے کاروباری تعلقات ختم کر دو۔ اور مجھے

اس بارے میں رپورٹ دو۔ ڈربی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”حمیک ہے ہاں! میں رپورٹ دے دوں گا۔“ ہائیک نے جواب دیا اور ڈربی نے ”گڈ بائی“ کہہ کر سیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور الجھنوں کی نشانیوں نے بھی تعدد میں ابھر آتی تھیں۔ ہائیک نے جو حالات بتائے تھے وہ خاصے پریشان کن تھے۔ ایشلی جن کے سبز فٹ نٹ خائن کالنگٹھس دلچسپی لینا یہ ثابت کر رہا تھا کہ لاگنگ پہلے سے ہی ان کی نظروں میں تھا۔ اور اس کا مطلب ہے کہ جب لاگنگ میں اس کی رہائش گاہ میں آیا تو یقیناً اس کی نگہانی کی گئی ہوگی۔ لیکن اسے ایک وٹالینس سے چمک کر نا ہی امید کی کرن نظر آرہی تھی۔ کیونکہ اس طرح اس کا اپنا کوئی آدمی ملنے نہ آیا تھا۔ ایسی صورت میں ہائیکل کا یہ فیصلہ اُسے بے حد اچھا لگا تھا کہ لاگنگ من کے ساتھ ساتھ جی ایم گروپ کے سرکردہ افراد جن کے نام وہ راجر۔ ٹائمر اور فریق تیار ہاتھا اور جو اس کی رپورٹ کے مطابق اور یگانا بار میں موجود تھے، کا ایک وقت خاتمہ کر دینا زیادہ مناسب تھا۔ اس طرح وہ فردی طور پر سب خطرات کی زد سے نکل آتے تھے۔

ڈربی نے کاروباری طور پر اپنی پوزیشن آہنی صاف رکھی ہوئی تھی کہ آج تک کسی کو بھی اس کی خفیہ سرگرمیوں پر شکا شک بھی نہ ہوا تھا۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچا کہ رپورٹ اس نے میز پر پڑے ہوئے ایک اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”ہیس سر۔“ رسیور اٹھاتے ہی دوسری طرف سے اس کے پرنس

پڈری کی آواز سنائی دی۔

جان کارلس سے بات کراؤ۔ ڈربی نے ٹھکانا بھیجے میں کہا اور

بیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈربی نے جھپٹ کر دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

”سر! جان کارلس لائن پر ہیں۔ بات کیجیے۔“ پرنس کی دہرائی آواز سنائی دی اور چھپکلی سی گل کی آواز سنائی دی۔

”ہیس۔ جان کارلس پیکیج۔“ دوسری طرف سے ایک جلدی آواز سنائی دی۔

ڈربی بول رہا ہوں۔ سپیشل ایئر لائن والوں سے بات کر کے مجھے رپورٹ دو۔ ڈربی نے ٹھکانا بھیجے میں کہا۔

”ہیس ہاں!۔ ابھی بات کرتا ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈربی نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے میز پر سب سے نیچی دروازہ کھینچ کر باہر نکالی اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس سے اوپر والی دروازہ کھینچ کر باہر نکالا اور اسے پھلی دروازے کے خلعے میں ڈال کر بند کر دیا۔ اور پھلی دروازے کے خلعے کو میز سے اٹھا کر اس نے اس سے اوپر والے خلعے میں ڈال کر بند کر دیا۔

اس دروازے کے بند ہوتے ہی میز کے دائیں کونے کی سطح کا ایک چوکور حصہ ایک طرف ہٹ گیا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈائمنڈ ہار اٹھا۔ ڈربی نے اٹھ کر میز پر کود پڑا اور اسے رنگ کا ایک شیٹ دبا دیا۔ اس شیٹ کے دبتے ہی سرسری کی تیز آوازیں ابھریں اور کمرے کی تمام دروازوں

اور وہ دواؤں پر چمکدار وحیات کی چادر میں سی چڑھ گئیں۔

اب یہ کمزور لڑکھ سے محفوظ ہو گیا تھا۔ اب اس کے اندر ہونے والی گفتگو کو کسی بھی طریقے سے نہ سنا جاسکتا تھا۔ اور جو ٹرانسپیرینٹ غلنے سے باہر نکلا تھا وہ خصوصی ٹرانسپیرینٹ تھا جس کا دوسرا سیٹ وہ جان کارلس کے پاس تھا۔ اور اس ٹرانسپیرینٹ پر ہونے والی گفتگو کو کسی پر آئے سے چپک نہ کیا جاسکتا تھا۔ ڈربی نے جان کارلس کو پیش اسٹراؤ کا جو حوالہ دیا تھا اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ اس سے نکلے وہی تو لڑکا پر بات کرنا چاہتا ہے۔

چند لمحوں بعد ٹرانسپیرینٹ سے سیٹی کی تیز آواز نہ گئی اور ڈربی نے ماتحت بڑھا کر ٹرانسپیرینٹ یاچک آن کر دیا۔ سیٹی کی آواز انسانی آواز میں تبدیل ہو گئی۔

ہیلو۔ ہیلو جان کارلس کا گنگ باس آن سپیشل لائن۔ اور۔۔۔ جان کارلس کی آواز سنائی دی۔

ہیس۔ ڈربی آڈنگ بگ ٹو آن سپیشل لائن۔ جان کارلس نے زبردستی فارموس کے متعلق کیا رپورٹ ہے۔ اور۔۔۔ ڈربی نے کہا باس!۔۔۔ فارمولا انتہائی اہم ہے۔ کوڈ فورڈز مل کر رہے گئے ہیں۔ میں خود بھی اس کے متعلق رپورٹ دینا چاہتا تھا۔ اس فارموس کے مطابق ہمیں پاکیش میں ایک گروہ کا پتہ چلا ہے جو افغانیہ کے مقابلے میں منشیات کی اسمگلنگ میں ملوث ہو گیا ہے۔ پوری دنیا کے بڑے بڑے گھروں میں اس گروہ کے اڈے کھل گئے ہیں اور یہ ایک خاص قسم کی منشیات جسے ٹرینچ فائر یا ٹی۔ ایف کہتے ہیں

سپائی کر رہے ہیں۔ مافیا کی تحقیقاتی رپورٹ بمطابق ٹی۔ ایف کی خفیہ لیڈ ٹری پاکستان میں موجود ہے۔ اور گروپ کا ہیڈ کوارٹر بھی پاکیش میں ہے۔ اس گروپ کا کوڈ نام ڈا جبر ہے۔ اور۔۔۔ جان کارلس نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

تسلیا ہم نے اس گروپ کا فائر کرتا ہے۔ اور۔۔۔ ڈربی نے پوچھا۔

نہیں۔۔۔ مافیا اس گروپ سے تعلق خوفزدہ نہیں ہے۔ وہ جس وقت بھی چاہے اس گروپ کا قلع قمع آسانی سے کر سکتی ہے۔ وہ دراصل یہ ٹی۔ ایف کا فارمولا حاصل کرنا چاہتی ہے تاکہ ٹی۔ ایف کو خود تیار کر کے مارکیٹ میں سپلائی کر سکے۔ اس طرح فاجر گروپ بھی اپنی موت آپ مری جائے گا۔ جان کارلس نے جواب دیا۔

تو کیا مافیا ٹی۔ ایف کی مقدار حاصل کر سکے اور کیمیائی تجزیہ کر سکے اس کا فارمولا حاصل نہیں کر سکتی۔ اس کے پاس تو اس سلسلے میں انتہائی جدید لیسارٹریاں موجود ہیں۔ اور۔۔۔ ڈربی نے پوچھا۔

سہرا۔۔۔ زبردستی فائل میں اس بات کا حوالہ بھی دیا گیا ہے کہ باوجود کوششوں کے اس ٹی۔ ایف کا کیمیائی تجزیہ نہیں کیا جاسکا۔ اس میں کوئی ایسا عنصر شامل کیا گیا ہے جسے چپک نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے مافیا اس کا اصل فارمولا حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اور چونکہ یہ کام اس کی لائن کا نہیں ہے اس لئے اس نے راکوشس کی مدد حاصل کی ہے۔

اور پھر یہ فارمولا پاکیش میں ہے اس لئے اس کام کے لئے ہماری شائع کو منتخب کیا گیا ہے۔ اور۔۔۔ جان کارلس نے جواب دیا۔

ہونہر۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن کیا ہم یہ فی الحقیقت
یعنی شریخ خانہ کو فارغ ملا حاصل کر لیں گے۔؟ ایسا نہ ہو کہ ہم نکالا
ریزین اور مارکوشس کی بین الاقوامی ساکھ کو نقصان پہنچے۔ اور۔۔۔ آسکتا تھا۔
ڈیر جاسنے کہا۔

ابنی بات نہیں ہے جناب!۔ اگر ہمارا گروپ بنیادگی سے کا
شر و سچ کر دے تو اس کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ اور۔۔۔ جان کارل
نے جواب دیا۔

تو تمہارا مطلب ہے کہ ہڈی کو مار ڈالو گرین سنگل دے دیا جاتے۔
اور۔۔۔ ڈربی نے کہا۔

میں سرا۔۔۔ میڈر خیال یہی ہے کہ گرین سنگل بہتر ہے گا۔
جب ہم اس میں کامیاب ہو جائیں گے تو ہماری بین الاقوامی ساکھ
زیادہ بڑھ جائے گی۔ اور پھر کام بھی ہمارے مطلب کا ہے۔ اور
جان کارل نے جواب دیا۔

اور کے!۔ ٹھیک ہے۔ میں ہڈی کو مار ڈالتا کر لیتا ہوں۔
اس سلسلے میں کوئی نا اچھا عمل طے نہ کر لو۔ اس کے بعد میننگ کر لیں گے
اور۔۔۔ ڈربی نے جواب دیا۔

اور کے!۔ اور اینڈ آئی۔۔۔ دوسری طرف سے کُ
اور ڈربی نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسپیرٹ آف کر دیا اور پھر ٹرانسپیرٹ کو جیتلی
نیچے کی طرف دبا دیا۔ اور ٹرانسپیرٹ کھٹاک کی آواز سے میننگ کے اندر غما
جوگیا اور میننگ کی سطح دوبارہ برابر ہو گئی۔ ڈربی نے جلدی سے پہلی در
نکال کر باہر رکھی اور پھر اس سے اوپر والی دراز کو نکال کر دوبارہ پ

ہو گیا تھا۔ لاکھ بیلن مایکرو ڈرائیو میں بار میں ہی گمراہ آیا تھا جسے ناکہ نے اٹھایا تھا۔ اس کی لاش سے اُسے حاصل کر لیا گیا۔ اب پورٹین صاف ہو چکی ہے۔ مایکل نے جواب دیا۔

”اوکے! ٹھیک ہے۔ اب مزید ہدایت سن لو۔ ایک ایسے مشن پر کام شروع کرنے والے ہیں جو ہمارے لئے انتہائی اہم ہے۔ اور ہم نے ہر حالت میں اس مشن کو مکمل کرنا ہے۔ اگر آج رات خصوصی ٹینک طلب کر لو۔ تاکہ اس مشن کے متعلق تمام تفصیلات ملے کر لی جائیں اور اس پر فائدہ کام شروع کیا جاسکے۔ ڈربلی نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ہاں! خصوصی ٹینک کے انتظامات کرتے جا گئے۔“ مایکل نے جواب دیا اور ڈربلی نے اس کے کہہ کر ریڈر دکھا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

خونِ بصورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں داخل ہوتے ہی ارشد ہی نے ایک بڑی سی میز کے قریب موجود اونچی نشست کی کرسی سنبھالی۔ یہ کرسی دوسری طرف بڑی چوڑی جدید قسم کی آرام دہ کرسیوں پر عمران اور فیاض کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

”ڈرائیو بصورت دفتر ہے آپ کا انکل۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا جیسے وہ اس شاندار دفتر سے بے حد مرعوب ہو گیا ہو۔

”عمران بیٹے! مجھے معلوم ہوا ہے کہ سر رحمان نے تمہیں گھر سے نکال دیا ہے۔ اور تم معاشی طور پر بے حد تنگ ہو۔“ ارشد چومداری سے مرعوب دیکھ کر قدرے ناخوش انداز میں کہا۔

”اے انکل! کیا پوچھتے ہیں۔ صرف تنگ ہی نہیں ہوں بلکہ اتنی تنگ ہوں۔ یہ تو خدا جیسا کرے سو فیاض کا۔ جو ہر سے نئے شہادت ہو رہا ہے۔ دوستی کا حق نجات ہے۔ اپنے فلیٹ کا

جے۔ کیا باتوں انکل!۔ بڑی مصیبت میں جان ہے۔۔۔ عرمان
نے فوراً ہی اپنا کچا چھٹ کھولتے ہوئے کہا۔

خدا کی پناہ!۔ اس قدر خرچ۔ یعنی پانچ لاکھ روپے تم نے
خزینہ چور کیا ہے اور لاکھ روپے مہینہ تیار خرچ ہے۔ یہ تو
بہت زیادہ ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ دس ہزار روپے سے
تہہ دار گزارہ ہو سکتا ہے۔ لیکن۔۔۔ ارشد چوہدری نے کڑا سا
ہجرت بٹکتے ہوئے کہا۔ شاید اتنی بڑی رقم اس کے تصور میں بھی نہ تھی۔

کوئی بات نہیں انکل!۔ ادھار پر گزارا تو بھری جاتا ہے۔ اس
دنیا میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو جاتے ہیں جو ہم عیسویوں کو خوشی سے ادھار
سے دیتے ہیں۔ لیکن یہ سو پر فیاض بڑا فرض شناس آفیسر ہے
جسے کہہ رہا تھا کہ انکل ارشد چوہدری چالیس پچاس لاکھ روپے کا ہر
اہ سہلاتی سے بزنس کر لیتے ہیں۔ اس نے تو ثروت کی مثال بھی تیار
کر رکھی تھی۔ ادھر بس ڈیڑی کے کمرے کی طرف جا رہا تھا کہ مجھ سے ٹھوڑا
بڑا لگا اور میں اسے یہاں کھینچ لایا۔ میں نے اسے کہا کہ ڈیڑی تو رشے
عزت آدمی ہیں۔ ایک لکے میں انکل کا بٹولی سیل جو جانے گا اور
انکل کی باقی ساری عمر سلاخوں کے پیچھے گزر جائے گی۔۔۔ عرمان نے
بڑے مصمم سے پہچم میں کہا۔

سہلاتی۔ کیسی سہلاتی!۔ ارشد چوہدری نے دانت جھپٹتے
ہوئے کہا۔

مجھے تو معلوم نہیں۔ یہی کہہ رہا تھا کہ کوئی منشیات کا چکر ہے۔
باہر بھیجی جاتی ہیں۔ میں نے تو اسے ڈالبا چوڑا نیچو دیا تھا کہ یہ تو

کرایہ نہیں مانگتا۔ اپنی تنخواہ میں سے کچھ حصہ بانٹا دے مجھے دہ
دینا ہے اور گزارہ ہو رہا ہے۔۔۔ روز اب تک تو جیک مانگنے
تو بہت آجاتی۔ عرمان نے دو دیشے والے بچے میں کہا اور سو پرنا
اُسے کہا جانے والی نفروں سے دیکھنے لگا۔ اُسے کم از کم ارشد چوہدری
کے سامنے عرمان کا یہ روزنا ہرگز پسند نہ آیا تھا۔

اوہ وری سودی!۔ واقعی اس مہنگائی کے دور میں اس
گزارہ بہت مشکل ہے۔ میں تہہ دار چاہوں۔ تم مجھے کہ
منہیں بتایا۔ آخر میرا یہ وسیع دعوے لیٹن کاروبار کس روز کام آئے گا
ارشد چوہدری کے چہرے پر اتنی جھلک ابھرتی تھی۔

اوہ!۔ آپ میری مدد کرنا چاہتے ہیں۔ خدا آپ کو جزا
دے۔ میرے اخراجات کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ ایک ہزار پچو
اس کا اور اس کے بچن کا خرچ تقریباً بیس ہزار روپے مانجانہ ہوتا
اور گزشتہ ایک سال سے وہ بے چارہ ادھار پر کام چلا رہا ہے
تقریباً ڈھائی لاکھ روپے تو صرف قرضہ ادا کرنا ہے۔ اور اب
کالا جن ہے عورت۔ جو روزانہ بیس بوتلیں دوسکی کی پی جاتا
آپ خود ہی سوچیں چار ہزار روپے کی شراب روزانہ۔ آخر
سے آؤں۔ چنانچہ وہ بھی ادھار پر چل رہی ہے۔ بس دوتیر
روپے اس کا قرضہ ہو چکا ہے۔ اور وہ گتے میرے اخراجات
تو وہ بھی زیادہ نہیں۔ یہی لاکھ دو سو بیس بیس کے ہوں گے۔
بھی مہنگا ہے۔ بوتلوں کے بل بھی موٹی موٹی رقم کے ہونے
ہو گئے ہیں۔ اور سو پر فیاض کو بھی دس سال سے غلیٹ لگا رہا

یہ لو۔ یہ دس لاکھ کا چیک ہے۔ قرضہ بھی اٹا دو اور خوب شہادت
 دے دو۔ جب ختم ہو جائے تو میرے پاس آجنا۔ اور جہاں
 اب سو فیاض کا تعلق ہے، ہم تو ان کے بھی خادم ہیں۔ میں ٹوٹی کو
 فنان کروں گا۔ وہ ان کی برعین خدمت کرے گا۔ ارشد چوہدری
 نے چیک عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے چیک دیدوں کی
 طرح چھپٹ لیا۔
 اتنی رقم تو موجود ہوگی اکاؤنٹ میں؟۔ عمران نے چیک کو دیکھتے

ہوئے کہا۔
 ہاں بالکل! ارشد چوہدری کا چیک کبھی دس آڑ نہیں ہو سکتا۔
 ارشد چوہدری نے کہا۔

میں ایک ٹون کر سکتا ہوں۔ میں خیر اپنے باورچی کو کہہ دوں کہ وہ
 آج میرے لئے موگ کی والی دی جائے کوئی اچھا سا کھانا تیار کر رکھے۔
 آخر میں ارشد چوہدری کا جیتجا ہوں۔ اور وہ مجھے موگ کی والی کھلا
 لٹکا کر سر رحمان کا بیٹا بنائے جا رہا ہے۔ عمران نے کہا۔

ارشد نے ہاں۔ ضرور ضرور۔ ارشد چوہدری نے کہا اور عمران
 نے فون کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر ریڈیو پر اتنا کر تیزی سے غبر فائل کرنے
 شروع کر دیئے۔

ارشد چوہدری کے چہرے پر اب قدرے اذیتان کے آثار نمایاں ہو
 گئے تھے جبکہ سوز فیاض خاموش بیٹھا بڑے بڑے مزنار اُٹھا۔
 اس کی ترجیح نظر میں بار بار عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے دس لاکھ
 لاپسے کے چیک پر پڑ رہی تھیں۔ وہ شاید کبھی خواب میں بھی نہ سوچ سکتا

بڑا ہم کا زما رہے۔ بغیر ملک کے ذہنوں کو مغلوب کرنے کے لئے
 ہم مشرقیوں کے پاس آخری حل بھی رہ گیا ہے کہ انہیں منشیات کا عالمی
 بنادیں۔ اس لحاظ سے تو اسل ارشد چوہدری کو محض مشرق کا خطاب
 ملنا چاہیئے۔ مگر یہ ماننا ہی نہیں۔ اس کے دماغ میں تو بس یہی کیرا
 رہ گیا ہے کہ یہ مجرم ہے اور مجرم ناقابل معافی ہے۔ اب آپ ہی اسے
 سمجھالیں۔ عمران نے کہا اور ارشد چوہدری کا چہرہ دھواں
 دھواں ہوئے لگا۔

یہ نکتہ ہے۔ یہ ابھی بھی منشیات کے پکرے کوئی واسطہ نہیں
 رہا۔ میں تو سیدھا سادھا کاروباری آدمی ہوں۔ ارشد چوہدری
 نے بھکتے ہوئے کہا۔

اسکل! آپ کی چھتری بڑی خوبصورت ہے۔ خدا مجھے دکھائے
 کہاں سے لی ہے آپ نے؟ عمران نے اچانک بات کا رخ مڑتے
 ہوئے کہا۔

اوہ۔ اوہ۔ سنو بیٹے! تم نکرہ کرو۔ میں تمہارا سب قرضہ
 اٹا دوں گا۔ آخر میں تمہارا چچا ہوں۔ میرے ہوتے ہوئے تم کیسے پریشان
 ہو سکتے ہو۔ چھتری کا سنتے ہی ارشد چوہدری کا جسم لرزے لگا اور
 پھر اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چیک نکال کر
 اس میں سے ایک چیک پھاڑا۔ اور میز پر رکھے ہوئے قلمدان میں سے
 قلم نکال کر کوپتے ہوئے ہاتھوں سے اسے پڑ کرنے لگا۔

خدا خنی نے حیرت جھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے
 معنی خیز انداز میں متکراستے ہوئے اسے آنکھ مار دی۔

تھا کہ ارشد چودھری سے اتنی بڑی رقم کا چیک اتنی آسانی سے مل سکا ہے۔ وہ تو بے چارہ بس پانچ دس ہزار روپے پر ہی اکتفا کرنا کرتا تھا۔
 "ہیلو۔ کون صاحب بول رہے ہیں؟" — عمران نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"اوہ صوفی صاحب! میں علی عمران بول رہا ہوں۔ میرے باورچی سلیمان پاشلے نے ایک وعدہ کیا تھا۔ یاد ہے آپ نے اس کو صدارت میں طلبہ کرایا تھا۔ بس اب وہ وعدہ پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ فوراً اور شیکا بار میں پہنچ کر مالک ارشد چودھری کے کمرے میں آجائیں۔ پلیر جلدی سے تاکہ وعدہ پورا ہو سکے۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کوئی بات سننے ہی اس نے دیر نہ رکھ دیا۔

"تم تو اپنے باورچی کو فون کر رہے تھے۔ پھر یہ صوفی صاحب! وعدہ؟" ارشد چودھری نے کہا۔
 "انکل کیا بتاؤں۔ یہ باورچی ہی میری جان کے لئے عذاب بنا ہوا ہے۔ بس وعدے کر لیتا ہے اور پھر مجھے نیندا نے پریشان ہیں۔ کئی روز سے سر کھارنا تھا کہ میں وعدہ کر آیا ہوں۔ جلدی سے پورا کر دو ورنہ۔ ارے ہاں! پلیر فوراً اپنے آدمیوں کو کہہ دیا کہ جیسے ہی کوئی صوفی خلیا یا صاحب آئیں۔ انہیں یہاں پہنچادیں۔" عمران نے بات کرتے کرتے کہا۔
 "صوفی خلیا یا۔ لیکن۔" ارشد چودھری نے اس کیس میں جھانک کر

ہوئے کہا۔

"آپ کو کس تو ہے۔ میں آپ کو صوفی خلیا یا سے ملواؤں گا۔ بڑا لمپ کر دے گا۔" عمران نے زور دیتے ہوئے کہا اور ارشد چودھری نے انٹرکام پر صوفی خلیا یا کو کمرے تک لے آئے گا کہنے کے ساتھ ساتھ لوگ کی تین بوتلیں بھی بھرنے کا کہہ دیا۔

چند لمحوں بعد ایک باورچی دیر نہ کرنے کو کال کی تین بوتلیں لگا کر ان میزوں کے سامنے رکھ دیں اور واپس سر گیا۔
 "عمران بیٹے! میرا خیال ہے کہ اب وہ فائل مجھے مل جانی چاہیے۔ ورنہ میں سب کچھ بھول جاؤں گے۔" ارشد چودھری نے چند لمحے ناموش رہنے کے بعد آہستہ سے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ بات کا آغاز کس طرح کرے۔
 "فائل! کیسی فائل؟" — عمران نے کوکا کو لاکو سپ کرتے ہوئے چونک کر کہا۔

"وہی جس کا ذکر تم ابھی کر رہے تھے۔" ارشد چودھری نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "اچھا اچھا۔ وہ فائل۔ ہاں ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔ بالکل لے لی گئی۔ فائل میں ہی تو قیمتی کاغذات رکھے جاتے ہیں۔ کیوں سو برفاض؟" — عمران نے سو برفاض کی طرف تائید کے سے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔ اور سو برفاض نے یوں سر ہلادیا جیسے دوسلے خالی کے سے انداز میں سر ہلارہا ہو۔ اسے تو اس سارے چکر کی کوئی سمجھ نہ آ رہی تھی۔

بہت نیک اور دنیا دار شخصیت ہیں۔ انہوں نے اپنی پوری عمر یتیم بچوں کی دیکھ بھال اور ان کے سرور پر شفقت کے ساتھ چیرتے ہوئے گزار دی ہے۔ اور یہ ہیں اورنگ آباد کے مالک جناب ارشد چوہدری صاحب۔ بڑے فیاض، سخی اور دیرپا دل آدمی ہیں۔ اور یہ سمنٹر ایشل جیش کے سپرنٹنڈنٹ فیاض ہیں۔ جو جیش نیکی کے کاموں میں آگے رہتے ہیں۔ عمران نے باقاعدہ تعلیم کراتے ہوئے کہا اور صوفی خدایار نے یوں عاجزانہ انداز میں سلام کرنا شروع کر دیا جیسے زندگی میں پہلی بار بڑی شخصیتوں سے ملی رہا ہو۔

اور صوفی صاحب! یہ لیں دس لاکھ روپے کا چیک۔ یہ ارشد چوہدری صاحب نے آپ کے یتیم خانے کو چندے کے طور پر دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ مزید دس لاکھ آپ کے یتیم خانے کو دیتے رہیں گے۔ عمران نے میز پر پڑا ہوا چیک اٹھا کر صوفی خدایار کے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ صوفی خدایار کی آنکھیں پھلتی چلی گئیں۔

ارے۔ ارے خوش میں رہتے۔ یہ چیک کش ہو جائے گا۔ فکریہ کریں۔ مگر کش نہ ہو تو مجھے بتائیے گا۔ عمران نے صوفی خدایار کو ہوشیاری کی طرف بڑھتے دیکھ کر اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا اور صوفی خدایار سنبھل گیا۔ لیکن اس کے باوجود آنکھیں میاں کر رہی ہیں۔ ابھی تک ٹھیک کو دیکھ رہا تھا۔ ہر بے اس کا ذہن مآؤف ہو چکا تھا۔ جھلا دس لاکھ روپے کا چیک اور چندے میں۔ اب آپ تشریف لے جاتے۔ اور چیک کش کر کر یتیم بچوں

کمرے میں کچھ دیر خاموشی طاری رہی۔ پھر نظر کام کی گھنٹی بجی تو ارشد چوہدری نے بیوراٹھا لیا۔ اودھ۔ ٹھیک ہے۔ بھوادو۔ ارشد چوہدری نے کہا اور بیورہ رکھ دیا۔

وہ تمہارا صوفی خدایار آیا ہے۔ ارشد چوہدری نے جڑا سا بنا کر ہوئے کہا اور عمران نے یوں خوش ہو کر سر ہلادیا جیسے صوفی خدایار کی آمد اس کے انتہائی مسرت آمیز واقعہ ہو۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک مضبوط سا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا لباس قدرے میلادورسٹنوں سے بڑھا۔ آنکھوں پر ایک ستے۔ فریج کی ٹینک تھی۔ سر پر اس نے تقریباً ٹیچی ہوئی ٹوپی پہن رکھی تھی اس کے چہرے پر رنجوت اور دہشت کے آثار نمایاں تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ یہاں اگر انتہائی خوفزدہ ہو گیا ہو۔

آئیے۔ آئیے صوفی صاحب!۔ خوش آمدید خوش آمد۔ زبے نصیب۔ زبے نصیب۔ عمران نے اٹھ کر باقی انداز سے ٹھیک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ اور صوفی خدایار کے پریشاں چہرہ پر عمران کی طرف سے اس قسم کے استقبال کے بعد زلزلے کے آثار پیدا ہو گئے۔

م۔ م۔ م۔ صوفی خدایار نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔ لیکن کلمہ زبان اس کا ساتھ نہ دے سکی۔ لیکن عمران نے آگے بڑھ کر بڑے عقیدت مندانہ انداز میں اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ان سے ملیں۔ یہ رہا وہ عامر یتیم خانہ کے منبر صوفی خدایار ہیں۔

کے ہاتھ سے لے کر اسے ان کی داسکت کی جیب میں ڈالا اور پھر اسے کندھے سے پکڑ کر دروازے کی طرف لے چلا۔ صوفی خدا یار یوں بڑھ رہا تھا جیسے اس کی ٹانگوں نے اس کے جسم کا ساتھ دینے سے انہیں کر دیا ہو۔ اور عمران اسے دروازے سے باہر بھیج کر ٹہرے مہلک انداز میں واپس ہوا۔ اس کے چہرے پر شہرانی سی مسکراہٹ پھیل رہی تھی وہ دوبارہ کمری پر بیٹھ گیا۔

واہ! مکمل واہ! اس کو کہتے ہیں سخاوت۔ دریا ولی۔ فیاض۔ کیوں سو پر فیاض! تم تو بس ہمارے جی فیاض ہو۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ارشد چوہدری اور سو پر فیاض دونوں ہی یوں آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھتے رہ گئے جیسے انہیں عمر کی بھائے کوئی قانون الفطرت شے نظر آرہی ہو۔

سنگ۔ سنگ۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے دس لاکھ روپے یتیم خانے کو دے دیئے۔ ارشد چوہدری یوں بول رہا تھا جیسے کوئی گھر سے کنوئیں سے بولتا ہے۔ انتہائی ڈونڈی ہوتی تو آواز تھی۔

اسے اٹھ اٹھ بھلا خود سوچئے۔ اگر آپ جیسے خیر یتیم خانہ کو چندہ نہ دیں گے تو پھر کون دیگا۔ اب مجھ جیسے قرض واریج تو اتنی ہمت نہیں کر میں دس روپے بھی دے سکوں۔ اسے ہاں وہ میرا بوجھ ہی ہے۔ وہ تو درمیان میں ہی رہ گیا۔ اس کا قرضہ اور جو زین کی بوتلیں۔ وہ تو پھر سنگ سنگ کی وال پکار کر بیٹھا ہوگا۔ عمران نے بڑے پریشان سے ہنسنے میں کہا اور ارشد چوہدری کے چہرے پر اب

غصے کے آثار چھینے لگے۔ وہ شاید خواب میں بھی یہ توقع نہ کر سکتا تھا کہ عمران یوں آخنی بڑی رقم کسی یتیم خانے کو دے دیگا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا، اچانک دروازہ کھٹکا اور ٹوٹی ہوئی کھٹکتے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔

جناب! بدکر پولیس نے گھر سے میں لے لیا ہے۔ ٹوٹی ہے کہا اور پولیس کا نام سننے ہی ارشد چوہدری یوں اچھلا جیسے اس کے چوں تکے ہم چھٹ پڑا ہو۔

پولیس! اور بار کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ کیوں؟ کیا ہوا۔ ارشد چوہدری نے انتہائی پریشانی کے عالم میں پوچھا۔ وہ سر۔ بار کے برآمدے میں دو آدمیوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ایک عورت اور ایک مرد کو۔ دھرم دار قاتل کے ذریعے ہلاک کیا گیا ہے۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ ان کی لاشیں برآمدے سے اٹھا کر باہر رکھ کر پھینک دوں تاکہ بار کے لئے کوئی مسئلہ نہ پیدا ہو۔ لیکن لوگ اکٹھے ہو گئے۔ اور پھر پولیس آگئی۔ اب وہ لوگ مصر ہیں کہ ہم اس دھرمے قتل میں ملوث ہیں۔ میں نے انہیں راضی کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن وہ تو مان ہی نہیں رہے۔ پولیس داسے ٹوٹا دیا ہے۔ وہ بہت کڑا رہے ہیں۔ ٹوٹی نے چوڑھویں سے سو روپے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے ٹوٹی کو دیکھ رہا تھا۔

ارہ! ارہ ہم کیسے ملوث ہو سکتے ہیں۔ سو پر فیاض پلیز! ارہ!

یہ سہتے آئے جس کو فائر کچیر جنرل صاحب نے کہیں اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ انپکٹر شاہد نے مکرانے موئے جواب دیا اور عمران یں سرھلانے لگا جیسے ساری بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔ فیاض خاموش اور بے لیں سا دکھائی دے رہا تھا۔ ایک تو وہ ڈروٹی پر بند تھا۔ اس لئے ملافت نہ کر سکا تھا۔ اور دوسرا اب ارشد چوہدری کے خاص دفتر میں اس کی موجودگی اس کی پوزیشن خاصی مشکوک بنا رہی تھی۔

ارشد چوہدری نے خود ہی سر رحمان سے شکایت کی تھی کہ سوپر فیاض اس سے رشوت مانگا ہے جس پر سر رحمان نے فیاض کو بلا کر بری طرح جھاڑ دیا تھا۔ اور فیاض کو ان کے خدائی غصے سے بچنے کے لئے ہماری کابینہ تکزنا پڑا۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہ اب جب سر رحمان کے رپورٹ ملے گی کہ وہ ارشد چوہدری کے پاس موجود ہے تو معاملہ یقیناً اور زیادہ جھڑپ لگے گا۔ اب وہ خاموش بیٹھا اس وقت کو کوس رہا تھا جب وہ عمران کے ساتھ یہاں آگیا تھا۔

آپ ارشد چوہدری میں۔ اس بار کے مالک۔ ہاں پکٹر شاہد نے ارشد چوہدری سے مخاطب ہو کر کہا۔

ہاں! آپ کو کوئی اعتراض ہے۔ ارشد چوہدری نے جھنجھلا کر جواب دیا۔

جواب! مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن حقیقت تو میرا فرض ہے۔ میں آپ کو اور غیر مشر ڈروٹی کا بیان لینا چاہتا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ میں بار کے نیچے بے حوش تہذیبوں کی تلاشی لینا چاہتا

بیٹے عمران!۔ یہ بار کے تدار کا مسئلہ ہے۔ اگر پولیس نے بار کے گاہکوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا تو بزنس تباہ ہو جائے گا۔ ارشد چوہدری نے کہا۔

اس میں پریشان ہونے اور بکھلانے کی کیا ضرورت ہے۔ ڈروٹی ایشی جنس کے سربراہ ہیں۔ اور آپ کے دوست ہیں۔ انہوں نے کر کے انپکٹر شاہد کے کان کھینچا دیکھئے۔ عمران نے بڑے سرسری سے الجھ میں کہا۔

اوہ!۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ سر رحمان ایسے معاملات لے لے حد سخت ہیں۔ ارشد چوہدری نے ہنر جھنجھٹے ہوئے کہا اور اٹھنے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دوسرے لمحے سوپر فیاض چوکھٹا۔ انپکٹر شاہد دوسب انپکٹروں کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔ اور پھر ان کی نظریں جیسے ہی سوپر فیاض پر پڑیں وہ چوک پڑا۔

اوہ سر آپ!۔ مگر آپ کے متعلق تو اطلاع تھی کہ آپ ہیں۔ انپکٹر شاہد نے تدریسے طنز پر الجھ میں سوپر فیاض کو مخاطب ہو کر کہا۔

یہ اب بھی بتا رہے ہیں۔ انہیں ڈاکٹر نے خاص طور پر اور بیکار بار کو کا کولا پینے سے لئے کہا ہے۔ چنانچہ یہ صحت یابی کے لئے یہاں آئے ہیں۔ لیکن انپکٹر شاہد صاحب!۔ یکمیں تو پولیس کا۔ ایشی جنس کیسے میدان میں کود پڑی۔ ہاں عمران نے جواب دیا ہو سکتے کہا۔

عمران صاحب!۔ کیس واقعی پولیس کا تھا۔ لیکن کچھ مالا

ہوں۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟ — انیکر شاہد میرے انتہائی سخت بلجے میں کہا۔

اور عمران نے دیکھا کہ تہذیبوں کی بات ہوتے ہی ارشد چوہدری کا چہرہ ایک لمحے کے لئے سیاہ پڑ گیا۔ مگر اس نے بعد ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

میں سر رحمان سے بات کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ سے بات ہوگی۔ آپ اپنی حدود سے تجاوز کر رہے ہیں۔ — ارشد چوہدری نے کٹ کٹ کھائے والے بلجے میں کہا اور ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے قبرستان کی طرف دوڑ کر دیتے۔ انیکر شاہد کے چہرے پر بھی سی طنز مسکراہٹ موجود تھی۔

ٹیلیفون — میں ارشد چوہدری بول رہا ہوں۔ اور لگا مارنے سے سر رحمان! — یہ آپ کے انیکر شاہد میرے ساتھ انتہائی بد مذہبی سے پیش آرہے ہیں۔ کیا آپ نے ایسے ہی افراد اپنے حکم میں بھرتی کر رکھے ہیں؟ — ارشد چوہدری نے رابطہ قائم ہوتے ہی تیز بلجے میں کہا۔

مجھے ابھی فیچر نہ بتایا ہے کہ بار کے برآمد سے میں دو افراد قتل ہوئے ہیں۔ لیکن اس سے میل یا — میری بار کا کیا تعلق پیدا ہو گیا؟ کیا انہیں میں نے قتل کیا ہے؟ — حالانکہ میں تو گورنمنٹ ایکٹ گھنٹے اپنے دفتر میں موجود ہوں۔ اور آپ کے حکم کے سزائے موت فیاض اور آپ کا بیٹا عمران بھی میرے کہیں بیٹھے ہوتے ہیں۔ جبکہ انیکر شاہد مجھ سے ایسے بلجے میں بات کر رہا ہے کہ

مجھے قتل میں نے کیا ہے؟ — ارشد چوہدری نے دوسری طرف سے سر رحمان کی بات سنتے ہی وضاحت بھرے بلجے میں کہا۔

اوہ اچھا۔ — ارشد چوہدری نے دوسری طرف سے بات سنتے ہی کہے کہا۔ اور پھر رسیور فون کی طرف بڑھا دیا۔

سر رحمان آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں؟ — ارشد چوہدری نے جھٹکتے ہوئے بلجے میں کہا اور فیاض نے یوں کر رسیور پکڑا جیسے رسیور کی بجائے سائنائی نمبر میں بھیجی ہوئی سوئی ہو۔

سرا۔ — میں فیاض بول رہا ہوں۔ — فیاض نے روٹھنے والے بلجے میں کہا۔

تو وہاں کیا کر رہے ہو؟ جب کہ مجھے روٹھ جانی ہے کہ تم بہار ہو۔ دوسری طرف سے سر رحمان نے چھانکھانے والے بلجے میں کہا۔

سرا۔ میں کچھ ٹھیک ہو گیا تھا۔ سرا۔ مجھے ایک خفیہ اطلاع ملی تھی کہ اوریکا مار میں کچھ انفارمیشنات کے چکر میں آکر بیٹھے ہیں۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اپنے طور پر تحقیقات کر کے آپ کو رپورٹ پیش کروں۔ فیاض کو اپنی پوزیشن صاف کرنے کے متعلق اور کچھ نہ سوچا تو اس نے یہ بہانہ بہا دیا۔

”کیا کیا انفارمیشنات؟“ کون لوگ ہیں؟ — اور تم تو ارشد چوہدری کے دفتر میں بیٹھے ہو۔ کیا وہ لوگ وہاں بیٹھے ہیں؟ — سر رحمان نے چھانکھانے والے بلجے میں کہا۔

سرا۔ میں دل میں بیٹھا تھا کہ ارشد چوہدری صاحب عمران کے

ساتھ وہاں آگئے۔ اور پھر عثمان نے مجھے دیکھا تو زبردستی اٹھا
 یہاں لے آیا۔ ارشد چوہدری صاحب نے بھی اصرار کیا تھا۔ اس سے
 میں چلا آیا۔ فیاض نے بات نہ سنے ہوئے کہا۔
 ہونہر۔ لیکن عثمان کا ارشد چوہدری سے کیا تعلق ہے؟
 سر رحمان نے اس بار قدر سے نرم بلے میں کہا۔
 سرا۔ مجھے تو معلوم نہیں۔ وہ ایک دوسرے کو اٹھ اور بجا
 کہہ رہے ہیں؟ فیاض نے کہا۔
 ہونہر! میں دیکھ لوں گا۔ سنو اگر تم وہاں موجود ہو تو آ
 کیس کا چارچ سنبھال لو اور فوری تحقیقات کے بعد مجھے رپورٹ کرو۔
 موٹی موٹی باتیں میں سوتا دیتا ہوں۔ تفصیلات انسپکٹر شاہد سے
 معلوم کر لینا۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ ایک غیر ملکی شرم جسے عرف عام
 میں لاکس مین کہتے ہیں، اور یگانہ یگانہ آقا خان دیکھا گیا ہے۔ چنا
 اس کی نگرانی شروع کرانی گئی تود وہ اور یگانہ یگانہ اور ایک
 ٹوکی سے ملا اور جب وہاں سے نکلا تو اسے بار سے دوسری سڑک
 پر ایک کار کے اندر سے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد
 دوسرا آدمی جب بار سے باہر نکلا تو اس کی کار کو ایک سیوی ٹرک نے
 ایک سائیکل روڑ سے ٹکرائی اور اسے کار صیت پھیل دیا گیا
 ٹرک ڈرائیور مزار ہوئے میں کامیاب ہو گیا۔ ٹرک سے تعلق بعد ازاں
 رپورٹ ملی کہ وہ چوہدری کیا گیا تھا۔ اس طرح وہ کار میں سے لگنے
 کو گولی ماری گئی تھی۔ وہ بھی ایک سڑک پر خانی کھڑی ہوئی ملی۔ اس کا
 چوہدری کی رپورٹ بھی تھا نے میں درج ہے۔ اس کے فوراً بعد ایذا

کیس کا چارچ سنبھال لو اور فوری تحقیقات کے بعد مجھے رپورٹ کرو۔
 موٹی موٹی باتیں میں سوتا دیتا ہوں۔ تفصیلات انسپکٹر شاہد سے
 معلوم کر لینا۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ ایک غیر ملکی شرم جسے عرف عام
 میں لاکس مین کہتے ہیں، اور یگانہ یگانہ آقا خان دیکھا گیا ہے۔ چنا
 اس کی نگرانی شروع کرانی گئی تود وہ اور یگانہ یگانہ اور ایک
 ٹوکی سے ملا اور جب وہاں سے نکلا تو اسے بار سے دوسری سڑک
 پر ایک کار کے اندر سے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد
 دوسرا آدمی جب بار سے باہر نکلا تو اس کی کار کو ایک سیوی ٹرک نے
 ایک سائیکل روڑ سے ٹکرائی اور اسے کار صیت پھیل دیا گیا
 ٹرک ڈرائیور مزار ہوئے میں کامیاب ہو گیا۔ ٹرک سے تعلق بعد ازاں
 رپورٹ ملی کہ وہ چوہدری کیا گیا تھا۔ اس طرح وہ کار میں سے لگنے
 کو گولی ماری گئی تھی۔ وہ بھی ایک سڑک پر خانی کھڑی ہوئی ملی۔ اس کا
 چوہدری کی رپورٹ بھی تھا نے میں درج ہے۔ اس کے فوراً بعد ایذا

بچے میں کہا۔ وہ فیاض کے بدلے جوئے بچے سے شائد کھلک گیا ہو۔
 "میں سرا۔" حکم کی تعمیل ہوگی سر۔" انسپکٹر شاہد نے تدریجاً
 ایسے جوئے بچے میں کہا اور پھر ڈھیلے ہاتھوں سے ریڈر کر ڈیل پر رکھ دیا۔
 "میں سرا۔" میرے لئے کیا حکم ہے سر۔" انسپکٹر شاہد نے
 اس بار مودبانہ لہجے میں شور فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن اس کا چہ
 بتا رہا تھا کہ جیسے وہ بات کرنے کی بجائے کوئی گولیاں چبار رہا ہو۔
 "لاشوں کا کیا ہوا۔" فیاض نے پورے رعب جبرے لہجے میں
 "سرا۔" پوسٹ مارٹم کے لئے مجھوادی گئی ہیں۔" انسپکٹر شاہد
 نے جواب دیا۔

"اور نسے۔" باہر جا کر ان لوگوں کے بیانات حاصل کرنے کی کوشش
 کرو۔ جن کے سامنے گولی ماری گئی۔ میں آ رہا ہوں۔" فیاض نے
 اسے حکم دیتے ہوئے کہا اور انسپکٹر شاہد سر ہلکا ہوا واپس سر
 سب انسپکٹر میں اس کے پیچھے چلے گئے۔

"چوہدری صاحب!۔" آپ بے فکر رہیں۔ اب انسپکٹر شاہد آپ
 کو ٹیگ جنس کر گیا۔" فیاض نے مڑ کر ارشد چوہدری سے کہا جو غار
 بیٹھا یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔

"شکریہ۔" ارشد چوہدری نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور چہرہ
 ایک طرف کھنکھرتے ہوئے میٹر ٹوٹی سے مخاطب ہوا
 "ٹوٹی!۔" پرنٹنگ صاحب ہمارے محسن ہے۔ آپ نے ا
 سے ٹکر ماری طرف سے انہیں متحد پیش کرنا ہے۔" ارشد چوہدری
 نے بڑے ناخوشانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔" ٹوٹی نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور
 چہرہ سلام کے ساتھ واپس مڑ گیا۔

"آؤ عمران!۔" باہر چلیں۔" معلوم تو ہو کر انسپکٹر شاہد نے اب
 اس کا کارروائی کی ہے۔" فیاض نے ٹوٹی کے جانے کے بعد عمران
 سے مخاطب ہو کر کہا جو کرسی کی پشت سے سر ہلکا آئے آنکھیں بند کئے
 باقاعدہ سوئے کی اداکاری کر رہا تھا۔

"تم جاؤ!۔" تھارے لئے تو سختے کا بندوبست ہو گیا ہے۔ میں
 تمے جاؤں۔" میرا اور چچی سلیمان تو مجھے چار کمانے کے لئے تیار بیٹھا
 ہوگا۔" چلو یہاں بیٹھے رہنے سے کھانا پینا تو منٹ ہو جائے گا۔"
 عمران نے برا سامنے بناتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے۔" ارشد چوہدری نے عمران کی بات سننے
 کی کید کہنا چاہا۔

"سوری اکل!۔" بیٹا تو میں سر رحمان کا ہوں۔ آپ کا تو صحبت
 ہوں۔ آپ پلیز صحیح رشتے کا اعلان کریں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ بھی ٹوٹی کی
 طرح بیٹا بن کر مجھے یہاں سے خالی ہاتھ نکال باہر کریں۔" عمران
 نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ جیسے!۔" یہ ساری بار تمہاری ہے۔ تم کیوں ٹکر بند ہوتے
 ہو۔ یہ تو بلیک چیک!۔" جو چاہئے اس میں بھر لیا۔ ارشد
 چوہدری نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور چیک آگس نکال کر اس میں سے
 ایک سادہ چیک پھاڑا اور اس پر اپنے دستخط کر کے عمران کی طرف
 بڑھایا۔

وکی سے اپنا پورا اقدار دے کر اسے مرنے کے کہنا۔ اس کی تیز آنکھیں اکیس سرے
کی طرح اس کا جائزہ لے رہی تھیں۔
اوہ۔ میں سسر۔ لڑکی نے بڑی طرح مرعوب ہوئے ہوئے کہا۔
اور فیاض کا سینہ سمجھ اور چھو ل گیا۔
تم نے اس عورت اور مرد کو کیا ہے جو باہر قتل ہوئے ہیں؟
فیاض نے پوچھا۔

اوہ۔ میں سسر!۔ میں نے نہ صرف انہیں دیکھا ہے۔ بلکہ سسر
میں انہیں جانتی تھی ہوں۔ لڑکی نے جواب دیا۔
اوہ اچھا!۔ کون ہیں وہ؟۔ فیاض نے چونک کر مڑ کر دیکھے
مڑے۔ انہیں پھر شاہد کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھو۔ اسے
کہنے میں گفتیش۔
ان میں سے لڑکی کا نام ناگو ہے جب!۔ اور مرد کا نام رفیق
ہے۔ ناگو ٹھیکسی نفلیش میں رہتی ہے جب!۔ کاؤنٹر گول
نے جواب دیا۔

اوہ!۔ تم اسے اس قدر قریب سے دیکھے جانتی ہو؟۔ فیاض
نے یوں چونک کر پوچھا جیسے اب اسے اس لڑکی پر بھی شک ہونے لگا ہو۔
جناب!۔ میں جی ٹھیکسی نفلیش میں رہتی ہوں۔ لڑکی نے
کہا اور فیاض نے یوں ہلکا سا جھرا جیسے فبار سے ہوا نکل رہی ہو۔
یہ وہاں کس میز پر بیٹھے تھے؟۔ اس بار علان نے پوچھا۔
سسر!۔ نمبر نمبر میز پر۔ تیسرے ستون کے پاس۔ یہ میز ان کے
نے زیر رہے۔ وہ اکثر وہاں آکر بیٹھتے ہیں۔ لڑکی نے ایک

میں سسر!۔ لیکن کوئی واضح بات سامنے نہیں آئی۔ بس گولیا
پٹنے کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد دونوں چھپتے ہوئے فرش پر
غیر ہو گئے۔ دونوں کے جسموں میں چارے سے زائد گولیاں گھس گئی
تھیں۔ وہ دونوں چند لمحے ترش پنکے کے بعد ہلکے ہو گئے۔ انہیں
شاہد نے رسمی سا جواب دیا۔

یہ دونوں اندر آل میں کس میز پر بیٹھے تھے؟۔ بہ عمران نے
انہیں شہادے پوچھا۔

اندر!۔ اوہ اس بارے میں تو میں نے پوچھا ہی نہیں۔ ویلے
مجھے گولیاں سامنے والی عمارت سے چلائی گئی تھیں سسر!۔ انہیں شاہد
نے جواب دیا۔

تو تمہارا کیا خیال تھا کہ اندر میز پر بیٹھے بیٹھے انہیں ماہر سے گولیاں
کر ہلک کر دیا جاتا۔ یہ اہم بات ہے۔ توہیں ضرور معلوم کرنا چاہئے تھے
لیکن تم تو بس اس ہلک میں رہتے ہو کہ دیکھ بڑی آسامیوں کو ملوث کیا
جاتے۔ سو پھر فیاض نے اسے جھڑکنے ہوئے کہا اندر میری سسر
وہاں آل کی طرف مڑ گیا۔ انہیں پھر شاہد نے بڑا سا منہ بجا کر خاموش رہا
عمران نے فیاض کے پیچھے مڑتے ہوئے اسے مشرقی انداز میں آنکھ مار
دی تو انہیں پھر شاہد نے اختیار سکوا دیا۔

فیاض اندر داخل ہو کر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ عمران اس کے
پیچھے تھا۔ اور انہیں پھر شاہد بھی ان کے پیچھے آگیا تھا۔ کاؤنٹر پر ایک نوجوان
لڑکی موجود تھی۔
میں مشرقی آٹلی جنس کا سپر مارٹینٹ فیاض ہوں۔ فیاض نے

طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران میز نمبر بارہ کا محل وقوع دیکھ کر
ای چونک بڑا۔ دوسرے لمحے اس کی نظروں میں وہ لڑکی اور اس کے
ساتھی سر آ گئے۔ کیونکہ وہ خود فیاض کے ساتھ اس میز کے ساتھ وہ
میز پر بیٹھے رہے تھے۔

لیکن اس میز پر کچھ افراد بیٹھے تھے۔ عمران نے کہا۔
"ایس سر!۔" ناکہ اور رفیق کے ساتھ دو اور مرد تھے۔ وہ کل بھی
یہاں آکر بیٹھے رہے تھے۔ چمران میں سے ایک عمر ملکی پہلے آنے
کر چلا گیا۔ دوسرا بعد میں آئے کر گیا۔ ناکہ اور رفیق آخر میں بیٹھے
رہ گئے۔ لڑکی کا شمار خاصا تیز معلوم ہوتا تھا۔

"تم رفیق کو کیسے جانتی ہو۔" کیا وہ بھی گلیکسی ٹیلیٹ میں بہر تسلیم
فیاض نے سوال کیا۔

"نہیں جناب!۔" مجھے معلوم نہیں وہ کہاں رہتا ہے۔ البتہ کہ
وہ ناکہ کے پاس آتا رہتا تھا۔ ناکہ نے ہی مجھے بتایا تھا کہ وہ اس کے
دوست رفیق ہے۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"ناکہ کے ٹیلیٹ کا نمبر؟" عمران نے پوچھا۔

"میسری منزل۔" ٹیلیٹ نمبر بارہ سر۔ لڑکی نے جواب دیا۔
"اور تمہارا ٹیلیٹ نمبر؟" فیاض نے بڑے بے چینی سے
پوچھ میں پوچھا۔

"سر!۔" میرا ٹیلیٹ نمبر بائیس ہے میسری منزل پر۔" لڑکی نے
جواب دیا۔

"نام بھی پوچھ لو۔" ورنہ غواغواہ پہرہ دیتے پھر وگے۔ عمران نے

سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور ان کے شہد منہ پھر کر ہنسنے لگا۔
"ہاں!۔ تمہارا نام۔" شاید مجھے تمہارا تفصیلی بیان لینا پڑے۔؟
فیاض نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"سر۔" میز پر ہانڈ گریٹ ہے۔ لڑکی نے جواب دیا۔
"اب یہ بھی پوچھ لو کہ اس کی ڈیوٹی کب آف ہوئی ہے۔؟"
عمران نے دوسری سرگوشی کی۔

"آؤ۔" فیاض نے منہ ہاتھ ہوئے عمران سے کہا اور لڑکی کا
شکر یہ ادا کر کے واپس مڑ گیا۔

بھی اگر شائد ہیڈ کو وارٹر سے میٹنگ کال کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے منہ پر چڑھا ہوا نقاب اتار دیا اور اس کے ساتھ ساتھ باقی افراد نے بھی اپنے اپنے نقاب اتار دیئے۔ اب وہ اعلیٰ شکلوں میں تھے۔ رکاوٹ کا یہ اصول تھا کہ ہیڈ کو وارٹر میٹنگ میں وہ نقاب پہن کر شامل ہوتے تھے تاکہ اگر ہیڈ کو وارٹر میں کوئی کاسٹ ہونے والی میٹنگ کی غلط ایکس آؤٹ بھی ہو جائے تو کسی کو رکاوٹس کے مقامی سربراہوں کے اصل چہروں کی شناخت نہ ہو سکے۔

بات یہی ہے دوستو!۔ میں ایک اہم مشن دہشتیں ہے۔ مانیانے لینگ وے کی معرفت یہاں سے ہیڈ کو وارٹر کو جاری مفاد ضعیف ایک مشن مونیانے۔ اس کا تعلق جو کچھ پاکیشا ہے اس نے ہیڈ کو وارٹر نے مشن میں ٹرانسفر کر دیا ہے۔ اس مشن کے مطابق پاکیشا میں بنیاد کی ایک نئی دہشتی ایجاد کی گئی ہے جسے ٹریج فائر کہا جاتا ہے اور صرف عام میں ٹی۔ ایف کہا جا رہا ہے۔ اس گروپ کا نام ڈاجر ہے۔ ڈاجر گروپ کے مانیانے کے مقابلے میں ٹی۔ ایف کی سپلائی شروع کر دی ہے اور ٹی۔ ایف ایک ایسی دہشتی ہے جو تیزی سے منشیات استعمال کرنے والوں میں مقبول ہوتی جا رہی ہے۔ اس پر مانیانے کو تشویش ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے ٹی۔ ایف خود بنانے کے لئے اس کا کیمیاوی تجزیہ کیا۔ لیکن وہ اس کے خاتمے کو باوجود کوشش کے حاصل نہ کر سکے۔ چنانچہ اب وہ چاہتے ہیں کہ ہم ڈاجر گروپ سے وہ فائدہ حاصل کر کے مانیانے کو سپلائی کریں۔ کام جو کچھ جاری فیملی کاسٹ اور پھر اس کے کٹل ہونے سے نہ صرف ہمیں جاری مفاد ضعیف

ایک بڑے کمرے کے درمیان ایک میز کے گرد چھ افراد منہ نقاب پہنے بیٹھے ہوتے تھے۔ ان کے نقابوں کے اوپر نمبر لگے ہوتے تھے۔ درمیان میں ایک کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ چند لمحوں بعد بغلی دروازہ کھلا اور ڈبی اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ اس کے اندر آتے ہی سارے افراد اس کے استقبال لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

میٹھو! ڈبی نے سنجیدہ انداز میں کہا اور خود بھی خالی کرسی بیٹھ گیا۔ اور باقی افراد واپس اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تم لوگ نقاب پہن کر کمروں آتے ہو۔ یہ ہیڈ کو وارٹر میٹنگ نہیں ہے۔ تمہاری اپنی میٹنگ ہے! ڈبی نے حیرت بوجھ لہجے میں کہا۔ اور باس!۔ میں ہنگامی میٹنگ کی اطلاع ملی تو ہم نے یہ

ملے گا۔ بلکہ بین الاقوامی طور پر ہماری سلاخ میں بھی اضافہ ہوگا۔ چنانچہ میں نے اس سیشن پر کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور میں نے اس سیشن میں ہائیڈروکارب کو گرین سٹون بھی دے دیا ہے۔ آج کی سٹنگ میں اسی سیشن میں بلائی گئی ہے تاکہ ہم فی۔ ایلف فامولے کے حصول کے لئے کوئی واضح منصوبہ بندی تیار کر کے اس پر فوری طور پر عمل شروع کریں؟ ڈیربی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے ہاں! ہم کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ڈاؤر گروپ کے متعلق ہم نے بھی سن رکھا ہے کہ خاصی طاقتور اور بادشاہی تنظیم ہے۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کا ہائیڈروکارب پاکیشیا میں ہے۔ ایک آدمی نے کہا۔

ہاں! ایک اور تجویز بھی ہو سکتی ہے۔ یہاں کی سیکٹس میں نہائی فعال اور تیز ہے۔ اگر ہم غیر فون کے ذریعہ اسے ڈاؤر گروپ کے متعلق خبر کریں تو وہ اس کے غلط حرکت میں آجائے گی۔ اور پھر جیسے ہی وہ اس لیبارٹری تک پہنچیں، ہم ان کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ جائیں اور فی۔ ایلف فامولا حاصل کر لیں۔ اس طرح ہمیں کوئی کام نہ کرنا پڑے گا اور جہاں کام بھی ہو جائے گا۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی نے اسے پیش کر کے ہنس دیا۔

یہ احمدیہ تجویز ہے۔ مشران! آپ سیکٹس سروس کے کسی رکن سے واقف ہیں؟ ڈیربی نے اس ادھیڑ عمر آدمی سے خطاب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔

واقف تو رہیں ہوں جناب! لیکن ان کے لئے کام کرنے والے ایک آدمی کو جانا ہوں۔ اس کا نام علی عمران ہے۔ وہ ایک احمق اور

اس کا ہائیڈروکارب پاکیشیا میں بنایا گیا ہوگا۔ ورنہ پہلے تو اس کا ہائیڈروکارب پاکستان میں تھا۔ وہاں اس گروپ کا خزانہ اور تھا۔ لیکن وہاں کی حکومت کو اس کی سرگرمیوں کا پتہ مل گیا اور انہوں نے انہیں گھیر لیا۔ اطلاعات ملی تھیں کہ ڈاؤر گروپ کے سب افراد کو گرفتار کر کے جھٹک کر دیا گیا تھا۔ اللہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی بچ گیا ہو اور اس نے پاکیشیا میں دوبارہ کام کا آغاز کیا ہو۔ بہر حال اس وقت وہ عام انشیا کی ملکیت کا حصہ کرتے تھے۔ دوسرے نے کہا۔

مہیں ان کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی یہ جہاز قبلا ہے۔ ہم نے تو صرف ٹریج فائر کا فامولا حاصل کرنا ہے اور بس۔ چنانچہ اس کے لئے سب سے پہلے تو یہ ضروری ہے کہ ہم ڈاؤر گروپ کے کسی آدمی کو تلاش کریں۔ اور پھر اس سے اس لیبارٹری کا پتہ معلوم

مخروہ سانو جوان ہے۔ اُسے آسانی سے ٹریپ کیا جاسکتا ہے۔
 رافنس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں!۔ یہ انتہائی خطرناک تجربہ ہے۔ مگر رافنس کو
 واسطہ علیٰ عمران سے نہیں پڑا۔ وہ انتہائی خطرناک ترین آدمی ہے۔

ٹی۔ ایف۔ نڈمولہ تو ایک طرف رہا۔ اگر اُسے ذرا سی بھی جھٹک جاؤ گے
 متعلق چڑکتی تو وہ ہمارے پیچھے پیچھے جھلک کر پڑ جائے گا۔ اور دوسرا

بات یہ کہ منشیات کے خلاف کام کرنا سیکرٹ سروس کا کام نہیں ہے
 بلکہ سنٹرل انٹیلی جنس کا کام ہے۔ ہمیں کسی کا سہارا لینے کی بجائے خود

کوشش کرنی چاہیے۔ جہاں تک ٹاجر گروپ کے کسی فرد کو جاننے
 کی ضرورت ہے، اس کے لئے کسی کے پاس جاننے کی ضرورت نہیں

ہے۔ میں اس گروپ کے ایک اہم آدمی کو جانتا ہوں اور اس سے
 تمام معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ ایک اور آدمی نے تیز نیلے

میں کہا۔
 ”کونسا آدمی ہے؟“ ڈیوڈ کے ساتھ ساتھ سب افراد نے چونکا

ہوئے پر چھایا۔
 ”وہ اور گینگبار کا مالک ارشد چوہدری ہے جناب!۔ اس کا تعلق

ٹاجر گروپ سے ہے۔ اس کا مجھے اس طرح پتہ چلا تھا کہ ایک ماہر
 ایک منشیات کے نجی بیچکر میں اس سے واسطہ پڑ گیا تھا۔ اس آدمی

نے کہا۔
 ”اوہ!۔ اگر یہ بات ہے تو پھر سب بات واضح ہو گئی۔ اس کا

مطلب ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس کو ٹاجر گروپ کے متعلق پہلے سے رپورٹ

پہنچی ہے اور وہ اس کا تعاقب کر رہی ہے۔ جب کہ میں نے یہ سمجھا تھا کہ
 جی۔ ایم۔ گروپ کے پیچھے ہے۔“ ڈیوڈ نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

جی۔ ایم۔ گروپ۔ کیا مطلب؟ جی۔ ایم۔ گروپ کا سنٹرل
 سب چوک پڑے اور پھر ڈیوڈ نے انہیں لالچ میں کے متعلق بتایا۔ اس

کے بعد اور گینگبار میں ایک میٹنگ ہوئی۔ جہاں سنٹرل انٹیلی جنس کا پیر شینڈلٹ
 ناخوشی میں ان کے ساتھ والی میز پر موجود تھا۔ جس پر میں نے یہ سمجھا کہ

سنٹرل انٹیلی جنس ان کے پیچھے ہے۔ اور چونکہ لالچ میں ٹی۔ ایف۔
 نڈمولہ کے پیچھے کام کر رہا تھا اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس

گروپ کے سرکردہ افراد کا خاکہ کر دیا جائے۔ چنانچہ لالچ میں کو
 رہے لیکن اس کے متوازی دیر بعد گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے

بد اس کے پاس راجہ کر روڈ اور کینڈیٹ میں ہلاک کر دیا گیا اور پھر ان کے
 دو اور سرکردہ مجرموں کو بارہ کے برآمدے میں ہی گولی مار کر ہلاک کر دیا

گیا۔ لیکن اب بہر حال یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ تو پر خیاں دراصل
 ارشد چوہدری کے پیچھے ہے۔“ ڈیوڈ نے کہا۔

یہ تو اچھا جواب ہاں!۔ جی۔ ایم۔ گروپ کا خاتمہ ہارے لئے اچھا
 رہے گا۔ ورنہ یہ گروپ خواہ مخواہ درد سر بن کر رہ جاتا۔ میرا

ہے کہ ارشد چوہدری کو اغوا کر لیا جاتے اور پھر اس سے ٹاجر گروپ
 کے متعلق تمام معلومات حاصل کر لی جاتی ہیں۔ اس بار سب نے متفقہ

فصل پر جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تو ٹھیک ہے۔ یہ بات طے رہی۔ کانٹائن اور ایال جانسن

لیں۔ ڈی۔ فلنڈنگ۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری
آواز سنائی دی۔

باس! ایک ایچ پورٹ ہے۔۔۔ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ
جائز اور ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس کا رزکا عمران جو فیاض کا دوست ہے
اس کے متعلق یہ پورٹ ہے کہ وہ کبھی کبھی سیکرٹ سروس کے لئے
ای کام کرتا ہے، میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے سلائی نمبر بارہ
ہر گرن گنگن کا حوالہ دیا تھا۔ اس کے علاوہ عمران نے قمر ٹورٹو کے
متعلق بھی جانا ہے۔ حالانکہ اسے آج تک ہر شخص ہاتھ میں پکڑی
لے والی ایک عام سی چھتری ہی سمجھا رہا ہے۔ اور بارے کے بارے
میں دو افسر کو کوئل کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں انٹیلی جنس کا
یکٹر شاہد تہذیب خاں کی تلاشی لیا جا رہا تھا۔ میں نے انہیں بڑی
تکلیف سے ڈال دیا ہے۔ اور۔۔۔ ارشد چوہدری نے تیز تیز لیجے

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمران اس قدر معلومات رکھنے کی باوجود آسانی
سے واپس چلا گیا ہو۔ اور سلائی نمبر بارہ کو آئے ہوئے قریب کشتوں
سے ہی زاریہ نہیں گزرے۔ پھر وہ اس کے متعلق کیسے جان سکتا
ہے۔ ضرور درمیان میں کوئی گھپلہ ہے۔ اور۔۔۔ پاس نے
اسے ہونے کہا۔

اسی بات پر تو میں حیران ہوں پاس! میرا خیال ہے کہ فیاض کو
میں نے کیا جاسکتا ہے۔ دو بے حد لالچی آدمی ہے۔ معاوضہ دیکر
ان کا منہ بند ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ عمران بے حد خطرناک آدمی ہے۔ اس

پر دروازہ اس لئے کھول دیا تھا کہ اسے خیال آیا تھا کہ کہیں عمران اور فیاض
دوبارہ واپس نہ آسکتے ہوں۔ لیکن فولادی چادر اور پھر چڑھتے ہی دروازہ
کھلا اور ارشد چوہدری نے دروازہ کو اندر آئے دیکھا تو غصے کی شرشر
اس کا چہرہ چمک سکتے لگا۔
کیا بات ہے۔۔۔ ارشد چوہدری نے چادر کھانے والے
میں پوچھا۔

جناب!۔۔۔ وہ عمران صاحب یہ چیک بھاڑ کر دے گئے ہیں۔
کہہ گئے ہیں کہ عمران ایسے کنبھوسوں سے کچھ لینے کا روادار ہی نہیں
چیک پر رقم کھینچنے میں بھی کنبھوسے کرتے ہیں۔ دربان نے فوراً
بجے میں کہا اور ہاتھ میں تھا ہے ہوسے چیک کے پرزے بٹھے اوب
ارشد چوہدری کے سامنے میز پر ڈھیر کر دیئے۔
بونہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا خیال درست ہے۔

باجہ راکو اور سٹو۔ جب تک دروازے پر ریڈ لیمب بٹا رہا ہے
کسی کو اس طرف نہ آنے دیا۔ ارشد چوہدری نے ہونٹ
ہونٹے کہا اور دربان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

دربان کے باہر جاتے ہی ارشد چوہدری نے دوبارہ دروازے
فولادی چادر اتار دی اور پھر میز کی دروازے پر انٹیر باہر نکال کر اس
اس کے ساتھ میں لگا ہوا ایک بیٹی دیا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے فون ڈر
آوازیں نکلتی گئیں۔

جنلو۔ جنلو۔ نمبر تھری ڈی کا لنگ باس۔ اور۔۔۔ ارشد
نے بار بار تہی فقرہ دہرا کر شروع کر دیا۔

کا کوئی صحیح بندوبست ہونا چاہیے۔ ورثہ ہو سکتا ہے کہ حالات اور
قراب جو باقیں۔ اوروں۔ ارشد چودہویں نے کہا۔

تو چاہا ہے کہ عمران کو یہ معلومات کس نے پہنچائی ہیں۔ اور وہ بات یہ کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کافیا فی البت فارمونے کے حصہ کے لئے کام کر رہی ہے۔ انہوں نے یہاں راکوٹس کی مقام شائع کی کہ نہایت حاصل کی ہیں۔ اور وہ اس کے کام

اس کا نام ڈربی ہے۔ بظاہر امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرتا ہے۔
 ارشد چوہدری نے جو کہتے ہوئے کہا۔
 اہل! مجھے معلوم ہے۔ اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ ڈربی
 آج ایک خصوصی میٹنگ طلب کی ہے۔ اس سے صاحبِ ظاہر
 کو وہ پانچ کے کہنے پر اسے خلاف کام کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

اور اس حودہ رخ کا لہجہ ریاضان تھا۔

پرانٹن کو مرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اس میں کچھ جگہ تکی بیٹھنے کئے ہیں۔ اور ان فیصلوں کے مطابق فی الحال کام روک دینا ہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ تمام شک تہوار پاس جمع کر دیا جائے۔ لیکن اب تہوار ہی رپورٹ کے مطابق قمر آباد میں آچکے ہیں۔ اس لئے اب نہ صرف محاکم علیحدہ جگہ پر رکھا جا

جاسے پاس موجود سپلائی بھی اٹھالی جائے گی۔ اور تم بھی اپنے
 بہتر کام کا غور نہ کرو اور انتظار کرو۔ جب حالات درست ہوں
 تو تمہیں اطلاع کرو دی جائے گی۔ اور۔۔۔ پاس نہ کیا۔
 ۔۔۔ کیا ہے اس!۔۔۔ لیکن اس عمران کا فوری کچھ کرنا پڑے
 نے اسے چپک کیا ہے۔ وہ انتہائی گھڑا اور خطرناک آدمی ہے
 ۔۔۔ ارشد حیدری سکے کہا۔

و دیکھو ارشد چو بدی ! — عمران کے متعلق میں تم سے زیادہ جانتا
 ہوں۔ وہ قادیانی انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ میں نے اُسے آج تک
 نہ دیکھا کہ نہ سنا۔ لیکن اب تمہاری رپورٹ کے بعد بات
 نئے آنکھی کہ عمران جلدی راہ پر لگ چکا ہے۔ اور یہ ہمارے
 نہ لاکر شس سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے
 ہر کوئی خصوصی انتظام کرنا ہوگا۔ انتہائی سوچ سمجھ کر۔ اور — ہاں
 یہ کہ۔

ابن! آپ تو عمران کو بے حد اہمیت دے رہے ہیں۔
 براؤن خاں سے کہو کہ ایک بچہ بھی شوٹ کر رکھتا ہے۔ اگر آپ
 کریں تو میں آپ کو گھنٹے میں اسے تلاش کر کے ختم کر دوں۔ اور وہ
 ختم ہو رہی تھی کہا۔

کس طرح ختم کر دے۔ اور — جاں نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فرمایا۔

لجھے اس کے فلیٹ کا علم ہے۔ اور وہ مجھے اچھی طرح جانتا سہی ہے۔ میں اس کے فلیٹ میں جاؤں گا۔ دیوار اور میرے پاس ہو گا۔ اور

پھر صبح ہی موقع ملے گا اُسے شوٹ کر کے باہر آجاؤں گا۔ اور ضرورت یہ کہیں اسے فلیٹ سے باہر کسی جگہ بلالیا ہوں وہاں اگر گولی مار دی پہلے سے گی۔ اور۔۔۔ ارشد چوہدری نے کہا۔

لیکن پھر یہ کیسے معلوم ہو گا کہ اسے ہمارے متعلق معلومات کم سے ملی ہیں۔ اور۔۔۔ باس نے کہا۔

میرا تو خیال ہے کہ میں اس چکر میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں اُسے ختم کر دیں۔ وہی خطرناک آدمی ہے۔ ورنہ یہ ہوسکتا ہے کہ اس چکر میں ہم خود غوث ہو جائیں۔ اور۔۔۔ ارشد چوہدری نے کہا۔

تمہاری بات بھی درست ہے۔ لیکن فلیٹ والا پروگرام ناکام ہے۔ تم ایسا کرنا کہ اُسے کسی جگہ پہلے سے باہر بلاؤ اور پھر اسے یہی شوٹ کر دو۔ ایک لمحہ بھی توقف نہ کرنا۔ اور اگر تم اس کی

میں ہچکچاؤ تو میں کوئی اور بندوبست کر دوں۔ اور۔۔۔ باس نے نہیں جواب دیا۔ ہچکچا کر لیا۔ جو شخص چارٹی تنظیم اور بڑے

کے لئے خطرناک ہو، اسے ایک لمحہ بھی زندہ چھوڑنا حماقت ہے۔ میں خود اپنے ہاتھوں سے اس کا خاتمہ اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ

جہر پر جو دوسرے کرتا ہے۔ اس نے جھوٹے میں ہی مار کھانا ہے گا۔ ہوسکتا ہے کہ دوسرے آدمی کے سامنے آئے پر وہ چوکرنا ہو جائے

ارشد چوہدری نے کہا۔

خفیک ہے۔ مجھے تمہاری رپورٹ کا انتظار رہے گا۔ اور دوسری طرف سے فیصلہ کن لمحے میں کھائیا۔

میں آج ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا باس۔ اور۔۔۔ ارشد چوہدری نے کہا۔

اور ایسا حال۔۔۔ دوسری طرف سے کھائیا اور ارشد چوہدری نے

بائیں طرف سے دوبارہ میز کی دراز میں ڈالا اور پھر میز کے کنارے پر

ٹکا ہوا بیٹن دبا کر اس نے دو بارے پر پڑی ہوئی فولادی چادر غائب

کر دی۔ چہرہ میز پر اٹکی مار کر کچر دیکر سوچا رہا۔ اور اس کے بعد

اس نے آشکارا کار سیور اٹھایا۔

لیس سر۔۔۔ دوسری طرف سے ٹوٹی کی آواز سنائی دی۔

ٹوٹی ا۔۔۔ مار کر کہاں ہے۔؟ ارشد چوہدری نے پوچھا۔

مار کر۔۔۔ وہ سر اپنے فلیٹ میں ہو گا۔ جب اس کے پاس کام

نہ ہو تو وہ فلیٹ سے نکلتا ہی نہیں۔ ٹوٹی نے جواب دیا۔

اوس کے۔۔۔ ارشد چوہدری نے کہا اور آشکارا کار سیور رکھ دیا۔

اس کے بعد اس نے شیدیفون اپنی طرف گھٹا اور سر اٹھا کر اس

کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحے بعد گھنٹی بجنے کے بعد

دوسری طرف سے کسی نے سیور اٹھالیا۔

لیس۔۔۔ ایک جاری سی آواز سنائی دی۔

ارشد چوہدری بول رہا ہوں۔۔۔ ارشد چوہدری نے مار کر

کی آواز پہنچاتے ہی کہا۔

اور باس آپ ا۔۔۔ فرماتے ا۔۔۔ کیسے یاد کیا۔۔۔ دوسری

طرف سے مار کر چوک کر پوچھا۔

ایک کام کرنا ہے۔ ایک آدمی کو گولی مارنی ہے۔ ارشد

چوہدری نے کہا۔

”ٹھیک ہے اس!۔ اس آدمی کا اتہ پتہ بتا دیجئے۔ لگ جائے
گئی اے گوئی۔“ مار کرنے پاٹ لہجے میں کہا۔

گوئی تم نے نہیں۔ میں نے مانی ہے۔ تم نے صرف میری
نگرانی کرنی ہے۔ اور اگر مران شانہ خطا ہو جائے تو پھر تم نے کام کرنا
ہے۔“ ارشد چوہدری نے کہا۔

”جیسے آپ کہیں۔“ مار کرنے کہا۔

”تم اس کو نوکر سر طرح سے تیار ہو کر رنگ اس کو انٹر رہنمیں جاؤ اور وہاں
رنگ اس کو نوکر کے کیسے نشاط میں پیشہ جانا۔ میں اپنے ہانڈ کو دہیں بلوا
لوں گا۔ اس کے بعد تم خیال رکھنا۔“ ارشد چوہدری نے کہا۔

”لیکن اس!۔ آپ کی نگرانی کا کیا مقصد ہے۔ یہ بات میں
سمجھا نہیں۔“ مار کرنے پوچھا۔

”ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص مجھے بعد میں نشانہ بناوے۔ تم نے اس
کا خیال رکھنا ہے۔“ ارشد چوہدری نے کہا۔

”میں سمجھ گیا ہوں۔“ مار کرنے کہا۔

”تم ٹھیک ایک گھنٹے بعد وہاں پہنچ جانا۔ اور کہ۔“ ارشد چوہدری
نے کہا۔

”نہیں سر۔“ مار کرنے جواب دیا اور ارشد چوہدری نے گڈ بائی کہہ کر
ریور روٹک دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

”آخر تم نے اُسے سپلائی نمبر بارہ کا حوالہ کیوں دیا۔ تم مجھے بتاؤ کہ
اصل چکر کیا ہے۔“ فیاض نے جھنجھلاہٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

”وہ اس وقت عمران کے ساتھ اس کے فلیٹ میں موجود تھا۔ اس کی کنگھی کا تو
میں آہم کہانے سے مطلع ہونا چاہیے۔“ اس کی کنگھی کا تو

اپار بھی نہیں پڑا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”نہیں!۔ جس طرح ارشد چوہدری رام جواسے اور دس لاکھ روپے

کا چیک اس نے دے دیا ہے۔ یہ کوئی لمبی سی معاملہ ہے۔ ورنہ ارشد

چوہدری تو کسی کو بخیر دینے پر بھی آمادہ نہیں ہوتا۔“ فیاض نے کہا وہ

ابھی چند لمبے قبل ہی عمران کے فلیٹ میں گیا تھا اور اس نے اُسے ہی

پانچ سو روپے کی رقم دی تھی۔

”یار!۔ ایک تو تم جھانڈو کے کانٹے کی طرح چٹ جلتے ہو۔ ارشد

چوہدری کے متعلق مجھے گزشتہ دنوں ایک اطلاع ملی تھی کہ ارشد چوہدری

منشیات کے ایک پیکر میں ٹوٹ ہے اور سہلاقی نمبر بارہ ان کا کوئی کڑا ہے۔ چونکہ یہ سیدہ فیصلہ مند ہے اس لئے میں نے کوئی توہ نہ دی۔ اب جب تم نے ارشد چوہدری کی شکایت کی کہ اس نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے تو وہ کوڑے بجھے یاد آگیا۔ عمران نے جان چڑا کے سے اٹھائیں کہا۔

”اوہ! تو یہ بات ہے۔ لیکن وہ چھڑی کا کیل پکڑے۔“ فیاض نے منہ بھاڑتے ہوئے کہا۔

”وہ چھڑی مخصوص ساخت کی ہے۔ یہ دراصل ایک جدید ساخت کی گن ہے جسے خطرے کے وقت استعمال کیا جاسکتا ہے۔ میں نے ایسی چھڑیاں دیکھی ہوتی ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اچھا تو یہ بات ہے۔ اب میں دیکھوں گا کہ یہ ارشد چوہدری کے لیے بچ نکلتا ہے۔“ فیاض نے مسرت سے بولے۔

”تم نے اس دوسرے قتل کے بارے میں مزید کیا تحقیقات کی ہے؟“ عمران نے بات بدلنے ہوئے کہا۔

”دونوں میں۔“ بلکہ چار قتل کہو۔ ان کے ساتھ دو اور آدمی بھی مارے گئے ہیں۔“ فیاض نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”دو اور۔“ وہ کہنے لگا۔ ”بہ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ ایک کام لگایا۔“ وہ پہلے اٹھ کر بیٹھا۔

”نکلنے کے بعد دیر بعد ہی اسے سرک پر گولی مار دی گئی۔ گولی ایک کار سے چلائی گئی۔“ جوبعد میں ایک جگہ غالی مل گئی وہ چوری کی تھی۔ دوسرے آدمی کا نام راجہ معلوم ہوا ہے۔ وہ جب اور یگانہ سے نکلا

میں کی کار کو ایک بیوی فرک سے کچل دیا گیا۔ اس کے بعد فرقی اور اٹھ کر بیٹھے۔ اب اس کے باہر نکلے۔ انہیں براہے میں ہی ڈھیر کر دیا گیا۔ اس وجہ سے اس کے ساتھ ارشد چوہدری کے تہذیبوں کی تلاشی لینا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اور یگانہ کوئی خلاف قانون کام ہو رہا ہے جس کی وجہ سے یہ قتل ہوئے ہیں۔ فیاض نے کہا۔

”جگہ۔“ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا جانشین تم سے زیادہ ذہین ہے۔“ عمران نے بکھڑاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو جانشین۔“ وہ کسی روز سڑکوں پر بیٹیک مانگا پھرتا ہوگا۔ میں اس موقع کی انتظار میں ہوں۔“ فیاض نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔

اور بعد اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اٹھی۔ عمران نے رسیدر اٹھا لیا۔

”یہیں علی عمران ولد سر رحمان۔“ عمران نے کہا۔

”عمران!۔“ میں تمہارا اکل بول رہا ہوں۔ ایک اہم مسئلہ پیش ہے۔ اگر تم مجھے کوئی وقت دے دو۔“ ارشد چوہدری کی پریشان سی آواز سنائی دی۔

”مسک۔ آپ کو کیا مسئلہ پیش آسکتا ہے؟“ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

”وہ ارشد چوہدری کی آواز پہچان گیا تھا۔“ مجھے ایک ایسی اطلاع ملی ہے جو تمہارے ملک کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن میں خود اس مسئلے میں ٹوٹ نہیں ہوتا چاہتا۔“ ورنہ میں سر رحمان کو بتا دیتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس مسئلے میں اپنے طور پر کچھ کرو۔“ ارشد چوہدری نے کہا۔

تو چہرہ میں کہاں حاضر ہو جاؤں؟۔۔۔۔۔؟ عمران نے مسکرا ہوئے کہا۔

”میں رنگ اکواز کے کیفے نشاط میں موجود ہوں۔ یہاں آجا لیکن فلا جلدی۔ میں اپنے آپ کو نامعلوم سے خطرے میں محسوس کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ ارشد چوہدری نے قدرے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ میرے فلیٹ پر آجائیں۔ یہاں اعلیٰ سے باتیں ہوں گی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”نہیں!۔۔۔ جس آدمی کے متعلق یہ افلاطون ہے وہ بھی نہیں رہے۔۔۔۔۔ اور میں تمہیں اس کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ ارشد چوہدری نے کہا۔

”اور کسے۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر کریڈل ریور رکھ دیا۔

”یہ ارشد چوہدری کی آواز محسوس ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ وہ کیسی اظہار چاہتا ہے؟۔۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔

”وہ سپاہی نمبر بارہ کا چکر محسوس ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کھڑے ہوئے ہوئے کہا۔

”تو چہرہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں؟۔۔۔۔۔ فیاض نے جوہنے ہوئے کہا۔

”کیوں۔۔۔ میرے مزید دس لاکھ روپے مرچانا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ کسی اور رقم خانے کا بھلا ہوئے دو؟۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور آکس نے سیما کو آواز دی۔

”فرماتے۔۔۔۔۔ دوسرے لمحے سیما نے دروازے میں سے جھانکتے ہوئے پوچھا۔ عمران کا بھرا ہوا تھا کہ سیما نے بے خبری سے جواب دیا تھا۔

”سپر فیاض کی خدمت خاطر کرو۔۔۔۔۔ آخر بھلا لینڈ لارڈ اسے لینڈ فلیٹ ہے۔۔۔۔۔ درجہ کسی روز بے دخلی کا پروانہ اور پینٹ کے گہرائی کے گاتھارہ کی لائڈی ڈیگچی باہر سڑک پر پڑی نظر آئے گی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”نہیں!۔۔۔ میں اب چلا ہوں۔۔۔۔۔ فیاض نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور چارٹر کر ہاتھ ہلاتا ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”عمران سکرا دیا۔ وہ فیاض کی عادت جانتا تھا کہ اب وہ باز نہ آئے گا اور پہلے اس سے نکل گیا ہے۔۔۔۔۔ عمران سے پہلے کیے نشاط میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس کی سیڑھیوں اترنے کی آواز سنائی دی تو عمران نے مسکراتے ہوئے فون کا ریور اٹھا لیا اور نمبر ڈائل کر کے شروع کر دیتے۔

”ہائیگر سپیکنگ۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہائیگر کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ کیفے آگیا کسے مالک ارشد چوہدری کو جانتے ہو؟۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہیں ہاں!۔۔۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔۔۔۔۔ ہائیگر نے دوبارہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ اس وقت رنگ اکواز کے کیفے نشاط میں موجود ہے۔ تم ان پہنچ جاؤ۔۔۔۔۔ میں وین چار ہوں۔ تم نے ہر لحاظ سے جو کما رہنا چکے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”سرا۔۔۔ میں سمجھا نہیں۔۔۔ وہاں کوئی جھگڑا ہوگا؟۔۔۔۔۔ ہائیگر نے

یہ لوگ کم و بے کے مجرم ہوتے ہیں اس لئے ان کی ذہنیت اور سوچنے کا انداز میں کم و بے کا ہوتا ہے اس لئے اسے زیادہ خیال اسی بات کا تھا کہ شاہد ارشد چوہدری نے رنگ اسکو از میں اس کے خاتمے کا کوئی پلان بنا رکھا ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے عمران جیسا شخص ایسے منصوبوں سے کہاں گھبراہٹے والا تھا۔ اس لئے وہ وہاں پہنچنے کے لئے چل پڑا تھا۔ پہلے تو اس کا خیال تھا کہ سب فرائض اپنے مسائل خود حل کرتا رہے گا۔ لیکن اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر ارشد چوہدری نے واقعی اس کے خاتمے کا کوئی پلان بنایا ہے تو پھر ارشد چوہدری اور اس کے ریکیٹ کو اس کا پلوٹ پورا مجاہدہ بھیگنا پڑے گا۔

مٹھوڑی دیر بعد ہی اس کی کار کیفہ نشاط کے سامنے پہنچ گئی۔ عمران نے ایک طرف بے ہوئے پارکنگ میں کار روکی اور پھر اُسے لگا لگا کر کہ وہ بڑے اطمینان سے انداز میں چلتا ہوا کیفہ نشاط کے مین دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ بغاڑ وہ بے حد مطمئن نظر آ رہا تھا لیکن اس کی تیز نظریں بڑے چمکنے والے انداز میں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔

البتہ بوجے رہے میں کہا۔
جنگڑا نہیں۔ بلکہ گلی ڈنڈا اکیلا جلتے گا۔ عمران نے سخت ہلچے میں کہا۔

اوہ سوری میرے ٹھیک ہے سر۔ میں ہر لحاظ سے چمکا رہا ہوں۔
گناہیگر نے فوراً ہی مغفرت بھرے ہلچے میں جواب دیا۔

اوس کے۔ عمران نے کہا اور کسمیرہ کے کہ اچھ کھڑا ہوا۔ چہ ڈیرے گگ روم میں جا کر اس نے لباس بدلا اور پھر سلطان کو دروازہ بند کرنے کا کہا ہوا وہ فلیٹ کی شیرجیاں اترتا چلوگا۔

مٹھوڑی دیر بعد ہی اس کی سپورٹس کار تیزی سے رنگ اسکو ان کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ارشد چوہدری کے متعلق اُسے دراصل ایک نرپن کا کام کرنے والے مخبر کی طرف سے اطلاع ملی تھی کہ وہ منشیات کی تنظیم میں مشغول ہے۔ لیکن چونکہ یہ فیملیہ عمران کا نہ تھا اور دوسری بات؛ کہ وہ اس وقت ایک انتہائی اہم مشن میں مصروف تھا اس لئے اس نے تو جرحہ دی تھی۔ لیکن اب فرائض کی وجہ سے دوبارہ یہ سسک سامنے آگئی تھا۔ ادب ارشد چوہدری کا اُسے اس طرح بلانا بھی اس کے نزدیک اس بات کی دلیل تھی کہ ارشد چوہدری اس کی طرف سے نہ صرف چمکا چلا ہے۔ بلکہ وہ اس سے باقاعدہ کوئی فیصلہ کن حرکت کرنا چاہا ہے۔ اس فیصلہ کن حرکت کی اس کی نظر میں دو صورتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ عمران سے اس کی خاموشی کے سلسلے میں معاہدہ کرتا چاہتا ہے۔ یا دوسری صورت یہ کہ وہ اُسے رات سے ہٹا چاہتا ہے۔ کیونکہ جو منشیات کی تنظیم میں مشغول لوگوں کی ذہنیت سے اچھی طرح واقف

ہی گئی ہے۔ اور اہل جانسن نے چونکے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ بات نہیں۔ ارشد جو بدی کے کانوں میں گر
ہارے منصوبے کی ذرا سی جھلک بڑھاتی تو یقیناً وہ یہاں سے رنو چکر ہو
جاتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ خود کسی پیکر میں ہو۔“ کانٹاشن نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ہم دیکھتے ہیں اور سنو۔“ جب تک ہم اشارہ نہ کریں
تو آدھی حرکت میں نہ آئے۔ اور اہل جانسن نے اطلاع دینے والے
مختلہ جیسے میں کہا۔ اور وہ آدھی سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کیفے نشاط کے مین گیٹ کی طرف
گئے۔

پھر جیسے ہی وہ دونوں برآمدے میں پہنچے، مین گیٹ سے ایک
عمران تیزی سے باہر نکلا۔ اس کے منہ میں بغیر جلا گریٹ دبا ہوا مانتا۔
”اپس ہونگی جناب۔“ اس نے ان دونوں کے قریب ٹکرتے
ہوئے کہا اور اہل جانسن نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے آئینہ نکلا۔
”اس۔“ ارشد جو بدی نے کسی عمران کو فون کیا ہے۔ وہ اسے
مذاہم اطلاع دینا چاہتا ہے اور عمران نے یہاں آنے کا وعدہ کیا ہے۔

”میں نے اور گریٹ ملکا نے کے دوران آنے والے نے مگر گشتی کے
پہچان میں کہا اور جیسٹ گریٹ ملکا کر شکریہ ادا کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔
”اوہ!۔“ معاملات خالص گڑبڑ میں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلے
کی ملاقات کا انتظار کرنا چاہیے۔“ کانٹاشن نے اہل جانسن سے کہا۔

”بالکل کرنا پڑے گا۔ اور دوسری بات یہ کہ عمران کی موجودگی میں

کانٹاشن اور اہل جانسن کو جیسے ہی اطلاع ملی کہ ارشد جو بدی
رنگ اسکوٹر کے کیفے نشاط میں موجود ہے۔ انہوں نے اس کے آخر
کے تھے یہ موقع فوجت سمجھا کیونکہ اور یگانہ بارے اس کا اغوا خاصا دشوار
ہو جاتا ہے جب کہ کیفے نشاط سے وہ اسے آسانی سے اڑا سکتے تھے چنانچہ
انہوں نے فوراً اس کے اغوا کا پروگرام مرتب کر ڈالا اور پھیلنے آدھوں
کو ہدایت دینے کے بعد وہ دونوں ایک ہی کار میں رنگ اسکوٹر کے
کیفے نشاط پہنچ گئے۔

”سر۔“ پشور فائل مارکر ارشد جو بدی کی نگرانی کر رہا ہے۔
ان کے کار سے نکلنے ہی قریبی ستون کی آڑ میں کھڑے ہوتے ایک فوج
نے آگے بڑھ کر ان کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

”مارکر۔ اوہ! وہ تو بے حد خطرناک شخص ہے۔ لیکن وہ کیوں
نگرانی کر رہا ہے۔ کیا ارشد جو بدی کو چارے منصوبے کی اطلاع

ہی نمایاں تھی۔

یہ عمران ہے۔ کانشان نے ارل جانسن کو اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ارل جانسن عمران کا نام سنتے ہی چونک پڑا۔ عمران دروازے میں کھڑوں آل کو دیکھ رہا تھا جیسے کوئی دیہاتی آدمی زندگی میں پہلی بار کسی بڑے محلے میں آیا ہو۔

بھتیجیے! ادھر آ جاؤ۔ ارشد چوہدری نے عمران کو دیکھتے ہی ندر سے کہا اور عمران چونک پڑا اور اس کی طرف مڑا۔

اوه اگلے آپ! میں بھی کہوں کہ اس چوہدری کے بیٹے میں آج کیسے اتنی رونق ہو گئی۔ عمران نے ارشد چوہدری کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور ارشد چوہدری مسکرایا۔

تو کیا پتہ ہو گا؟ ارشد چوہدری نے عمران کے کرسی پر بیٹھے ہی پوچھا۔

شراب ظہور پشے کو جی چاہ رہا ہے۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

شراب ظہور! کیا مطلب۔ کیا یہ کوئی نیا برانڈ ہے؟ ارشد چوہدری نے جو کہتے ہوئے کہا۔

نیا۔ ارے اگلے! یہ تو نیا کاسب ہے پرانا برانڈ ہے۔ مطلب ہے ساوہ مانی۔ عمران نے کہا اور ارشد چوہدری کھل کھلا کر ہنس پڑا اور پھر اس نے دیکھ کر کوکا کو لالے کے لئے کہہ دیا۔

ہاں تو اگلے! وہ سستا اور وہ آدمی۔ لیکن یہ تباہوں کے ہیں۔ جیو ریٹری میں مالانق طالب علم رہا ہوں۔ مجھ سے سستا دیشا غوث

جس سے آٹھ انچوں میں کرنا چاہیے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے ہی پیچھے لگ جائے۔ اور اس نے ہمیں اس معاملے میں طور پر غلطی نہ رہنے کے لئے کہا ہے۔ ارل جانسن نے کہا۔ چلو حالات دیکھ لیں۔ پھر کوئی اقدام کریں گے۔ کانشان نے کہا اور پھر وہ کیسے فضا طے کے آل میں داخل ہو گئے۔

ہاں میں زیادہ تر میزیں خالی پڑی ہوئی تھیں اور اندر داخل ہوتے ہی انہیں دروازے کے قریب ہی ایک میز پر ارشد چوہدری بیٹھا ہوا نظر آ گیا۔ وہ ایک مشروب کی چکیاں لے رہا تھا۔ لیکن اس کی حرکات تیار ہی تھیں کہ وہ کچھ بے چین رہے۔

ارل جانسنی نے کانشان کو اشارہ کیا اور وہ دونوں ارشد چوہدری کے قریب والی میز پر بیٹھ گئے۔ دیگر کو انہوں نے دیکھی کے دوبالا لائے کا رڈ دیا اور پھر آل کے جائزے میں مصروف ہو گئے۔ ان میں موجود افراد اپنی اپنی میزوں پر بیٹھے خوش گپیں میں مصروف تھے۔ لیکن ان میں سے چند افراد کو انہوں نے خصوصی طور پر ارشد چوہدری کی طرف متوجہ دیکھا۔ ان میں سے ایک مارکس بھی تھا۔ زیر زمین دنیا مشہور پیشہ ور فائل۔ وہ کاؤنٹر کے قریب ایک میز پر بیٹھا چائے کر رہا تھا۔

دیگر نے ان دونوں کے سامنے دس کی جام لگا رکھ دیئے۔ ان دونوں نے اپنے اپنے جام اٹھائے۔

ابھی ان کے جام اڑھے ہی ہوئے تھے کہ اچانک دروازہ کھل گیا اور عمران اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حقائق کی جلوہ گری تھی۔

علیٰ ہذا تو ایک طرف رہا۔ فیثا غورٹ صحیح طرح نہ لکھا جاسکا نہ۔ اگر آپ کا سہ سجدہ فیثا غورٹ جیسا ہے تو پھر — عمران کی زبان چل پڑی۔

سنو عمران! — میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ اس کا جواب سچ سچ بتا دینا۔ یہ تمہارے اور میرے دونوں کے حق میں فائدہ مند رہے گا۔ ارشد چوہدری نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں قدرے آگے کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔

”اور تنخواہ کتنی ہوگی؟“ — عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”تنخواہ! — کیا مطلب؟“ — ارشد چوہدری چونک رہا۔

”آپ انٹرویو کرنے رہے ہیں۔ ظاہر ہے نوکری کے لئے انٹرویو دینے والوں کو تنخواہ کی نگر پتیلے ہوتی ہے۔“ عمران نے سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔

”اوہ! — میں تمہارا اشارہ سمجھ گیا۔ تم نکرہ نہ کرو۔ ہو سکتے تنخواہ تمہارے اقتدار سے بھی زیادہ ہو۔“ ارشد چوہدری نے پراسرار سے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی اجبر آتی تھی اور عمران کے لبوں پر غنیمت سی مسکراہٹ دیکھنے لگی۔

”سنو! کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ سپلائی فہرہ بارہ اور عمر ڈراڈ کے متعلق تمہیں اطلاعات کس نے دی تھیں؟“ — ارشد چوہدری نے وجہ سے ممکن انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں! — بالکل بتا سکتا ہوں۔ یہ تو بڑا آسان سا سوال ہے۔“ عمران نے یوں اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا جیسے ارشد

چوہدری کا سوال سن کر اس کے اعضاء سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

”تو بتاؤ۔“ ارشد چوہدری نے اشتیاق سے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دیرینے سفید کاغذ میں پیشی ہوئی کو کا کو لکی ٹھنڈی بوسل لکھ کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

ارشد چوہدری بڑی اشتیاق آمیز نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے بوسل اشعار کیوں آرام سے پینا شروع کر دی جیسے وہ یہاں آیا ہی کو کا کو لاپہنچے ہو۔

دل جالیں اور کاشاں چونکہ ساتھ والی میز پر بیٹھے تھے اور ان کی دہری توجہ ان دونوں کی طرف ہی تھی۔ اس لئے ان کی گفتگو ان کے کانوں تک پوری طرح پہنچ رہی تھی۔

”اکمل! — کتنی آتی ہے آپ کو؟“ عمران نے آدمی بوسل سپ کرتے کے بعد بڑے پراسرار سے لہجے میں ارشد چوہدری سے پوچھا۔

”کے چہرے سے اب بے یقینی نمایاں ہونے لگی تھی۔“

”گفتنی لینا۔ ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”اوہ! — کتنا۔“ — لیکن تم میرے سوال کا جواب دو۔“ ارشد چوہدری نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”آپ کے سوال کا جواب تو دے رہا ہوں۔ بس بارہ تک گنتے

باریں۔“ — باقی رہ گئی سپلائی۔ قریب باقاعدہ سانس لے رہا ہے۔ کچھ اسے اچھے

معنوں میں لیتے ہیں جیسے بھلی کی سہلائی وغیرہ۔ اور کچھ اے دور
معنوں میں لیتے ہیں۔ یعنی لیز سہلائی اور جسے ہم سہلا کر کہتے
ہیں۔ عمران نے ارشد چوہدری کو یوں سمجھا شروع کر دیا جیسے
استاد کسی کتہ ذہن بچے کو بھلتے ہیں۔

”اے! تو تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔“ ارشد چوہدری کے
پہرے کے عقلیات ٹیکٹوں سخت ہونے شروع ہو گئے۔

”اے! تو آپ پر مذاق رکھتے ہیں جسے اڑایا جاسکتا ہے۔
خوب۔ خدا کا نام اپنا مذاق۔“ عمران نے دوبارہ بوتل اٹھا
روئے کہا۔

ارشد چوہدری کی آنکھوں میں اب وحشت کی چمک ہی ابھری۔ اس
کا ایک ہاتھ جو اس دوران میز کے نیچے تھا تیزی سے اوپر کو اٹھا۔ اس
کے ہاتھ میں ریلو اور ایک لمبے کو چمکا کر میز کے دوسرے ہی لمحے عمران کے
ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل نے بھلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور ارشد
چوہدری کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی۔ بوتل ٹھیک اس کے ہاتھ
سے ٹکرائی تھی جس میں ریلو اور تھا۔ اور ریلو کے فرش پر گر گئے کے
دھمکے سے ہال میں بیٹھے ہوئے سب افراد بڑی طرح چونک پڑے۔

اسی لمحے عمران نے اپنا دامن سائیڈ پر چمک سی عروس کی اوپر چمک
کا احساس کرتے ہی اس کا جسم لاشعوری طور پر پیچھے کی طرف ہٹا اور اس
کے ساتھ سی سائیڈ کی کھڑکی کا شیشہ ایک چلنے کی آواز نکال کر اڑا
گیا۔ پھر ایک وقت دو پیش بند ہوئیں اور چتر مال میں جیسے جگہ گڑ
چم گئی۔ ایک چیخ تو عمران کے سامنے موجود ارشد چوہدری کے منہ سے

نکل تھی جو چیخا ہوا ایک دھمکے سے پہلو کے بل فرش پر گر گیا تھا۔ اور
دوسری چیخ اس نے اس سائیڈ سے نشی جبر سے اس نے گولی کی
جگہ عروس کی تھی۔ اور اسی لمحے عمران نے چارنگ لگا لی اور وہ دروازے
کے ساتھ پڑے ہونے سینٹ کے بڑے سے گلیے کی آڑ میں ریگ گیا۔
یہ کہ ہال میں اب مختلف سائیڈوں سے گولیاں چلنے لگی تھیں، یوں لگتا
تھا جیسے کینے کا ہال میدان کارزار میں لگا ہو کئی چیتھیں بند ہوئیں مگر
دوسرے لمحے ایک گر جدار آواز سنائی دی۔

”نمبر چار! پولیس۔“ سب ہاتھ اٹھائیں۔ یہ آواز سوز پڑی
کی تھی اور پھر کیفٹن طاہرین دس بارہ منٹ سا مچی بھرتے چلے گئے۔

کینے میں بیٹھے ہوئے بہت سے افراد وہیں ہوئے انداز میں اب
ستوروں۔ بڑے گھروں اور میزوں کے نیچے سے نکل رہے تھے۔
عمران بھی گلیے کی آڑ سے باہر آگیا۔ اس کی نظر میں ایک میز کے
نیچے سے برآمد ہونے والے ٹائیگر پر پڑیں۔ ہال میں اس وقت چار لاشیں
پڑی ہوئی تھیں ایک ارشد چوہدری کی۔ ایک سخت گیر جسے والے
آڑی کی جس کے متعلق عمران کا اندازہ تھا کہ اس نے عمران پر فائر کیا تھا
اور دو لاشیں غنڈہ ٹاپ دو اور افراد کی تھیں۔

”بیکہا جو رہا ہے عمران؟“ فیاض نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے
خست لہجے میں کہا۔

”کاوٹنگ۔“ یقینی لگتی۔ ابھی تک تو صرف چار تک ہوئی ہے
ارشد چوہدری کہہ رہا تھا کہ بارہ تک ہوئی چاہیے۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

• لیکن یہ چکر کیسے ہے ۔ سو پر فیاض نے اُلجھے ہوئے ہلے میں پوچھا۔

”چکر میں بیٹا ہوں۔ ڈیڑی کو تفصیلی پریسٹ دے دینا، ترقی ہو جائے گی۔ ارشد چوہدری نے مجھے یہاں بلایا تاکہ معلوم کر سکے کہ سو پر فیاض وہاں کیا کرنے آیا تھا۔ اور انکے پھر مشاہدے کیوں تہہ خاں کی تلاشیں لینے پر اصرار کیا تھا۔ جب میں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم تو اس نے مجھے گولی ماری چار سی۔ مگر میں نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی برٹل۔ عمران نے باقاعدہ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم اسے چھوڑو۔ وہ مجھے معلوم ہے۔ میں ہاتھ روم کے شیشے دیکھ رہا تھا۔ سو پر فیاض نے کہا۔
”اچھا۔ تو تمہیں ہاتھ روم کی حاجت ہو گئی تھی۔ واہ! بڑے بہادر ہو تم۔“ عمران نے کہا۔

”سرا۔ لوگ جاننے کی اجازت چاہتے ہیں۔“ ایک سب ایچ نے سو پر فیاض کے قریب آتے ہوئے کہا۔

”آن ٹی تلاشیں کرو۔ ان میں سے کوئی بغیر بیان دیتے باہر نہیں جاسکتا۔ اور سنا اٹھنے کو نون کیا ہے۔ سو پر فیاض نے تمکناہ لہجے میں کہا۔

”جانے دو سو پر!۔ ان پھاروں کا کیا قصور۔ یہ تو سب چلتے پیٹے آتے تھے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔“ ہانگر کہنے والے تو انہی میں سے ہیں۔ ان کے پاس رول اور نون گئے۔ سو پر فیاض نے چونکے ہوئے کہا۔

”مرنے والوں نے ایک دوسرے پر خانہ کی اور مر گئے۔ اور سو پر فیاض نے۔۔۔ مسئلہ صرف چند لوگوں کی گرفتاری نہیں ہے۔ اس کی جڑیں گہری ہیں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سو پر فیاض نے جہلمے خاموش رہنے کے بعد سر ہلادیا۔

”ٹھیک ہے۔ سب کو جانے دو۔“ سو پر فیاض نے سب انکسٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور چہرہ لاشوں کی طرف بڑھ گیا۔ سب انکسٹر کے اعلان کرتے ہی کیفے میں موجود افراد تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑنے لگے۔ چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر عمران کے قریب سے گزرا۔

”ارشد چوہدری کو جس نے گولی ماری ہے اس کا تعاقب کرو۔“ عمران نے سرگوشی کے ساتھ انداز میں کہا اور ٹائیگر سر ہلانا ہوا پیڑی گیٹ سے باہر نکل گیا۔

”اوہ!۔ یہ تو مار کہ ہے۔ مشہور پیشہ و قاتل۔“ سو پر فیاض نے اس آدمی کی لکاش کو سیدھا کرتے ہوئے چوک کر کہا جس کے مشتق نران کا آٹھیا تھا کہ ارشد چوہدری کا دار عالی جانے کے بعد اس نے عمران پر گولی چلائی تھی۔

”پیشہ و قاتل یا مقتول۔“ یاد! کبھی تو گزرتا پڑھ لیا کرو۔ مرنے کے اوجہ بھی یہ قاتل ہے۔“ عمران نے اس کے قریب جلتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

ارل جانسن اور کانٹائن بھی احاطت شدہ ہی تیری سے بیرونی گیٹ سے باہر آگئے۔ انہوں نے میز کے نیچے گھس کر اپنی جانیں بچا لی

یقین لیکن جو کچھ ہوا تھا وہ ان کی توقع کے برعکس ہوا تھا۔

اب کیا حکم ہے جناب؟ ان کے باہر نکلتے ہی ایک نوجوان نے ان کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

سب لوگ وہاں جا تین فوراً فی الحال مشن ملتوی۔ ارل جاہل نے سخت ہلچے میں کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

جس نے ارشد چوہدری کو گولی ماری ہے۔ تم اسے جانتے ہو؟ کانٹنٹن نے کار میں بیٹھ کر اسے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

ہاں! وہ پیش ہے۔ میں نے اسے پہچان لیا ہے۔ جانسن کا ہاتھ غنڈھے سے۔ وہ بچ کر نکل گیا ہے۔ ارل جانسن نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ یہ سب ایک منظم منصوبے کے تحت ہوا ہے۔ ارشد چوہدری، عمران کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اور اس نے اپنی امداد کے لئے مارکر کورساتھ دکھا ہوا تھا کہ اگر وہ ناکام ہو جاتے تو مارکر اسے قتل کر دے۔

ادھر میٹر ارشد چوہدری کے قتل کے لئے آیا ہوا تھا چنانچہ جیسے ہی عمران پر ارشد چوہدری کا وارنچا ہوا، مارکر مرنے لگی چلا دی۔

لیکن عمران بچ گیا۔ اسی لمحے کسی نے مارکر پر بھی ناکر دیا۔ اور میٹر نے ارشد چوہدری پر گولی چلا دی۔ البتہ وہ دو آدمی خواہ مخواہ بھاگنے کے سحر میں مارے گئے۔ کانٹنٹن نے کہا۔

لیکن مارکر کوس نے گولی ماری تھی۔ اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ ارل جانسن نے کہا۔

ہاں! وہ پیک نہیں ہو سکا۔ دلے وہ یقیناً عمران کا کوئی ساتھ ہوگا۔ کانٹنٹن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

میرے خیال میں اب جاہل مارکرٹ پیش ہونا چاہیے۔ ارشد چوہدری تو لیا اٹھ ہے۔ ارل جانسن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

جبکہ میرا خیال ہے کہ میں اپنا کام کرنے کا انداز بدلنا چاہیے۔ میٹر کو اغوا کرنے کے بجائے اس کی نگرانی کرنی چاہیے۔ کیونکہ میٹر ایک عام شخص ہے۔ اسے ایسا یقیناً اندرونی حالات معلوم نہیں ہوں گے۔ البتہ وہ اپنی مارکر لگی کی رپورٹ مشورہ کی کو دے گا۔ اس طرح ہم اہل آدمی کو تلاش کر سکتے ہیں۔ کانٹنٹن نے کہا۔

تھک۔ دیری گئے۔ بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ میں ابھی ہدایات دیتا ہوں۔ ارل جانسن نے کہا اور اس نے میٹ سے ایک چوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر ایک بیٹی دبا تے ہی ٹرانسمیٹر سے

بگنی سی سیٹی کی آواز نکلتی گئی۔

میں۔ ایچ۔ کیو۔ ون اسٹریٹنگ۔ اوور۔ ہندھنوں بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

ارل جانسن ہنگامہ۔ جانسن مارکر کے مشین کی کل نگرانی کراؤ۔ وہ کوئی

فائل کرے۔ اس سے کوئی ملے۔ سب کی نگہبانی کرنی چاہیے۔ ہر لحاظ سے کل نگرانی سمجھ گئے۔ اوور۔ ارل جانسن نے تھکانے سے

میں کہا۔

میں سر۔ اوور۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ارل جانسن نے

اوور اینڈ آئی کہ ہر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے

آئندہ نمایاں تھے۔

زمانی باتو۔ جو کہیں میں نے انکے شہادے سے کہہ نہیں سکتا۔
 ہاتھ اس کی رپورٹ پوچھ رہا ہوں۔ اور سنا۔ مجھے یہ بھی اطلاع
 تھی جسے کہ تم عمران کے فیلڈ گئے۔ وہاں کے مکمل کر تم نے
 بند کیا ہی دفتر کے منگوائے اور کیفے نشاٹ کی نگرانی شروع کر دی۔
 وہاں بھی وہاں پہنچا۔ اور پھر وہاں زبردست نازنگاہ ہوئی۔ چار
 افراد قتل ہو گئے جن میں ارشد چوہدری بھی شامل ہے۔ ارشد چوہدری
 لاہور آدمی ہے اس کا اثر و رسوخ حکومتی سطح پر بہت ہے۔ اس نے
 اس کا قتل فحشا اہم ہے۔ سر رحمان نے خود ہی تفصیل بتائی
 اور فیاض ہونٹ کاٹنے لگا۔ سر رحمان کی بات سے صاف ظاہر ہوتا کہ
 سر رحمان اس کی جہن نگرانی کر رہے ہیں۔ ورنہ انہیں ان باتوں کا کیسے
 علم ہو گیا۔

سر۔ یہ نشانیات کا بہت بڑا چکر ہے۔ بین الاقوامی چکر۔
 ارشد چوہدری بھی اس میں غوث ہے۔ ارشد چوہدری نے عمران
 کو کیفے نشاٹ میں بلایا کہ وہ اسے ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہے۔ عمران
 نے تجھے بلایا اور کہا کہ وہ خطہ محسوس کر رہا ہے۔ جس پر میں نے وعدہ
 کیا کہ اگر وہ اطلاع مجھے دے دے تو میں اس کی حفاظت کروں گا۔
 چنانچہ میں سپاہی لے کر وہاں پہنچ گیا۔ وہاں پہلے ارشد چوہدری نے
 عمران پر نازنگاہ کیا۔ لیکن عمران نے اس کے ہاتھ پر توکل مار کر دار
 مالی کر دیا۔ اس پر ایک پیشہ ور قاتل مار کر کہے عمران پر نازنگاہ
 لیکن عمران بچ گیا اور مار مار کر ارشد چوہدری کو دونوں کو گولی مار دی گئی دو
 لاکھ تو بھی اس نازنگاہ کی بد میں اگر ہلاک ہو گئے۔ میں نے تحقیقات

سو پو فیاض نے سر پر بھی ہوتی پی کیپ درست کی اور پھر
 پردہ اٹھا کر وہ سر رحمان کے کمرے میں داخل ہو گیا۔
 "میں سر۔" پو فیاض نے میز کے قریب پہنچ کر نہایت محتاط
 بیٹھے ہیں کہا۔
 "بیشو۔" سر رحمان نے ملشہ رکھی ہوتی نائل سے سراٹھاتے
 ہوئے سخت لہجے میں کہا اور فیاض ساٹھ رکھی ہوتی کرسی پر بیٹھا تو گجرا۔
 ایک سالگیا۔
 اسی تھوڑی دیر پہلے ہی پو فیاض دفتر پہنچا تھا کہ آتے ہی سر رحمان
 کا بلاوا آگیا تھا۔
 کیا رپورٹ ہے؟ سر رحمان نے ہڈ بٹ لہجے میں پوچھا۔
 "رپورٹ؟" جناب ابھی میں نے رپورٹ سرتب نہیں کی۔ یہ
 ابھی دفتر پہنچا ہوں۔" فیاض نے بوکھلاہٹ سے ہوتے لہجے میں کہا۔

کر لی ہے۔ وہ دونوں غیر متعلق آدمی ہیں۔ سو پر فیاض نے اس صورت حال کو دیکھتے ہی حق میں موڑ کر بیان کرتے ہوئے کہا۔

”یہ نشانیات والی بات جہتیں کس سے بتاتی تھی۔ کوئی اکیلو ہے

تہا رہے پاس۔“ ہر سر رحمان نے چند لمحے سوچنے کے بعد پوچھا

ایک لمحے کے لئے تو فیاض بوکھلا گیا۔ کیونکہ اس کے پاس تو کوئی

کیلو نہ تھا۔ یہ بات، اُسے عمران نے بتائی تھی۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اگر

اس نے سر رحمان کے سامنے عمران کا نام لے دیا تو وہ جھٹکے سے

اکھڑ جائیں گے۔

سر۔ ارشد چوہدری نے خود عمران کو فون پر یہ بات بتائی تھی۔

وہ بین الاقوامی منشیات کے ایک گروپ کے متعلق اطلاع دینا چاہتا تھا۔

فیاض نے فوراً ہی بات نہایت ہونے کہا۔

”ہونہ۔ تو اسی لئے ارشد چوہدری کو قتل کر دیا گیا ہے۔

ارشد چوہدری نے عمران پر نشانہ کیوں کیا۔؟ اس بات کو کہاں ایڈجسٹ

کر دے گا۔“ اس بار سر رحمان نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

سر۔ ارشد چوہدری نے عمران کو کہا تھا کہ وہ چونکہ اس کے

راز سے واقف ہو گیا ہے۔ اس لئے رقم کے خلاف موش رہے۔ لیکن

عمران کے الحار پر اس نے عمران کا نام نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ارشد

چوہدری اپنی مدد کے لئے پیشہ ور قاتل مارکر کو ساتھ لے گیا تھا۔ لیکن شہ

اس کے گروپ والوں نے دونوں کو قتل کر دیا۔ وہ یقیناً عمران کو بھی

قتل کر دیتے۔ لیکن میرے پہنچ جانے کی وجہ سے وہ اپنے مقصد میں

کامیاب نہ ہو سکے۔“ فیاض نے کہا۔

”اوہ۔ کیا کہہ رہے ہو۔ عمران ارشد چوہدری کے راز سے

بہت ہے۔ سر رحمان نے چونکہ تمہارے کہا۔ ان کے چہرے

عجیب تاثرات تھے۔

میرا آئیڈیا ہے سر۔ فیاض نے بات نہانے کی کوشش کرتے

ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ ورنہ عمران کو قتل کرنے کی کوشش

بہت ہی بوجاز نہیں ہوتا۔ ہر حال تم ایسا کہو کہ عمران سے اس راز کو

چھپا کرو۔ یہ معاملہ اتنا سادہ نہیں جتنا نظر آرہا ہے۔ پہلے جو

کچھ مکمل ہوئے۔ وہ اور لگا ہار سے نکلتے۔ اور اب اور لگا ہار کا ٹکٹ

ارشد چوہدری مارا گیا۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ کوئی گھڑ چکر چل

رہا ہے۔ سر رحمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

سر۔ آپ حکم دیں تو لوہ لگا ہار کی مکمل تلاش کرنے کی جاتے۔ شاید

کوئی اکیلو مل جائے۔“ فیاض نے جرات کرتے ہوئے کہا۔

اب وہاں کیا رکھا ہوگا۔ ایسے لوگ اپنے ویسے نشان نہیں چھوڑ

تے۔ اس سے میجر کو معلوم ہو سکتا ہے۔ شاید وہ کسی حد تک اس

پکڑ میں غوث ہوئے۔ سر رحمان نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر خیاب۔“ سو پر فیاض نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیسی یہ کام جلد اور جلد ہونا چاہیے تاکہ میں اعلیٰ حکام کو کوئی حد تک

اطمینان دے سکوں۔“ سر رحمان نے کہا اور دوبارہ فائل کھول لی جسے

انہوں نے بند کر دیا تھا۔

”یہ سر۔“ فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا اور سلیوٹ مارکر وہ مڑا

اور تیز قدم اٹھاتا سر رحمان کے کمر سے نکل کر اپنے دفتر آ گیا۔

اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ سر رحمان نے اُسے عریان کو لڑکے کے لئے خود ہی کہہ دیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اُسے خوشی تھی کہ اسے وہ ٹوٹی سے اپنی پہلے والی بے عزتی کا بھڑپور انتقام بھی ملے سکے۔
"سر میں حاضر ہو سکتا ہوں۔" ایک دروازے پر ایک آواز آئی وہی آدمی جو سوپر فیاض جو آنکھیں بند کئے بیٹھا سوچ رہا تھا یہ چونک پڑا۔

"اوہ بشر تم آؤ۔" فیاض نے دروازے پر کھڑے ایک لباس میں ملبوس اوجیز عمر آدمی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور وہ آہستہ آہستہ اٹھاتا اس کے سامنے کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

فیاض کے چہرے پر ایشیہ کو دیکھ کر خوشی کی بجائے غلاف تو نرمی کے آثار ابھر آئے تھے۔ کیونکہ بشر ایک بہت اچھا بھلا تھا۔

"سر! میں ایک اہم اطلاع دینے حاضر ہوا ہوں۔" اوجیز نے سرگوشیاں بچھتے ہوئے کہا۔

"اطلاع! کیسی اطلاع؟" سوپر فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"سر! وہ آدمی جسے مرگ پر قتل کیا گیا تھا وہ ایک ایسے شخص کے ملا تھا جو پرزور زمین دیا میں ایک مشکوک شخص ہے۔" بشر نے آواز اٹھا کر سے باخبر نکل گیا۔ اس کے چہرے پر ایسے آثار نمایاں تھے جیسے وہ فیاض کی نمائندگی پر خاصا سہم گیا ہو۔ اور اس کی یہ حالت تھا۔ فیاض نے اسے جھٹکے ہوئے کہا۔

"میں سر! میں نے خفیہ تحقیقات کیں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ بلی سے ملا تھا۔ جو امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار کرتا ہے۔ لیکن اس سے اکثر مشکوک افراد ملتے رہتے ہیں۔ اور شاید اسی سے ملے پھر سے لاگ ہیں اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا گیا ہے۔ میں نے سوچا کہ ڈبی کی شگوائی کر دوں۔ لیکن ڈبی بے حد بار بار آدی ہے اس لئے آپ کی اجازت مندرجہ تھی۔" بشر نے کہا۔
"ڈبی! تم اس ڈبی کی بات کر رہے ہو جس کا دفتر ایکٹو ریڈ ہے۔" فیاض نے کہا۔

"میں سر! وہی سر! بشر نے جواب دیا۔

"میرے خیال میں تمہاری عقل پر اب چرنی چڑھنا شروع ہو گئی ہے۔" احمق آدمی! ڈبی مش کوک آدمی نہیں ہے بلکہ ہمارا اس آدمی سے۔" سمجھتے۔ فیاض نے انتہائی سخت لہجے میں

ہاں اس کی تیریاں چڑھنا شروع ہو گئی تھیں اور لکیر کو دیکھ کر اس نے چہرے پر جو نرمی آئی تھی وہ اب غائب ہونا شروع ہو گئی تھی۔

"وہ سر! آپ کا خاص آدمی۔" سر! وہ تو پرزور زمین دیا میں ہاں بنام اور مش کوک آدمی ہے۔" بشر نے چونکے ہوئے کہا۔

"سنو احمق آدمی! میں مشکوک سے تمہیں خبری کا اچھا معاوضہ اس نے نہیں دیا تھا۔ تم اسے ہی آدمیوں کی خبری شروع کر دو گت آؤ۔" فیاض نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور بشر کو کھٹکراٹھا اور تیز تیز

نہا اٹھا کر سے باخبر نکل گیا۔ اس کے چہرے پر ایسے آثار نمایاں تھے جیسے وہ فیاض کی نمائندگی پر خاصا سہم گیا ہو۔ اور اس کی یہ حالت

تھی جی درست۔ کیونکہ وہ ابھی طرح جانتا تھا کہ فیاض کی وجہ سے ہی باقی خبروں سے دوگنا جگہ بعض اوقات میں گنا معاذ اللہ وصول کر لیتا ہے۔
 "اچھا! ابھی! ابھی! جس سے گذرا ہو رہا ہے۔ اسی کی گردن ہلا۔
 کا مشورہ دے رہا ہے۔ فیاض نے غصیلے انداز میں بڑھا دیا۔
 کہا لہر چل اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اٹھایا اور غور و خفا سے شروع کر
 لیا۔ "اسپورٹس ایجنسیرٹ کارپوریشن"۔ "لابھ فاقم ہوئے ہی"۔
 طرف سے آواز سنائی دی۔
 "سپرنٹنڈنٹ فیاض بول رہا ہوں۔ مشرفی سے بات کراؤ۔"
 فیاض نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری سر۔ وہ اس وقت دفتر میں موجود نہیں ہیں۔
 دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اچھی آدھی!۔ وہ جہاں بھی ہے اسے تلاش کرو۔ اور یہ
 کہو کہ وہ فوراً مجھے فون کرے۔ ورنہ اس کے اتھوں میں کسی بھی لمحے جھکاؤ
 پڑ سکتی ہیں۔" فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بہتر سر۔ ٹھیک ہے سر۔" پی۔ اے نے گھبراتے ہوئے
 میں جواب دیا اور فیاض نے ایک جھلکے سے ریور رکھ دیا۔ ریور رکھ کر
 فیاض نے چپڑاسی کو بلانے کے لئے گھنٹی بجائی۔

"لیس سر۔ وہ وارے میں سے چپڑاسی نے جھانکتے ہوئے موتا
 لہجے میں کہا۔

"انسپیکٹر خالد کو بلاؤ۔" فیاض نے نہ جانے کھانے والے لہجے
 کہا اور چپڑاسی اس کا موڑ دیکھتے ہی فوراً غائب ہو گیا۔

پندرہ گھنٹوں بعد ایک بڑی بڑی مونیٹوں اور قوی الجھت فوجوان اندر داخل
 وارا اس کے چہرے سے ہی سخت گہری عیاں تھی۔

"کیا حکم ہے جناب۔" انسپیکٹر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے
 راج کا جین چراغ رنگڑنے والے سے پوچھتا ہے۔

"اور کیا باد کے منیر ٹوٹی کو بلاتے ہو۔" انسپیکٹر نے کہا۔

"لیس سر۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ بڑا غلط آدمی ہے۔ کسی کو گھاس
 یا نہیں ڈالتا۔ پرسوں میں اپنے دوستوں کے ساتھ وہاں گیا تو اس نے

بٹ ویش سے ہی انکار کر دیا۔ میں نے آپ کا نام لیا۔ اپنا تعارف
 دیا لیکن اس نے گھاس ہی نہیں ڈالی۔" انسپیکٹر خالد نے شکایت

رہتے ہوئے کہا۔
 "اچھا۔ اس کی یہ جرات۔ منو! اسپاہی لے کر جاؤ اور اسے

ہلکے پہاں حید کو کارٹے آؤ۔ ملدی۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ چہرے میں
 لپکتا ہوں کہ وہ میرا نام سن کر تھوہیں گھاس کیسے نہیں ڈالتا۔" فیاض

نے ٹپے ناغراں لہجے میں کہا۔ اب ظاہر ہے وہ اپنی بات تو انسپیکٹر کو د
 بانگتا تھا کہ اس نے یہی سونگ اس کے ساتھ ہی کیا ہے۔

"لیس سر۔ مگر وہ گرفتاری کا وارنٹ۔" انسپیکٹر خالد نے
 لہجے ہوئے کہا۔

"وارنٹ! کیا تمہاری عقل ان مونیٹوں نے تو نہیں کھالی اچھی آدمی
 وارنٹ کو عدالت سے ملے ہیں۔ اور عدالت تک اسے پہنچانے کے

لئے تو تم اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں۔ بس تم اسے اٹھا لاؤ۔"
 فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

بچے میں کہا۔

”اوه! آپ کو پہلے کبھی انکار کیا ہے۔ لیکن یہ تو بہت بڑی رقم ہے۔ بہر حال بندوبست کروں گا۔ لیکن واپسی کا بندوبست ذرا غریبی ہونا چاہیے۔ اور ہاں! وہ آپ کے دوست ہیں غلام صاحب ان کا کیا حال ہے۔ سنا ہے کہ کیسے نشاط میں ان پر نازنگ کی گئی تھی۔ ڈربئی نے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا۔؟ فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔
”جیسے آپ کے مخبر ہیں۔ ایسے ہی ہم لوگوں نے جن اپنے بچاؤ کے لئے کچھ نہ کچھ بندوبست کر رکھا ہوتا ہے۔ ڈربئی نے جواب دیا۔
”ہاں! لیکن نازنگ کرنے والے خود ہی ہلکا ہو گئے۔ فیاض نے جواب دیا۔

”فیاض صاحب! اگر آپ رقم میں کچھ رعایت کر دیں تو آپ کو ایک اہم اطلاع دوں۔؟ ڈربئی نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔
”اطلاع! کیسی اطلاع۔؟ فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
”پہلے آپ وعدہ کریں کہ رقم میں رعایت ہوگی۔“ ڈربئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم سناؤ تو سہی۔ ہو سکتا ہے کہ میں کسی اور جگہ سے بندوبست کر لوں اور تمہیں تشکیل دے دوں۔ گھر شرط یہی ہے کہ اطلاع فائدہ مند ہو۔ فیاض کے جواب دیا، بس نے جہاں بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا کیونکہ بہر حال وہ مجرموں کی اتنی نفسیات تو جانتا تھا کہ وہ رقم کے لالچ میں بہت کچھ بنا سکتے ہیں۔ اور رقم کا کیا ہے ایسے مجرم تو گھر سے کی پھیلیاں ہوتی ہیں۔ بعد میں

”اوه شک ہے سر۔ میں سمجھ گیا۔“ انسپکٹر خالد نے کہا ان سلام کر کے وہ تیزی سے واپس مرونگا۔
اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور فیاض چونک کر سو رہا اٹھا۔
”سو رہا فیاض سپیکنگ فرام ٹیلیفون جو رد۔“ فیاض نے بڑے تشکلاتہ بچے میں کہا۔

”ڈربئی بول رہا ہوں فیاض صاحب! مجھے اطلاع ملی ہے کہ مجھے باؤنڈ ہوتے ہیں۔ حکم۔ دوسری طرف سے ایک بے شکلف آواز سنائی دی۔

”ڈربئی! اب تم مشکوک ہوتے جا رہے ہو۔ ابھی مجھے ایک بڑے اطلاع دی ہے کہ لاگابین اُداس کے ساتھیوں کے قتل کا تمہارا ہاتھ ہے۔ کیا خیال ہے۔“ جیجیوں اپنے آدمیوں کو۔ بڑے نے بڑا سامنے بنائے ہوئے کہا۔

”لاگابین اُداس کے ساتھی۔ اور قتل۔ اسے فیاض صاحب کیوں غافل کر رہے ہیں۔ میں نے تو زندگی میں کبھی چڑا کیسے کچھ کرنا قتل نہیں کیا۔ آدمی کہاں سے مارو گا۔ میں تو سیدھا سادہ کاٹا آدمی ہوں۔ ویسے آپ کا خاتم ہوں۔“ ڈربئی نے خنجر بچے میں کہا۔
”دیکھو! اپنے آپ کو سنبھال لو۔ حالات بہت خراب ہیں۔ سنو! مجھے ایک ضروری کام کے لئے کچھ فالو ور کم کی ضرورت ہے۔ نہیں۔ صرف پچاس ہزار۔ کیا خیال ہے ہو سکتا ہے بندوبست نہیں لانا دی جائے گی۔ اوجھار لینا چاہتا ہوں۔“ فیاض نے قد سے

بھی وصول کی جاسکتی ہیں۔

تو سنیے فیاض صاحب! ارشد چوہدری جس نے عمران پر نظر کیا اور اس کا ساتھی مذکور دراصل ایک بین الاقوامی تنظیم کی وجہ کے رکن تھے اور اصرار کیا کی طرح کی تنظیم ہے اور پورے یورپ اور انگریزیا میں اس نے مافیائے کے مقابلے میں اپنی شاخیں چھلار رکھی ہیں۔ وہ منشیات کا دھندہ کرتے ہیں اور انہوں نے منشیات میں ایک جدید ترین ایجاد کی ہے جسے ٹریکے کا تر کہا جاتا ہے۔ کوڈورڈز میں اسے ٹی۔ ایف بھی کہتے ہیں۔ ٹی۔ ایف کی سپلائی سے مافیا کا پلہ کمزور ہو رہا ہے۔ اور پھر یہی کہ ٹی۔ ایف کی لیبارٹری میں پاکستان میں قائم کی گئی ہے۔ لانگ میں اور اس کے ساتھی اسی ٹی۔ ایف کا فارمولا حاصل کرنا چاہتے تھے۔ وہ مافیائے کے آدمی تھے چنانچہ ڈاؤنر نے انہیں مکمل کر دیا۔ پھر چونکہ عمران اور آپ اور بیگم بابر میں تھے اور ارشد چوہدری سے ملے۔ اس سے ڈاکٹر عظیم شکر کو برکتی چنانچہ انہوں نے ایک بلاگنگ کی کہ ارشد چوہدری کے اختیار عمران کو مراد یا جاتے۔ اور بعد میں ارشد چوہدری کو بھی ختم کر دیا جاتے کیونکہ ارشد چوہدری نے عمران میں آچکا تھا۔ لیکن عمران تو بڑی لگی البتہ ارشد چوہدری اور مذکورہ جو شاید ارشد چوہدری کے قتل پر مامور تھا، مارے گئے۔ ڈرٹی نے انتہائی تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

لیکن تمہیں یہ سب معلومات اتنی تفصیل سے کیسے مل گئیں؟

فیاض نے حیرت جیسے لہجے میں کہا۔

میں نے پہلے بتایا ہے کہ ہم نے بھی اپنے بھائی کے لئے بندوبست کر رکھا ہے۔ بریز زمین دیا کے واقعات سے واقف رہنا ہی جاری زندگی

ہے۔ بہر حال یہ اطلاع کیسی رسی۔ ڈرٹی نے کہا۔

تم نے بہت اچھی اطلاع دی ہے۔ لیکن سنو! مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ مرنے سے پہلے لانگ میں نے تم سے ملاقات کی تھی وہ تم سے کیوں ملا تھا؟ فیاض نے کہا۔

اوہ! آپ کو یہ اطلاع مل گئی۔ آپ واقعی بے حد کامیاب افسر ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ لانگ میں مافیا کا نامندہ بن کر میرے پاس آیا تھا۔ اس نے مجھے مافیا کی طرف سے آفرینے کی کوشش کی تھی کہ اگر میں ٹی۔ ایف کا فارمولا حاصل کر کے انہیں دوں۔ یا اس کام میں ان کی مدد کروں تو وہ مجھے لمبی رقم دلا دیں گے۔ لیکن میں نے مذمت کر لی۔ کیونکہ میں ایک چھوٹا سا مجرم ہوں۔ میرے پاس وسائل ہیں اور نہ ذاتی طور پر وہ کہیں بڑی غلطیوں کے پچھ میں مبتلا ہوں۔ اس لئے میں نے اسے صاف جواب دے دیا۔ ڈرٹی نے کہا۔

تم نے اچھا کیا۔ بہر حال تمہارا شکریہ! اب میں خود اس ڈاکٹر کو دیکھ لوں گا۔ فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن ایک بات کا خیال رکھیں کہ میرا نام کسی قیمت پر بھی درمیان میں نہ آئے۔ ورنہ یہ خوفناک تنظیمیں مجھے چوٹی کی طرح پھیل دیں گی۔ آپ کی بات اور ہے۔ آپ سرکاری افسر ہیں۔ آپ پر اچھا ڈالنے ہوئے وہ ہزاروں ذبح ہو چکے۔ مگر مجھے تو انہوں نے ایک سیکنڈ میں ہلاک کر دیا ہے۔ ڈرٹی نے سمجھ ہوئے لہجے میں کہا۔

تم بے فکر ہو۔ تمہارا نام کسی صورت میں بھی سامنے نہیں آئے گا۔ البتہ اگر تم میری مزید مدد کرو۔ تو میں تمہیں لازماً رقم بھی چھوڑ سکتا ہوں۔

کہ مجھے دقت تو ایسی اطلاعات مہیا کر کے رہنا۔ فیاض نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب!۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن پلینر۔ عمران کے سامنے بھی یہ سنا نام آئے۔ وہ چیخوٹوگ آدمی ہے۔ ایسا نہ کہہ کر مجھے بھی وہ پکڑ لے۔" ڈربی نے کہا۔

"ایک بار کہہ دیجے کہ بے فکر رہو۔" فیاض نے اس بار سخت ہلچل میں کہا۔

"اچھا جناب!۔ اب اجازت۔" دوسری طرف سے ڈربی نے مٹھن بچے میں کہا اور فیاض نے اوپر کے کمرہ کا رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ مسرت سے شرع ہو رہا تھا۔ اسے ایک اہم ترین کیلو مل گیا تھا۔ ایسا کیلو جس کے ذریعے وہ ایک بہت بڑی تنظیم پر ہاتھ ڈال سکتا تھا۔

"میں اندر آسکتا ہوں جناب۔" اچانک اس پکڑ خالہ کی آواز دروازے سے سنائی دی اور فیاض چونک پڑا۔

"اوہ!۔ تم آگئے۔ آئے توئی کو۔" فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب!۔ دم توڑنے سے غائب ہے۔ اس کی رائٹس گاہ بھی خالی پڑی ہے اور کسی کو اس کے بارے میں علم نہیں ہے۔ میں نے اسے بہت تلاش کیا لیکن وہ نہیں مل سکا۔" الیکٹر خالہ نے ڈھیلے پیچے میں کہا۔

"تمہارے شکے جو۔ بس سوچیں پالنے میں لگے رہتے ہو۔ دن ہو جائے۔" فیاض نے انتہائی مٹھیلے پیچے میں کہا اور الیکٹر خالہ کندھے

پر ہلکے دھپس چلا گیا۔

اب فیاض بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس کیلو سے کس طرح فائدہ اٹھائے۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ ٹوٹی سے ذریعہ وہ آگے بڑھ سکتا ہے۔ لیکن اب کیا کرے۔ کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی اور وہ اسے اہم کیلو کو ضائع بھی نہ کرنا چاہتا تھا۔

سوچ سوچ کر آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس مسئلے میں عمران سے مدد لی جائے۔ اب چونکہ سرجمان نے بھی اسے عمران سے مدد لینے کی اجازت دے دی تھی اس لئے اب اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ "ہیلو!۔ کس کی زبان میں کھلی آہنی ہے۔" رابطہ قائم ہونے ہی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"فیاض بول رہا ہوں میرے پاس!۔ تمہارے ایک اہم اطلاع ہے۔" فیاض نے پیچے کو تجیدہ اور ابدقار بنا کر ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔" کیا جیسی کو طلاق دے دی ہے۔ لیکن ہا۔ یہ تو برا نظم ہے اور ظلم اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ اب تم کیلیم کی بجائے صابن کی گولی کھا لو تو اس میں اس بے چاری کا کیا قصور۔ اب اس بے چاری نے سنا دی ہے پیچے تمہارا دماغی معائنہ تو نہ کر رکھا تھا۔ عمران کی زبان قیچی کی طرح چل پڑی۔

"بھجواس مت کرو۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ ارشد چوہدری نے تمہیں گولی کیوں مارنا چاہی تھی اور چھ ارشد چوہدری کو کیوں قتل کیا گیا ہے۔" فیاض نے اکڑے ہوئے پیچے میں کہا۔

”اچھا! یہ تو واقعی انتہائی اہم انکشاف ہے۔ کسی یونیورسٹی کو
جھوٹا دے۔ وہ یقیناً تمہیں ڈاکٹر کیٹ کی ڈگری دے دیں گے۔“ عمران
نے لاہر واہ سے لہجے میں جواب دیا۔
”تم اپنی جگہ اس سے باز نہیں آؤ گے۔ یہ ملک میں لاکھوں نامی تنظیم کا
چکر ہے۔ مافیا کی جھڑکی تنظیم۔ میں نے سوچا کہ تمہیں بھی تادوں۔
آخر تم میرے دوست ہو۔ درندہ تم جانتے ہو کہ یہ ایک سرکاری راز ہے۔
فیاض اور زیارہ کا کر لگا۔
”مافیا کی فکر۔ اچھا نام ہے۔ میرے خیال میں میں ڈیڑی سے کہوں
کہ تمہیں چند روز کے لئے شفا خانہ ذہنی امراض کی میر پر جھو ادیں۔“ عمران
نے ہنستے ہوئے کہا۔
”تم مذاق سمجھ رہے ہو۔ تمہاری مرضی۔ میں خود ہی اس تنظیم کو تلاش
کر لوں گا۔“ چھر مچھ نہ کہنا۔ فیاض نے کہا۔
”بالکل نہیں کہوں گا۔ یہ ٹکڑا پتہ کے نام والی تنظیم مجھے پسند نہیں
اب کون بیٹھوں کی طرح سرگرم بنا چھوے۔“ عمران نے کہا۔
”ٹھیک نہیں۔ اس کا نام واضح ہے۔ منشیات میں ملوث بین الاقوامی
تنظیم ہے۔ اور اس نے ٹرینجے فائرنگ کی سی بارش پکڑیا میں ہی کھول
رکھی ہے۔“ فیاض نے حوش میں آکر تنظیم کا نام اگل دیا۔
”ٹرینجے فائر۔ اسے محض فائر تو ہوتا ہے۔ یہ ٹرینجے فائر کیا ہوا؟
کیا نئی ڈکٹری لکھتی شروع کر دی ہے؟“ وہ دوسری طرف سے
عمران کی آواز پر مضحکہ اڑانے والی تھی۔
”تم دعویٰ تو کرتے ہو کہ اسٹورڈیو یونیورسٹی میں پڑھنے کا۔ اور ٹرینجے فائر

ہا مطلب بھی نہیں جانتے۔ مجھے تمہاری ڈگریاں چب کرانی پڑیں گی۔
آج مجھے خیال آ رہا ہے کہ یہ یقیناً جعلی ہوں گی۔ ٹرینجے فائر اس فائر کو
کہتے ہیں جو کسی کو کاشن دینے کے لئے آسمان پر کیا جاتا ہے اور تارے
کی طرح چمکتا ہے۔“ فیاض نے استادوں کی طرح باقاعدہ تشریح
کرتے ہوئے کہا۔

”اچھا اچھا۔ تو اب تم ستارہ بن کر آسمان پر چمکانا چاہتے ہو۔ زیادہ
ٹی۔وی میں چلے جانے بغیر آسمان پر گتے ستارہ بن جاؤ گے۔ لیکن
یہ لیڈ ٹری کا کیا مطلب۔ کیا اب مجرموں نے آرڈیننس نیکی کی کھول لی
ہے۔“ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

”ٹرینجے فائر منشیات کی ایک جدید قسم کا نام ہے۔ اصل فائر نہیں۔
عرف عام میں اسے ٹی۔ایف کہتے ہیں۔ اور ارشد چوہدری فوجی کارکن تھا
اور اورنگ آباد سے باہر نکل کر قتل ہونے والے مافیا کے ایجنٹ تھے۔ اس
نے انہیں قتل کر دیا گیا۔“ فیاض نے معلومات کا پورا پورا فائدہ اٹھاتے
ہوئے کہا۔

”جی کمال ہے۔ گھر بیٹھے بیٹھے ابہ سوری اور فریٹھے بیٹھے
سدا کیس حل کر لیا تم نے۔ واہ! اسے کہتے ہیں کارکردگی۔ ٹیڈی
کو رپورٹ لکھ کر دے دو۔ تمہیں محسن کارکردگی تو مل ہی جائے گا۔“
عمران نے کہا۔

اور ثبوت کہاں سے لاؤں گا۔“ فیاض نے پہلی بار رو دینے
والے لہجے میں کہا۔

”اا!۔ یہ بات سوچنے کی ہے۔ ایسا کر کہ دو چار عادی نشہ باز

کی پاکیزگی میں قائم رہا۔ بارش نے اسے چوڑا کیا دیا تھا اور وہ سورج
 کو اگر واقعی فیاض کی معلومات درست ہیں تو پھر یہ کیسی اٹھنے
 کے بس کا درگ نہیں ہے۔ اسے سلطان کو کچھ کر سیکرٹ
 کو منتقل کرنا پڑے گا۔

”بڑے دونوں بعد آج چکر لگا ہے۔“ عمران بتاتے ہیں۔
 کے خصوصی کرے میں پہنچا تو بیکس فروٹے اُٹھ کر استقبال کرتے
 کیا کروں۔ چکر ہی اتنا بڑا تھا کہ بڑے دن لگ گئے۔
 نے سکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

”اچھا۔“ پھر کوئی چکر شروع ہو گیا ہے۔“ بیکس
 ”اجنی شروع تو نہیں ہوا۔“ البتہ سو فیاض لیکر کر رہے
 میں بیٹھ بیٹھ ڈی اہم معلومات حاصل کر رہا ہے۔ کبھی
 کا نام آتا ہے تم نے۔“ عمران نے کہا۔

”ڈاٹر گروپ۔“ نہیں۔ ایسا تو کوئی نام میرے علم میں نہیں
 بیکس ڈیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”تو علم حاصل کر ہی لیا کرو۔“ ڈاٹر سلطان سے فون ملنا۔
 نے کہا اور بیکس ڈیرو نے رسیور اٹھا کر فون پر فائل کرنے شروع کر
 رابطہ قائم ہونے ہی اس نے رسیور عمران کی طرف ڈھالنا۔
 ”جناب جیڈ کنگ صاحب۔“ سننے کے آجکل کنگ
 سگریٹ بہت فروخت ہو رہے ہیں۔ کہیں یہ آپ کی کمپنی نے
 بنائے۔“ عمران نے کہا۔
 ”اوہ تم۔“ یہ بیٹے بیٹے نہیں کیا سوچتی ہے۔ کیا

تے میں ہی رہ گیا ہوں۔“ سلطان نے جھنجھلا کر ہونے بلجے
 اچھا تو حیدر میں دماغ بھی ہوتا ہے۔ کمال ہے۔ یہ ایک نیا
 ان ہے۔ میں نے تو سنا تھا کہ سر کا خطاب صرف انہیں دیا
 ہے جن کے پاس بس سر ہی ہوتا ہے۔“ عمران نے کہا۔ اور
 ان طرف سے سلطان نے بے اختیار ہنس پڑے۔
 تم سے باتوں میں جتنا ناممکن ہے۔ بہر حال بولو! ایکے فون
 سلطان نے کہا۔

”تم نے لیجئے۔“ میں نے نہیں کیا۔ یہ اپنے طاہر صاحب ہیں نا۔
 فیصلے رہتے ہیں۔ کام دھندہ تو ہوتا نہیں۔ اس لئے انگلیوں
 نہیں ملنے کے لئے نہ تو اکل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں تو بڑا
 دلت آدمی ہوں۔ اب جیک سلیمان کی شکر دینی اختیار کر رکھی ہے۔ تجربے
 نے میں اچھے اچھے کھانے مل جاتے ہیں۔“ عمران کی زبان پل پڑی
 ”تو پھر تم کھانے کھاؤ۔“ میں فون بند کر رہا ہوں۔“ سلطان نے
 اسے بلجے میں کہا۔

”ارے ارے یہ غلام نہ کیجئے۔“ ورنہ طاہر کی انگلیوں کو دو بار نکلیں
 پڑے گی۔ اچھا یہ بتا دیجئے کہ اذری لگا کر اسے ارشد چوہدری سے
 فون میں آپ۔“ عمران نے کہا۔

”ارشد چوہدری جو قتل ہو گیا ہے۔“ ہاں اچھی طرح واقف ہوں۔
 سلطان نے چوتھے ہوئے کہا۔

”کیا آپ یہ بتا سکیں گے کہ اس کی دوستی سب سے زیادہ کس سے تھی؟“

عمران نے یوں پوچھا جیسے باقاعدہ انٹرویو لے رہا ہو۔
 "سب سے زیادہ دوستی مجھے تو معلوم نہیں۔ بس اب اتنی نامرغبتی کرنے کا تو حق ہے۔" عمران نے منہ بانٹتے
 کے فنکشنوں میں اس سے ملاقات ہو جاتی تھی۔ سر رحمان سے کہے۔

کی اچھی خاصی دوستی تھی۔ ارے الہ آباد آیا۔ ناز کوکب پیرو کے۔ ہونہ۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی کوئی کام شروع ہو گیا ہے
 جیل سے بہت گہرے تعلقات تھے اس کے۔ ایک بار ڈاکٹر پروردی کا تعلق ڈاکٹر پروردی سے تھا۔ وہ بیک ریو اصل
 کی بیٹی کی شادی پر میں نے اُسے اس انداز میں دیکھا تھا جیسے اس کا تعلق میرے لئے بدبار کو شش کر رہا تھا۔
 بیٹی کی شادی ہو۔ سلطان نے جواب دیا۔

"گوہر رشید کی بات کر رہے ہیں آپ؟" عمران نے کہا۔
 "ہاں بالکل۔ لیکن سنا لیا ہے؟" سلطان نے کہا۔
 "جولیا سینگ؟" چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔
 "اچھا تو ایسے ہی ہے۔" عمران نے بے خیالی کے ساتھ بھجے میں
 بھرے بھجے میں پوچھا۔

وہ میرے حق میں وصیت لکھ سکتے ہیں۔ اور سنا ہے کہ وہ
 ان کے کسی گھر سے دوست کے پاس موجود ہے۔ اُسے تلاش کر
 ڈیڑی کا انتظار کئے بغیر میں بھی صاحب جانیدو کہلا سکوں۔
 نے کہا۔

"اصل بات تباؤ۔ پکیزہ دو۔" سلطان نے کہا۔
 پکیزہ پر ہی تو ساری دنیا قائم ہے۔ اور ملک کا ورثان کا
 نشان ہی وہ پکیزہ ہے۔ اچھا لڑائی! میرے خیال میں ہم
 مصروف آدمی ہیں۔ لیکن مجھے کم چھ ملاقات ہو گئی۔
 نے کہا اور سر پرورد رکھ دیا۔

یہ ارشد چوہدری کا کیا مسئلہ ہے؟ بیک ریو
 "میرا بالکل تھا۔ لیکن میرے جیسا جیسا کہ کسی کو پسند آ
 "نہیں عمران صاحب! منشیات وغیرہ تو یکسر سروس کی فیلڈ میں
 "نہیں بلکہ ریو کے کہا۔"

مکوئی امت نہیں۔ ہم منشیات کو کیرٹ سروس کی فیلڈ میں لے آ گئے۔ ویسے یہ کیس سو پر فیاض کا ہے۔ فیادی معلومات بھی اکیڑ مہیا کی ہیں اس لئے مضمون بھی اسی سے ہاتھوں گزرتا رہے چاہیں گے۔ عمران نے سرھلا تے ہوئے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
 "اوہ! آپ والیں فیلڈ جا رہے ہیں؟" بلیک زیرو نے۔
 جواب میں کرسی سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"میرے ذہن میں ایک پرائنٹ آئی ہے۔ میں اُسے چیک چاہتا ہوں۔ تم جو ایلا سے رپورٹ لے لینا۔" عمران نے سنجیدہ پن میں کہا اور چہرہ ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

مقتدری دیر بعد جب وہ باہر آتا تو لباس کے ساتھ ساتھ وہ میکہ بھی کرکھاتا تھا۔ اب وہ ایک عام سے غنڈے کے میکہ آپ میں تھا۔ کایہ میکہ آپ دیکھتے ہی بلیک زیرو نے یوں سرھلادیا جیسے وہ اس کے پرائنٹ کو سمجھ گیا تھا۔ اور عمران الوداعی انداز میں سرھلادیا ہوا کی طرف بڑھ گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی بڑے کمرے میں موجود چار افراد چونک کر بیدار ہو گئے۔ ان چاروں کے چہروں پر گہری بے چینی طاری تھی۔ میز کے درمیان میں ایک بٹسا ڈرائیٹر موجود تھا جس پر سرنج رنگ کا ایک بڑا سا بلب جلا رہا تھا۔

"ہیلو ڈی۔ دن کا لگتے ہو۔ اپنے کو ڈوسہ راز۔ اوور" ڈرائیٹر میں سے ایک مہاری آواز سنائی دی۔

"سر۔ گومنس پیکنگ ڈی۔ نو۔ اوور" ایک بے ترتیب آواز اسے جواب دے بیٹھی۔

"سر۔ ڈاکٹر رائٹ پیکنگ ڈی۔ فخر۔ اوور" ڈی۔ ٹو کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک اوپر عمر آدمی نے سپاٹ بجھے میں کہا۔

"سر۔ شرف الدین پیکنگ ڈی۔ فائبر۔ اوور" ڈاکٹر رائٹ کے

ساتھ بیٹھے ہوئے ایک فربہ جسم کے مقامی آدمی نے اپنا تعارف کر لیا۔ اذیت سے مشکوک ہو گیا۔ چنانچہ لاگت میں کے ساتھ ساتھ راجہ ناتھ دیشی کو ایک ہی روز مختلف طریقوں سے ہلاک کر دیا گیا۔

سر فوٹی ہینکس ڈی۔ سیکس۔ اور ۹۔ چوتھے آدمی نے راجہ گروپ کی بدتمیزی کو انہوں نے اپنی بات چیت کا اڈہ اور بیگ مار کو بایا ہوا تھا۔ اس طرح ان کے قتل کے ساتھ ہی اور بیگ مار بھی آتشیں ہتھیاروں میں آگیا۔ ڈی۔ تھری ارشد چوہدری اور بیگ مار کا مالک تھا۔

ادھر!۔ اب اس میٹنگ کا مقصد سن لیں اس کے بعد آپ لوگ اپنی تہذیب پر پیش کریں گے۔ راجہ کے مطابق نایا، ٹرنچہ فار کی سپلائی اور مقبولیت سے بڑی طرح بکھلا چکی ہے۔ چنانچہ نایا نے ٹرنچہ فار کے فارمولے کی تلاش کا کام شروع کیا تاکہ وہ خود اسے سپلائی کر سکے۔ لیکن وہ باوجود کوشش کے اس فارمولے کو حاصل نہ کر سکی۔ لیکن اُسے یہ معلوم ہو گیا کہ ڈی۔ ایف کی لیبارٹری پاکستان میں قائم ہے۔ اس پر انہوں نے راز چرانے والی بین الاقوامی تنظیم راکوش کی مدد حاصل کرنا چاہی اور راکوش نے پاکستان میں اپنی مقامی شاخ کو یہ مشن سونپ دیا۔ مقامی تنظیم راکوش کا سربراہ ڈی۔ بی۔

دوسری طرف جی۔ ایم گروپ نے بھی نایا اور راکوش کے درمیان ہونے والے اس معاہدے کی ٹوہنگا شروع کر دی، کیونکہ وہ خود بھی نشیات کے دھندے میں غوطہ جارتے ہیں۔ جی۔ ایم گروپ کی ایک مختصر تنظیم پاکستان میں بھی موجود تھی جس کا سربراہ راجہ تھا۔ اس کے دو خاص ساتھی ایک مقامی لڑائی تانکہ۔ اور ایک مقامی گوجران دہی تھا۔ یہاں پاکستان میں وہ صرف پیشہ وارانہ قتل تک ہی محدود رہتے تھے۔ جی۔ ایم گروپ نے اپنا ایک نامزد لاگت میں یہاں بھیجا۔ لاگت میں نے یہ حماقت کی کہ وہ براہ راست ڈی۔ بی سے جا ملا۔ ڈی۔ بی اس

راجہ گروپ کی بدتمیزی کو انہوں نے اپنی بات چیت کا اڈہ اور بیگ مار کو بایا ہوا تھا۔ اس طرح ان کے قتل کے ساتھ ہی اور بیگ مار بھی آتشیں ہتھیاروں میں آگیا۔ ڈی۔ تھری ارشد چوہدری اور بیگ مار کا مالک تھا۔

ادھر!۔ اب اس میٹنگ کا مقصد سن لیں اس کے بعد آپ لوگ اپنی تہذیب پر پیش کریں گے۔ راجہ کے مطابق نایا، ٹرنچہ فار کی سپلائی اور مقبولیت سے بڑی طرح بکھلا چکی ہے۔ چنانچہ نایا نے ٹرنچہ فار کے فارمولے کی تلاش کا کام شروع کیا تاکہ وہ خود اسے سپلائی کر سکے۔ لیکن وہ باوجود کوشش کے اس فارمولے کو حاصل نہ کر سکی۔ لیکن اُسے یہ معلوم ہو گیا کہ ڈی۔ ایف کی لیبارٹری پاکستان میں قائم ہے۔ اس پر انہوں نے راز چرانے والی بین الاقوامی تنظیم راکوش کی مدد حاصل کرنا چاہی اور راکوش نے پاکستان میں اپنی مقامی شاخ کو یہ مشن سونپ دیا۔ مقامی تنظیم راکوش کا سربراہ ڈی۔ بی۔

دوسری طرف جی۔ ایم گروپ نے بھی نایا اور راکوش کے درمیان ہونے والے اس معاہدے کی ٹوہنگا شروع کر دی، کیونکہ وہ خود بھی نشیات کے دھندے میں غوطہ جارتے ہیں۔ جی۔ ایم گروپ کی ایک مختصر تنظیم پاکستان میں بھی موجود تھی جس کا سربراہ راجہ تھا۔ اس کے دو خاص ساتھی ایک مقامی لڑائی تانکہ۔ اور ایک مقامی گوجران دہی تھا۔ یہاں پاکستان میں وہ صرف پیشہ وارانہ قتل تک ہی محدود رہتے تھے۔ جی۔ ایم گروپ نے اپنا ایک نامزد لاگت میں یہاں بھیجا۔ لاگت میں نے یہ حماقت کی کہ وہ براہ راست ڈی۔ بی سے جا ملا۔ ڈی۔ بی اس

دست ہو جائیں گے اور ڈی۔ ڈی۔ نوگو منرنے سب سے پہلے
 بت کہتے ہوئے کہا۔

”جناب! میری ایک تجویز ہے۔ اگر سیکرٹ سروس کا ٹرنج
 واکوس کی طرف موڑ دیا جائے تو اس طرح ہم ڈربی اور اس کی تنظیم سے
 آسانی سے چٹکا را حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر عمران تک یہ معلومات
 پہنچادی جائیں کہ ڈا جبرگروپ کا سربراہ ڈربی ہے تو ظاہر ہے عمران
 ڈربی کے ماتھے کے لئے کام شروع کر دے گا۔ اور ڈی۔ ڈی۔ نوگو نے
 تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”جناب! میری گزارش یہ ہے کہ ڈی۔ ڈی۔ نوگو کیس دونوں
 نے حالات کا صحیح تجزیہ نہیں کیا۔ عمران بے حد خطرناک آدمی ہے
 وہ اب بصورت کی طرح ڈا جبرگروپ کے پیچھے پڑ جائے گا۔ اور ڈا جبر
 گروپ کا عمران کے چکر سے نکلنا اب مشکل ہے۔ ہمیں جو کچھ کرنا ہے
 انتہائی سوچ سمجھ کر کرنا ہے۔ ڈربی کے بہت خطرناک ڈاؤ کیڈ
 ہے۔ میرے خیال میں اس کا صرف یہی حل ہے کہ ہم بالکل خاموش
 ہو جائیں۔ تمام سرگرمیاں ختم کر دیں۔ جگہ بہتر یہ ہے کہ ہم فوری طور پر
 پاکپنی کی بجائے اپنا ہڈی کارڈر کسی اور ملک میں منتقل کر دیں اور پاکپنی
 کے بالکل خالی چھوڑ دیا جائے۔ اور ڈی۔ ڈی۔ شرف الدین نے تشویش جبر
 سے میں کہا۔

”ایف ایبیل ڈی کو دوسرے ملک میں منتقل کرنا بے حد مشکل
 ہے کیونکہ جو خاں مال میں پاکپنی سے مہلتا ہوتا ہے وہ اور کہیں سے
 نہیں ملتا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ہم لوگ ایک آدمی سے اتنے

تو کمکر عمران کا خاتمہ کر دے۔ اور میں نے ایکٹن گروپ کے دو
 افراد وہاں بھیج دیتے کہ جیسے ہی ارشد چوہدری عمران کو قتل کرے۔
 اسے بھی بلیک آؤٹ کر دیا جائے۔ لیکن وہاں ساری صورت حال
 الٹ ہو گئی۔ عمران کی بھالتے ارشد چوہدری اور مارکر قتل ہو گئے
 ایکٹن گروپ کے دو افراد میں سے ایک وہیں قتل ہو گیا جب کہ ایک با
 گیا۔ لیکن وہ مارے لئے خطرناک ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اسے بھی راستے سے
 ہٹا دیا گیا۔ اس طرح میرا مقصد پورا ہو گیا کہ ڈا جبرگروپ سا بھتے آئے
 سے بچ گیا۔ لیکن ابھی تو ڈی۔ ڈی۔ نوگو نے مجھے ایک ایسی اطلاع ملی ہے
 جس نے مجھے بے حد تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ مجھے اطلاع
 ملی ہے کہ ڈربی نے ڈا جبرگروپ اور ڈی۔ ڈی۔ ایف ایبیل ڈی کے متعلق
 اطلاعات سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بتا دی ہیں اس
 کی گیم یہ ہے کہ سوپر فیاض کے ذریعے یہ اطلاعات عمران تک پہنچ جائیں
 گئی۔ اور اس طرح سیکرٹ سروس ڈا جبرگروپ اور ڈی۔ ڈی۔ ایف ایبیل ڈی
 کے خلاف حرکت میں آجائے گی۔ اور آخر میں وہ سوپر فیاض کے
 ذریعے یہ فارمولہ حاصل کر لے گا۔ یہ انتہائی خطرناک اقدام ہے اور یہ بات
 طے ہے کہ اگر سیکرٹ سروس ڈا جبرگروپ کے خلاف حرکت میں آگئی تو
 ہمیں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ میں نے آپ
 لوگوں کو یہاں بلایا ہے تاکہ ایسے حالات میں کوئی ٹھوس منصوبہ بندی
 کی جاسکے۔ اور ڈی۔ ڈی۔ ون کے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

سر! یہ حالات انتہائی خطرناک ہیں۔ میرے خیال میں اس
 کا یہی حل ہے کہ عمران اور ڈربی دونوں کا خاتمہ کر دیا جائے تو حالات

خوفزدہ کیوں ہیں۔ ہماری تنقیم میں الاقوامی ہے۔ ہم ہرگز بگڑنا جیسی خوفناک تنقیم کا مستعار نہ کر رہے ہیں۔ لیکن یہاں شیعہ کوادر میں ایک آدمی کے نام سے یہی کاتب رہے ہیں۔ کیا اس عمران کا خاتمہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور۔۔۔ ٹواکٹر رائٹ نے بڑا سامنے بنا تمہے موصیے کیا۔ اور کوئی بات۔ یا تجویز۔ اور۔۔۔ بے ڈی۔ ورن نے کہا لیکن وہ چاروں خاموش رہے۔

مضیک ہے۔ میں نے آپ کی تہاویز سن لی ہیں۔ اب آپ میری ہدایات سن لیں اور ان پر روزی طور پر عمل ہوگا۔ پہلی بات یہ کہ عمران کا خاتمہ ضروری ہے۔ دوسری بات یہ کہ راکوش ہمارے آڑے آ رہی ہے اس لئے تباہی راکوش کا مقدر ہو چکی ہے۔ تیسری بات یہ کہ جب تک یہ دونوں اقدامات مکمل نہیں ہو جائے، طواجر قطعاً خاموش نہ ہوں گی۔ عمران کے قتل کے لئے پورے ایجنٹ گروپ کو حرکت میں لے آئے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ اور راکوش کی تباہی کے لئے میں نے چند جج خود اپنے ہاتھوں میں لے لی ہے۔ میں اپنے گروپ کی مدد سے ان کا خاتمہ کر دوں گا۔ ٹوٹی! تم نے تمام سگنلز روک دیئے ہیں۔ اور جب تک میری طرف سے ہدایات نہیں آئیں اس سے پہلے میں کوئی کارروائی نہ کی جاسکتے۔ ٹواکٹر رائٹ! یہاں پر میں آئندہ میری ہدایات کے بغیر کوئی کام نہیں ہوگا۔ گوکہ تم نے ایجنٹ گروپ کی فکر کر دی کہ مسلسل چیک کرنا ہے۔ وہ تمہارے کنٹرول میں کام کرے گا۔ اور صرف الدین! تم نے تمام مال کی حفاظت فی الحال روک دی ہے۔ اب آپ لوگ جا سکتے ہیں۔ اور انیل آں۔

ای۔ ورن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسٹیک خاموش ہو گیا۔ اور اس پر سنی جٹنے والا طبیب بھیر گیا۔ اور ساتھ ہی کمرے کا دروازہ بھی خود بخود کھل گیا۔ وہ چاروں خاموشی سے اٹھے اور پھر ایک ایک کمرے کے دروازے سے باہر نکل گئے۔

ان کے باہر جاتے ہی دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی شمالی سمت کی دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور ایک لمبے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے میز پر رکھا ہوا ٹرانسٹیک اٹھایا اور واپس شمالی دروازے میں چلا گیا۔ اس کے دوسری طرف جاتے ہی دروازہ غائب ہو گیا۔

۱۔ عمران نے کاؤنٹر پر پہنچ کر پیٹہ درخت سے کسے سے اٹھا کر
لیا۔

کاؤنٹر پر کھڑے پہلوان نے چونک کر عمران کو دیکھا۔ وہ اس طرح
دوران کا سر سے پیر تک جان نہ لے رہا تھا جیسے قصائی کسی ذبح خانے
والی بکری کا جائزہ لیتا ہے۔

کہاں سے آئے ہو۔؟ پہلے تو یہاں کبھی نظر نہیں آئے۔
کاؤنٹر مین نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

رائف سے کہوں گا کہ تمہیں آنکھی شیشوں والی عینک لگوا دو۔
پھر ہی تمہیں نظر آنے لگے گا۔ ویسے اتنے شاندار جسم کے مالک کا

آدھا ہونا بہت بڑا المیہ ہے۔ بچ بچ۔ عمران نے انہوں سے
لہجے میں کہا۔

ڈیوٹر۔ اس پہلوان نما کاؤنٹر مین نے ایک طرف دیوار کے متعلق
کھڑے ہوتے ایک باڈی بلڈز قسم کے آدمی کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

لیں۔ وہ باڈی بلڈز کاؤنٹر مین کی آواز سن کر ہی تیزی سے کاؤنٹر
کی طرف بڑھا۔

اس چوڑے کے اچھے پیر توڑ کر بارے بارے چپک دو۔ یہ اپنی
ہر کھڑکھڑائی کی کوشش کر رہا ہے۔ کاؤنٹر مین نے بگڑے

لہجے میں کہا۔
باڈی بلڈز نے عمران کا بازو پکڑتے ہوئے انتہائی

کڑت لہجے میں کہا۔
کیس میں ڈیوٹر۔ فریٹے۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں

عمران نے کارنیاؤں اشارہ بار کے ساتھ بنی ہوئی جنرل پارکنگ
میں روکی اور چھینچے اتر کر وہ کار کو لاک کرنا ہوا تیزی سے کارنیاؤں
بار کی طرف بڑھا چلا گیا۔

یہ بار خاتم پیشہ افراد کے اٹنے کے طور پر مشہور تھی اور کہا
تھا کہ پاکیشیاں کا کوئی ایسا جرائم پیشہ نہیں ہے جو خاتواں سٹار بار میں
آتا ہو۔

عمران جیسے ہی بار میں داخل ہوا اس کی ناک سے مختلف قسم
منشیات کے چھپکے ٹکڑے۔ بار کا مال فٹنوں اور جسم فروش عورتوں

سے بھاڑا تھا۔ اور ہر میز پر مختلف برانڈز کی شرابیں موجود تھیں۔
طرف نے ہوتے کاؤنٹر پر ایک پہلوان نما آدمی موجود تھا جس کی تیز

پورے آل کا تیزی سے جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔
پہلوان نگہ بندہ!۔ مجھے رائف سے ملنا ہے۔ یہ رائف

کہا اور ڈیگر کا چہرہ عمران کی بات سنتے ہی تیزی سے رنگ بدلتے لگا
 آنکھوں سے وحشت چمکنے لگی۔ اس نے بڑی تیزی سے دوسرے
 لمحہ کو گھوما، وہ شاید عمران کے چہرے پر ہنک مارنا چاہتا تھا، لیکن عمران
 تیزی سے ہٹ گیا اور ڈیگر کا نہ صرف وار خالی کیا بلکہ وہ اپنے ہی زور پر
 گھوم گیا۔

دوسرے لمحے عمران کے دونوں لمحہ بجلی کی سی تیزی سے حرکت پز
 آئے اور اس نے ڈیگر کو گریسے پکڑ کر کاؤنٹر میں پراچھال دیا۔ اور ڈیگر
 سینٹا ہوا کاؤنٹر میں سے ٹکرایا اور پھر وہیں لڑنے کے ساتھ ساتھ ان
 دونوں کے ایک دوسرے سے ٹکرا کر کاؤنٹر کی دوسری طرف گرنے کا
 زور وار دھماکا سنائی دیا اور ہال میں موجود ہر فرد اس بڑی طرح چونک
 پڑا جیسے کوئی انہونی ہو گئی ہو۔

ڈیگر اور کاؤنٹر میں دونوں ہی پہنچے مگر گر چھٹے ہوئے اٹھے اور
 اس کے ساتھ ساتھ ہال میں موجود کئی غیثے تیزی سے کاؤنٹر کی طرف
 بڑھے۔ ان سب کی نظروں میں حیرت تھی۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟ ہوا کھٹک ایک جھینتی ہوئی آواز سنائی د
 اور اس آواز کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے چابی جسے
 ہونے کے محسوسے چابی مٹم ہو جانے پر اچانک ساکت ہو جاتے ہیں۔ اس
 طرح اس آواز کے سنتے ہی ڈیگر اور کاؤنٹر میں سے کاؤنٹر کے ساتھ ساتھ عمران
 کی طرف بڑھنے والے غیثے بھی رنگ گئے۔

چھٹنے والا ایک راہدار ہی سے باہر نکلا تھا، وہ قدم قدامت میں
 خاسا تعلیم تعلیم تھا۔ چہرے پر زخموں کے نشانات پیشتر تھے۔ اور عمران

ہے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہی رالف ہے۔ فائیو اسٹار بار کا مالک
 شہر کا مشہور غنڈہ۔

باس ا۔۔۔ اس آدمی نے ہم پر اتنا اٹھایا ہے۔ ڈیگر اور
 زمین نے تیز لہجے میں کہا۔ اس دوران رالف تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا
 ڈیگر پہنچ گیا۔

عمران برف اٹھان کے کھڑا تھا۔ جیسے اس کا اس واقعے سے
 فی الواقع نہ ہو۔

کون ہو تم۔؟ رالف نے چاند کھانے والے لہجے میں عمران
 کو مخاطب ہو کر کہا۔

میرا نام جیکب ہے۔ اور مجھے رالف سے غلط ہے۔ عمران
 بے یقینی لہجے میں جواب دیا۔

جیکب۔۔۔ میرے لئے یہ نام ہے۔ میرا نام رالف ہے۔
 اپنے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اودہ۔۔۔ تو تم ہو رالف۔ واہ بڑا رعب داب ہے۔ مجھے
 اس آف ڈھوپ نے جیبا ہے۔ عمران نے تعریف کر یوں لے
 فراز میں کہا۔

پرنس آف ڈھوپ ا۔۔۔ اودہ اچھا اچھا۔ آدمی کے ساتھ۔
 اس آف ڈھوپ کا نام سنتے ہی رالف کا موڈ کلخت بدل گیا۔ اس کے
 رخت پہلے پر زمی کے آثار اٹھ آئے۔ اور عمران زیر لب مسکوا دیا۔
 رالف کے چہرے پر زمی کے آثار دیکھتے ہی ہال میں موجود غنڈے
 غیر تیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ جیسے انہیں یقین نہ آ رہا

ہو کر ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے آج تک میری دیکھا ہوا
نہ تھا نہ اشار باہر میں جھگڑا کر نے والا کبھی سانس لیتا ہوا واپس نہ
اس کی لاشیں بھی غائب کر دی جاتی تھیں۔

دالغ کے مڑتے ہی عمران بھی مسکرتا ہوا آگے بڑھا لیکن
بڑھنے سے پہلے اس نے یوں کاؤنٹر میں اور ڈیوٹر کو آنکھ مار دی جو
کہہ رہا ہو، دیکھا اس کو کہتے ہیں شرارت۔

راہداری میں موجود ایک کمرے کے کھٹے دروازے میں دالغ
ہوا تو عمران بھی اس کے پیچھے ہی اندر پہنچ گیا۔

”بیٹھو“ دالغ نے ایک بڑی سی میز کے پیچھے کرسی بنھا۔
ہوئے عمران کو میز کے سامنے بڑی ہوتی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
مسکرا کر کہا۔

”اوہ!۔۔۔ بڑا اچھا دفتر ہے۔ لیکن بھلی دفعہ تو اس الماری کا
سفد تھا اس پر بار سیاہ کیسے ہو گیا۔؟ کیا یہ الماری بھی کسی گزشت
کمال کی بنی ہوئی ہے۔؟“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے
ایک طرف دلوں کے ساتھ کھڑی الماری کو دیکھ کر کہا۔

”اوہ!۔۔۔ کیا تم پہلے بھی یہاں آچکے ہو۔ لیکن۔۔۔“ دالغ
بڑی طرح چونک پڑا۔

”پریش آف ڈھمپ کو یہاں آنے سے کون روک سکتا ہے۔
عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا اور اس کی آواز سننے ہی دالغ
یوں کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے کرسی کے پہرنگوں نے اسے
کھاٹ کھایا ہو۔

”اوہ پریش تم۔ لیکن۔ لیکن تمہارا یہ روپ۔ نا ممکن۔ اس
تبدیلی۔۔۔ دالغ نے حیرت جبرے بلجے میں دنگ دنگ کہا۔

”اوسے کہیں میری جنس تو تبدیلی نہیں ہو گئی۔ عمران نے
اپنے جسم کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا کہ دالغ بے اختیار ہنستہ
پریش پڑا۔

”اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم واقعی پریش ہو۔ ایسے موقعوں پر
بافقہ صرف برنس ہی کہہ سکتا ہے۔ لیکن پریش! میرے پاس
بہل کر آنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا کوئی تعاقب میں ہے۔؟
نہی نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے قد سے اٹھنا نہ بھرے بلجے
پر کہا۔

”تعاقب!۔۔۔ اوسے مجھے تو خیال ہی نہیں رہا۔ اوہ یار!۔
درازہ تو بیکر کرو۔ وہ ڈاکٹر گروپ والے بڑے خطرناک ہیں۔
یاد ہو کر میری پشت میں ہی دو چار روشنندان بنا دیں۔ عمران
نے مسرے مسرے اور خوفزدہ بلجے میں کہا۔

”ڈاکٹر گروپ۔ اوہ پریش!۔۔۔ تم دالغ کی تو بہن نہ کیا کرو۔
ڈاکٹر گروپ کی بھی بہن جرات نہیں ہو سکتی کہ وہ فائو سٹار باہر میں کسی
فلو ادا سے سے داخل ہو سکے۔ تم اٹھنا نہ سے بیٹھو۔ دالغ
نے کہا اور کھس کے ساتھ ہی اس نے کمیز پر رکھے ہوئے اسٹرکام کا
سیڑھا اٹھا لیا۔

”دو چو۔۔۔ کسی کو میری طرف آنے دینا۔ کوئی بھی ہو۔ دالغ
کھڑکت بلجے میں کہا اور ریور واپس رکھ دیا۔

ابا اعلیٰان سے بات کرو پرئیں ا۔ اب ہمیں بھی اندر نہیں آکر
 پہلے بتاؤ کہ یہ ڈاچر گروپ کا کیا چکر ہے۔ وہ تمہارا تعاقب کر
 کر رہا ہے۔ تم کو کبھی منشیات کے چکر میں غرٹ نہیں ہوئے۔
 رالف نے کہا۔

”میں شیڈی رالف کی لیب بارٹری میں نوکری کی درخواست دے رہا
 ہوں۔ کیسے بے گناہ تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو نوکری ہی کر لوں گا۔
 وہ تو اٹنا مجھ پر ہی چڑھ دوڑے۔“ عمران نے معصوم سا لہجہ بنا
 ہونے کہا۔
 ”شیڈی رالف لیب بارٹری۔ اودہ انہیں اس لیب بارٹری کا کیسے علم ہوگا
 اس کا علم تو آج تک کسی کو نہیں ہو سکا۔ بہتر ہے لوگ غمیں مارا
 مر گئے۔“ رالف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے استخارہ کیا تھا۔ خواب میں ایک بزرگ نے بتایا
 عمران نے بڑا سنبھلتے ہوئے جواب دیا اور رالف ایک بار چہرہ
 مار کر ہنس پڑا۔
 ”خواب۔ اچھا خواب ہے۔ پرئیں! میرے ساتھ کھل کر با
 کرو۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ تم چکر دے کر مجھ سے معلومات جان
 کرنا چاہتے ہو۔ لیکن پرئیں! تمہارے مجھ پر اتنے احسان پر
 مجھ سے براہ راست بھی ہر کام لے سکتے ہو۔“ رالف نے بخیر
 ہونے کہا۔

”یہ کیا باتوں۔ خدا میں جان آگتھا ہے۔ وہ سو پر نیا خن
 نا۔ جانتے ہو ناں اُسے۔ اپنا بار ہے وہ۔“ عمران نے
 سو پر نیا خن دیا۔

”سو پر نیا خن ا۔ اودہ اچھی طرح جانتا ہوں۔ ایشی جنس پر نیا خن
 جن۔ لیکن اس کا ڈاچر گروپ سے کیا تعلق؟“ رالف
 ”بس ہوگا تعلق۔ کسی نے اُسے اطلاع دی ہے کہ منشیات کا
 دہی بہت بڑا گروپ ہے۔ ڈاچر گروپ۔ وہ کسی طرح اس کا
 منشیات کیسے بے گناہ تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو نوکری ہی کر لوں گا۔
 وہ تو اٹنا مجھ پر ہی چڑھ دوڑے۔“ عمران نے معصوم سا لہجہ بنا
 ہونے کہا۔
 ”شیڈی رالف لیب بارٹری۔ اودہ انہیں اس لیب بارٹری کا کیسے علم ہوگا
 اس کا علم تو آج تک کسی کو نہیں ہو سکا۔ بہتر ہے لوگ غمیں مارا
 مر گئے۔“ رالف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے استخارہ کیا تھا۔ خواب میں ایک بزرگ نے بتایا
 عمران نے بڑا سنبھلتے ہوئے جواب دیا اور رالف ایک بار چہرہ
 مار کر ہنس پڑا۔
 ”خواب۔ اچھا خواب ہے۔ پرئیں! میرے ساتھ کھل کر با
 کرو۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ تم چکر دے کر مجھ سے معلومات جان
 کرنا چاہتے ہو۔ لیکن پرئیں! تمہارے مجھ پر اتنے احسان پر
 مجھ سے براہ راست بھی ہر کام لے سکتے ہو۔“ رالف نے بخیر
 ہونے کہا۔

”یہ کیا باتوں۔ خدا میں جان آگتھا ہے۔ وہ سو پر نیا خن
 نا۔ جانتے ہو ناں اُسے۔ اپنا بار ہے وہ۔“ عمران نے
 سو پر نیا خن دیا۔

ریڈ کار۔ اور بڑا خوبصورت نام ہے۔ کس دکان پر ملے۔
 یہ کار۔ میں بھی قیصر میں لگواؤں۔ عمران نے کہا۔
 پنیتھر کلب سے واقف ہو۔ ڈیوڈ روڈ پر۔ رالف نے سرگرمی
 کے انداز میں آگے کی طرف جھپٹے ہوئے کہا۔
 ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ سوئی کا پنیتھر کلب۔
 نے جواب دیا۔

بالکل وہی۔ لیکن سوئی تو ڈی آدمی ہے۔ اس کا اصل
 مالک نور ریڈ کار سے گومر۔ کلب کے تہ خانوں میں اس کا ڈر
 ہے۔ انتہائی خطرناک قسم کا گر وہ اس نے اٹھا کر رکھا ہے۔ رالف
 نے جواب دیا۔
 اچھا۔ چلو اس سے مل لیتا ہوں۔ شاید وہ لیبارٹری میں نوکری
 کے سفارش کرنے پر تیار ہو جائے۔ عمران نے کہا۔
 ضرور کرے گا سفارش۔ لیکن پرنس امیرانام درمیان میں نہیں
 آنا چاہیے۔ یہ صرف تمہاری شخصیت ہے جسے میں نے یہ آپ
 معلومات دے دی ہیں۔ ورنہ شاید میں کبھی کسی کو نہ بتاتا۔
 رالف نے کہا۔

چھوڑ دیا۔ اتنی پراسراریت اچھی نہیں ہے۔ سو پر فیاض
 کو اطلاع مل سکتی ہے تو اب اس میں راز کیا رہے۔ عمرا
 نے جراسمانہ بناتے ہوئے کہا۔
 ہاں۔ سو پر فیاض والی بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا۔
 گر وہ تو انتہائی خفیہ طور پر کام کرتا ہے۔ جو نہ جھٹیک ہے۔

راکوش کا یہی کام ہو سکتا ہے۔ رالف نے سوچتے ہوئے کہا۔
 راکوش۔ عمران راکوش کا نام سننے ہی چونک پڑا کیونکہ یہ
 بل میں الا قومی تنظیم متقی بلیک مینگ کا دھندہ کرتی تھی۔
 ہاں۔ راکوش کا چیف ڈپٹی اسی قسم کا آدمی ہے کہ وہ دوسری
 کے نامہ دول پر رکھ کر بندوبست چلا آئے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ
 سو پر فیاض اور ڈپٹی کے خاتمے گہرے تعلقات میں۔ رالف نے
 بڑھاتے ہوئے کہا۔
 یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ راکوش کا یہاں کیا کام۔ وہ تو یورپ
 کی تنظیم ہے۔ عمران نے حیرت جبرے بلجے میں کہا اسے واقعی
 رالف کی بات پر حیرت ہو رہی تھی۔
 اور پرنس۔ راکوش کی یہاں مقامی تنظیم ہے اور وہ یہاں
 ڈسٹرکٹ دوسٹوں سے کام کر رہی ہے۔ ڈپٹی اس کا انچارج ہے۔
 پھر اس کا امپورٹ ایکسپورٹ کا کام وہاں ہے لیکن دراصل وہ راکوش
 کا انچارج ہے۔ گزشتہ دنوں مجھے واقعی افریقہ خبر ملی تھی کہ ٹواجر
 اور لائی کی آپس میں جھگڑا ہو گیا ہے۔ اور باقی اسے فی رالف کا فائدہ
 لانے کے لئے راکوش کی مدد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ
 راکوش ایسے معاملات میں اہم سمجھی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے ان کے
 درمیان معاہدہ ہو گیا ہو۔ اور یہ کام راکوش کی مقامی تنظیم کے ذمے
 لگایا ہو۔ اگر اس سے توچہ لیتا ڈپٹی نے سو پر فیاض کو استعمال کرنے
 کا کوشش کی ہوگی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے سو پر فیاض اور
 کھارے درمیان تعلقات کا علم ہو۔ اور وہ دراصل تمہیں آگے بڑھاتے

کے لئے سو پر فیاض کو استعمال کر رہا ہو۔ رالف نے کہا۔

گڈ!۔ تمہاری یہی ذہانت مجھے پسند ہے۔ یاد تم لیا ہو۔ یہی میں پروفیسر بن سکتے ہیں۔ اچھا گڈ بات!۔ عمران نے کہہ کر کئی یونیورسٹی میں پروفیسر لگ جاتا۔ عمران نے۔ جبکہ رالف ہلالتے ہوئے کہا۔

ہاں!۔ غصہ گردی کا مضمون تم یونیورسٹی میں لگوادو۔ تب ہی پروفیسر لگ سکا ہوں۔ رالف نے ہنستے ہوئے کہا۔ یہ ڈی بی ٹیس کہاں کھیلنی پاتی ہے۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔ اوہ!۔ ڈی بی کا دفتر بچہ رہے ہو۔ وہ الیکشن روٹی رہے۔

نیشنل اسپورٹس ایکسپوٹ کارپوریشن۔ اور سائنس گاہ، ڈیوش روڈ۔ مقرر فی مقرر۔ لیکن بے حد خطرناک ہے۔ چھپ کر وار کرنے میں مار ہے۔ رالف نے کہا۔

اور کسے!۔ تمہارے ساتھ تذکرات خاصے کامیاب رہے ہیں!۔ ہاں مجھے یاد آیا۔ تمہارے اس مال کا کیا بنا۔ جس کے پیچھے چار اٹا قتل ہو گئے تھے۔ وصول کر لیا۔ عمران نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔ مال کیسا مال۔ رالف نے بری طرح جھوٹے ہوئے کہا۔

ارے وہ پرانی شراب کی بکس پٹیاں۔ جلیوں کسٹم لے چکے تھے اور پھر تمہارے آدمی مقابلے پر آتے آتے اور چار آدمی مارے گئے۔ عمران نے یوں کہا جیسے وہ اس دقت ساتھ کھڑا رہا ہو۔ اور رالف آ نکلیں حیرت اور خوف سے چہلیں چلی گئیں۔

یہ سب کچھ تمہیں کیسے معلوم ہوا پریش!۔ یہ کارروائی تو انتہائی احتیاط سے چھپائی گئی تھی۔ رالف نے اٹھتے اٹھتے پوچھا۔

یاد!۔ صرف تم ہی پروفیسر بننے کے لائق نہیں ہو۔ اور بھی لوگ

تم مجھ سے بھی دو جوتے آگے ہی ہو پریش۔ رالف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے میجر کو بلانے کے لئے اسٹاک کام کار سیور اٹھا لیا۔ وہ اب خودی طور پر اپنے عقیدہ شاک کا جگر دیوانہ بپا رہتا تھا۔ اور یہ اس کی پرانی، نیت تھی کہ ذرا ساجی شیبہ بوبائے پروہ تیزی سے سب کچھ تبدیل کر دیتا تھا اور شاید یہی احتیاط

ہندی ہی تھی کہ آج تک کوئی سرکاری پارٹی اس پر ماتہ نہ ڈال سکی تھی۔

وہ ناول جس کا قارئین کو شدت سے انتظار تھا

گولڈ

عمارتیں سیر

مصنف
طاہر بخاری

وہ ناول جس پر مصنف نے پاکستان کے تمام جاسوسی
مصنفین کو چیلنج کیا ہوا ہے

قطعی منفرد انداز تحریر، حیرت انگیز اور پوچکا دینے والا پلاٹ
ایکشن اور سپنس سے بھرپور

سیٹی کی تیز آواز کہے میں گونجتے ہی کرسی پر بیٹھا ہوا ڈبلی ٹری طرح
پھٹ پڑا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب تیزی سے میز پر پھینکی اور اٹھ
کر اپنی پشت پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ سیٹی کی آواز اسی الماری سے
اٹھ رہی تھی۔ اس نے بڑی تیزی سے الماری کے پٹ کھولے اور پھر
اس کے اندر موجود ایک ڈس سے ڈرائیو کو اٹھا کر اپنی کرسی کے سامنے
بوجود پڑی سی میز کے اوپر رکھ دیا۔ اس نے ایک نظر کمرے کے اکلوتے
دروازے پر ڈالی جو بند تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھرتے
اس نے کرسی پر میسر ٹرائیوٹک کا بٹن آن کر دیا۔
ٹرائیوٹک کا بٹن آن ہوتے ہی سیٹی کی آواز کھنکھند ہو گئی۔ چند لمحوں
میں ایسی آوازیں آتی رہیں جیسے ستر کی پرشور موجیں ساحلی چٹانوں سے
ٹکرائی ہوئی ہوں اور پھر ایک بھاری سی آواز ٹرائیوٹک سے نکلی۔
ہیلو۔۔۔ ہیلو کوادر کا ٹانگ۔۔۔ اور۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ

بے حد محکمانہ تھا۔

سو پر فیاض ملک معلومات کیسے پہنچائی گئی ہیں۔ اور؟ — دوسری

لیس سر۔ اگر تھری بکس اسٹنگنگ۔ اور؟ — ڈربی نے انتہا میں سے چیف ہیں نے سپاٹ بکس میں پوچھا۔
موتیہ لکھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کوڈ دہراؤ۔ اور؟ — دوسری طرف سے سپاٹ لکھے میں کہا گیا۔
"اگر تھری بکس فیلڈ کوڈ زیر و دن، زیر و ٹو، ڈبل زیر و۔ اور؟ — ڈربی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ڈربی نے فوراً مخصوص کوڈ دہراؤ سے جوئے کہا۔
اور؟ — نام بتاؤ۔ اور؟ — دوسری طرف سے کہا گیا۔
ڈربی سینگنگ۔ اور؟ — ڈربی نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ اب پورٹ دو۔ زیر و۔ بی فار مولے کا کیا
ہوا۔ اور؟ — اس بار دوسری طرف سے مطمئن لکھے میں کہا گیا۔
باس! — میں نے کام شروع کر دیا ہے۔ ڈی جی گروپ ٹریس

نہیں ہو رہا تھا۔ ایک آدمی ملا تو اس کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے قاتل
کو کار ایکٹیوٹ میں ختم کر دیا گیا۔ چنانچہ میں نے ایک اور چال طلب
میں نے ڈی جی گروپ اور آئی۔ ایف لیبارٹری کے متعلق معلومات ملان کی

سٹرٹی انیلی جنس کے پریژنٹ فیاض تھکس پہنچا دی ہیں۔ وہ ایک
ایسے شخص کا دوست ہے جو کبھی کبھی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے
اس کا نام علی عمران ہے۔ مجھے یقین ہے کہ سو پر فیاض کی معرفت یہ

معلومات عمران تک پہنچ جائیں گی اور پھر وہ ڈی جی گروپ اور بی۔ ایف
لیبارٹری کے پیچھے لگ جائے گا۔ ہم اس کی بخیرانی کریں گے۔ اور
پھر جیسے ہی وہ لیبارٹری ٹریس کرے گا، ہم ریکر کے فارمولہ اڑالیں گے

اور؟ — ڈربی نے کہا۔
لیس سر! — اس کا فلیٹ گنگ روڈ پر ہے۔ بظاہر احمق اور
مغزوہ سادی ہے۔ لیکن کام کے معاملے میں خاصا ہوشیار ہے۔
میرے آدمی اس کے فلیٹ کی بخیرانی کر رہے ہیں۔ سو پر فیاض وہاں

پہنچا تھا۔ وہ شاید میری توقع کے مطابق اسے یہ معلومات مہیا کرنے گیا
تھا۔ لیکن عمران فلیٹ پر موجود نہ تھا اس لئے وہ واپس چلا گیا۔ میرے
آدمی اب بھی بخیرانی کر رہے ہیں۔ سو پر فیاض کی بھی بخیرانی کر رہا
ہوں۔ اور؟ — ڈربی نے جواب دیا۔

تم فیاض کے احمق ترین آدمی ہو ڈربی۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ
نہا کی کوئی چیز کرو گے۔ میں نے تمہیں ہمیشہ ہی ہدایت کی ہے کہ تم انٹیلیجنس
اور سیکرٹ سروس سے بچ کر کام کرو۔ لیکن اب تم نے اپنی موت کو
خود آگاہ دے دی ہے۔ وہ عمران تو سلطان کا باپ ہے اس ملک
مطلوبات پہنچنے کا مطلب ہے کہ ڈی جی گروپ کا مکمل خاتمہ۔ اور تم سوچ

رہے ہو کہ ہمارا مولا اس سے حاصل کر لو گے۔ جبکہ مجھے یقین ہے
کہ وہ سو پر فیاض سے تمہارے متعلق معلومات حاصل کرے گا اور پھر کوڈس کا

بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ تم نے کیا کر دیا ڈربا۔ اور۔۔۔ چیف باری کہتے ہو۔ اور۔۔۔ چیف باس نے قدر سے نرم لہجے میں کہا۔
 نے چار کھانے والے لہجے میں کہا۔

ب۔ ب۔ باس! یہ کیا کیا کر رہے ہیں۔۔۔ میں انہیں ہدایات دے دیتا ہوں کہ جیسے ہی عمران کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے فیاض کو منع کر دیا ہے کہ وہ میرے ساتھ نہ آئے۔ چیف باس کے غصے ہوئے۔ اور۔۔۔ چیف باس نے کہا۔
 ڈربا کا رنگ زرد ہو گا اور وہ بری طرح بھکانے لگا۔

یہ قول۔ تو تم قول۔ تمہارے جیسا اہم حق میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ تم تمس طرح متحاکم راگوں کی تنظیم کے سربراہ بن گئے ہو۔ تم اپنے پروں پر خود ہی کھڑی ماری سے اہم آدمی۔ اور۔۔۔ باس کی آواز غصے کی شدت سے چھٹ گئی تھی۔ اس کے لہجے سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اسے غصے میں ہے کہ غلام اگر ڈربا اس کے سامنے ہوتا تو وہ اب تک اپنے اہماتوں سے اس کا گلہ دیا چکا ہوتا۔

معافی چاہتا ہوں باس!۔۔۔ یہ طریقہ کار تو خردوش سے ہی یہی رہا ہے۔ اور میں آج تک کامیاب رہا ہوں۔ لیکن اگر واقعی مجھ سے غلطی ہوتی ہے تو میں اس کی تلافی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ مجھے گائیڈ کیجئے۔ اور۔۔۔ ڈربا نے فوراً ہی ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا کہ ساتھ ہی اس نے چیف باس پر نصیحتی وار آدمی استعمال کر دیا کہ اس پر سختی سے مانگی لی اور اس طرح اسے یقین تھا کہ چیف باس کا غصہ جو ختم ہو جائے گا۔

موند۔۔۔ واقعی فوراً اس کی تلافی ہونی چاہیے۔ سنو! اب ضروری ہو گیا ہے کہ تم خود ہی طور پر عمران کا خاتمہ کر دو۔ بس اسی طرح تم

اہم آدمی!۔۔۔ تمہارا آج تک عمران سے واسطہ ہی نہیں چلا اس لئے تم لیا کر رہے ہو۔ جب کہ عید گوارٹر کے پاس اس آدمی کا کلر رکھ کر موجود ہے۔ وہ دنیا کا سب سے خطرناک ترین آدمی ہے اسی لئے تو میں نے تمہیں ہدایات دی تھیں کہ کسی صورت میں بھی اپنے متعلق سیکرٹ سروس کو پتہ نہ چلنے دینا۔ اور اب تم خود اپنی حماقت سے یہ سب کچھ کر بیٹھے ہو۔ سنو! فوراً فیاض اور عمران کے درمیان کچھ گفتگو کریں۔ اور۔۔۔ چیف باس نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

سرا۔۔۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ گہرے دوست ہیں۔ اور ڈربا نے جواب دیا۔

۱۸۶ — پھر کام ہو سکتا ہے۔ تم الیا کرو کہ اپنے کسی تیز اور مستعد آدمی کو سو پر فاضل کے میک آپ میں عمران کے غلیٹ میں بھیج دو۔ وہ کو رکھا جائے گا۔ وہ آدمی جیسے ہی اسے غافل محسوس کرے اس پر بار کا برٹ کھول دے۔ اس طرح شامہ دھوکے میں عمران قتل ہو جائے۔ اور چیف اس سے کہے گا۔

آدمی جیسے کی کیا ضرورت ہے سر! — سو پر فاضل کا تدبیر و ماست میرے جیسا ہے۔ میں خود اس کے میک آپ میں جاؤں گا اور عمران کے جم کے پڑے اڑا کر ہی واپس آؤں گا۔ اور ڈیرہ بیٹے کہے گا۔

یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔ بہر حال تم فوری طور پر اپنے سب آدمیوں کو اس وقت تک خاموش رہنے کا حکم دو، جب تک عمران قتل نہ ہو جائے۔ یہ سچ ضروری ہے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ عمران تمہارے کسی آدمی کو قریب کر کے پوری تنظیم کا ہی خاتمہ کر دے۔ اور چیف اس سے کہے گا۔ ٹھیک ہے، اس میں ابھی ہدایات جاری کرتا ہوں۔ ڈیرہ بیٹے جواب دیا۔

عمران کے قتل ہونے ہی مجھے پریشان کیا۔ اب مجھے فکر ہے کہ اور اینڈ آل نے چیف باس سے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسپیرٹ سے وہ بارہ سیٹی کی آواز پہنچنے لگی۔ ڈیرہ بیٹے ایک طویل سالن لیتے ہوئے ٹرانسپیرٹ آف کر کے واپس گاڑی میں رکھا اور پھر اس سے اندھا کام کا رسوراٹھا کر تمام ممبرز کو زیر زمین چلے جانے کی ہدایات دیں اور خود وہ ڈیرہ بیٹے کے روم کی طرف بڑھ گیا کہ سو پر فاضل کا میک آپ کر کے پہلی فرسٹ میں عمران کا خاتمہ کر سکے۔

گو مز بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا اس نے ایجن گروپ کو پورے شہر میں چھپا رکھا تھا۔ اگر عمران کو ٹریس کیا جاسکے۔ ایجن گروپ میں چونکہ زیادہ گھلاو متغای لوگوں کی صفی اس لئے وہ ذاتی طور پر عمران سے واقف تھے۔

عمران کے غلیٹ پر بھی فون کر کے گو مز نے بتا دیا تھا لیکن عمران وہاں موجود تھا۔ ایجن گروپ کی طرف سے ابھی تک کوئی رپورٹ نہ آئی تھی اس طرح صاف ظاہر تھا کہ انہیں عمران کہیں نہیں مل سکا۔ گو مز کی نظرت تھی کہ وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی تھا۔ اس لئے جس وقت سے باس نے عمران کے غلیٹے کا کام اس کے ذمہ لگایا تھا وہ اسے گنگ و دو میں تھا کہ کسی طرح اپنا مشن جلد انجام دے کر ملے لیکن عمران لاگوں آتا ہے ہی نہ ملتا تھا۔ اور اسی پریشانی میں وہ بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ جب اسے شبہ ہوتا کہ کافی دیر ہو گئی تو وہ دوبارہ میز کے

بچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ابھی وہ کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ ایک میز پر بکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اُٹھی۔ گومز نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے جھپٹ کر بیٹھ اٹھا۔

”یہ ریڈ کالر“ گومز نے اپنا مخصوص نام دہراتے ہوئے کہا اور اسی نام سے اپنے ممبروں میں متعارف تھا۔

”ہاں!۔“ ایک ہی گروپ سے فاروق بول رہا ہوں جناب!۔ میرا خیال ہے کہ میں نے عمران کو ڈھونڈ لیا ہے۔“ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

خیال میں ڈھونڈ لیا ہے۔ کیا مطلب۔؟ تم نے میں ہو؟ گومز نے غصیلے انداز میں پوچھتے ہوئے کہا۔

”اوہ سر!۔“ میرا مطلب ہے کہ مجھے شک ہے کہ وہ عمران ہے۔ آپ ہدایت دیں تو میں چیک کر کے یقین کروں۔“ فاروق نے گلہ نہ ہوتے بچھے میں جواب دیا۔

”تفصیل بتاؤ احمدی!۔“ پوری تفصیل بتاؤ کہ تم نے کہاں دیکھا ہے عمران کو۔“ گومز نے پوچھتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔“ میں عمران کو مشکاشین کرتے ہوئے قحاک کر کے پینے کے لئے فائیو اسٹار بار میں بیٹھا ہوا تھا کہ عمران کے وہ قدامت کا ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ لیکن وہ شکل و صورت سے بالکل عمران سے مختلف تھا۔ اس سے کاؤنٹر تک جا جھگڑا ہو گیا تو اس نے کاؤنٹر میں اور ایک اہم ٹیم غم غم سے دہڑوں کو ایک ہی وار میں زیر کر دیا۔ اس کا یہ انداز اس

قد عجیب تھا کہ میں چونک پڑا۔ اسی لمحے فائیو اسٹار بار کا مالک رالف باہر آ گیا۔ میں پر میں نے سمجھ لیا کہ اس نوجوان کا اب خاتمہ یقینی ہے۔ لیکن جناب!۔“ اس نوجوان نے رالف کو پرش آف ٹو صوب کا حوالہ دیا تو رالف اسے اپنے ہمارے اپنے خاص دفتر میں لے گیا۔ اس پر سب حیران رہ گئے۔ اس وقت مجھے پہلی بار قحاک ہوا کہ یہ نوجوان خود عمران ہو سکتا ہے۔ میں اسے اچھی طرح جاننا ہوں۔ اس کے لڑنے کا انداز بھی ہے۔ وہ لڑے سے بڑا ڈاؤنگنگ بھی اسی طرح مطمئن رہتا ہے اور پھر پرنس آف ٹو صوب کا حوالہ بھی مجھے چوکا لگا کیونکہ وہ ان اپنے آپ کو برش آف ٹو صوب بھی کہلاتا ہے۔ ہر حال میں نے دفتر کی ٹو لپٹی کی کوشش کی۔ لیکن نا کام رہا۔ کیونکہ رالف نے اپنے آدمیوں کو اصرار کسی کے خلاف اس کے احکامات دے دیتے تھے۔ چنانچہ میں نے آپ کو فون کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہی عمران ہے۔“ فاروق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ نوجوان اب بھی رالف کے پاس موجود ہے؟“ گومز نے پوچھا۔

”نہیں سر!۔“ ابھی وہ دفتر میں موجود ہے۔“ فاروق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوسکے!۔“ تم دیں ٹھہرو۔ میں دوسرے ممبر کے ساتھ وہیں پہنچ رہا ہوں۔ تمہارے پاس واپس واپس نہ ہو گا۔“ گومز نے کہا۔

”یہیں سر۔“ فاروق نے جواب دیا۔

”اگر وہ نوجوان میرے پہنچنے سے پہلے وہاں سے نکل جاتے تو تم نے

اس نے اس کا تعاقب کرنا ہے۔ اور مجھ سے رابطہ کے لئے درج ذیل
استعمال کرنا۔ گو مز نے اسے ہدایات دیں۔

”ٹھیک ہے باس!۔ فاروق نے جواب دیا اور گو مز نے اس کے
کہہ کر سیدہ رکھ دیا۔ پھر اس نے بڑی چھتری سے میز کی دروازہ کھولی اور
اس میں سے ایک طراسا ڈرائیو نکال کر میز پر رکھا اور اس کا ایک
بٹن دبا دیا۔ ڈرائیو میز سے نیچے کی آواز گونجنے لگی۔

”ہنیو۔ ہنیو۔ ریڈ کار کا ٹانگ ایکشن گرپ۔ اور۔ گو مز
نے بار بار یہی فقرہ دہرایا اور دہرا دیا۔

”ییس باس!۔ ٹریڈو انٹرکام۔ اور۔“ چند لمحوں بعد دوسری
طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”تمام ممبر کو کال کر کے فائبر اشارہ بار کے سامنے پہنچ جاؤ۔ فاروق
وہیں موجود ہے۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔ وہاں ٹیکہ لگا
پر عمران کا ٹانگ ہوا ہے اسے چیک کرنا ہے۔ اور رائیڈ آل۔“
گو مز نے کہا اور باجہ بٹھا کر ڈرائیو ٹکٹ کر دیا اور اسے واپس میز کی
دروازہ میں رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کر کے صباہ
نکل گیا۔

کمرے کا دروازہ ایک راہداری میں کھلتا تھا۔ راہداری میں سے ہوا
ہوا گو مز ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا اور چند لمحوں بعد وہ کمرے
کے مرنے کی لفٹ کی طرف اوپر چڑھتا چلا گیا۔ جب اس کی حرکت رک گئی
تو گو مز نے کمرے کا دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ اب وہ ایک اور راہداری
میں تھا۔ دوسرے لوگوں کے باتیں کرنے اور گفتگوں کی آوازیں ابھی

گو مز تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ پتھر ٹکڑ
سے ال میں پہنچ گیا تھا۔

چند لمحوں بعد اس کی سرخ رنگ کی سپورٹس کار کلب کی پارکنگ سے
باہر نکل رہی تھی۔ سڑک پر آتے ہی اس نے کار کی رفتار یکدم تیز کر دی
اور چاروں مینٹ تک مسلسل ڈرائیو تک کرنے کے بعد وہ فائبر اشارہ بار
کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے کار بار سے تھوڑی دُور پہلے ہی ایک ٹانگ
نگلی کی گئی کے اندر موڑ کر روک دی۔ گنگلی آگے سے بندھتی اس لئے ٹانگ
میں رکاوٹ کا کوئی خطرہ نہ تھا۔

کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بار کی طرف بڑھنے لگا۔ یا سکے
رکڑے کے قریب ابھی وہ پہنچا رہی تھا کہ ایک مقامی نوجوان ایک ستون
کا آگے سے نکل کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

”کیا پورٹ ہے فاروق۔“ گو مز نے سرگوشیاں لیجے میں کہا۔
”وہ ابھی تک اندر ہے باس۔“ فاروق نے بھی سرگوشیاں لیجے
میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نے ڈیوڈ کو کہا ہے کہ وہ ایکشن گروپ کو لیکر
بیل پینچنگ ہلے۔ تم جا کر ڈیوڈ سے طوار اسے کہہ دو کہ وہ سب ہوشیار
ریں۔ ہم نے اس آدمی کو اغوا کرنا ہے۔“ گو مز نے فاروق کو
ہدایت دیتے ہوئے کہا اور فاروق کے آگے بڑھ جانے کے بعد وہ خود
اس کے اندر ونی ال کی طرف چل پڑا۔ لیکن چند ہی قدم اٹھاتے وہ ایک
پھٹکے سے واپس مڑا اور سبائے اندر جانے کے وہ سائڈ میں سے
بازار بار کی پچھلی طرف جانے لگا۔ پچھلی طرف ایک پتی سی گلی تھی اس

مجھے بڑھ گیا۔ اس نے گھریٹ فروش سے ایک پکیٹ سگریٹ خرید لیا اور
چلتے دھن تک کراٹھیاں سے کھولنے لگا۔

ڈیوڈ باہر آیا اور جیسے سائینڈ پر کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھ گیا۔ یہ
ڈیوڈ کی کار تھی۔ اس کا رنگ نیلا تھا۔ اس کے پیچھے سفید رنگ کی
رک اور کار کھڑی تھی۔

ڈیوڈ نیلے رنگ کی کار میں بیٹھا اور چند لمحوں بعد کار رگیتی ہوئی مار کے
برآمدے کی طرف بڑھنے لگی۔ برآمدے کی سائینڈ میں ڈیوڈ نے کار روکی
اور پھر وہ پیچھے اتر آیا۔

خاروقی اچھی تک برآمدے کے ایک ستون کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔
اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اُسے کسی کی آمد کا انتظار ہو۔

میں دروازہ تو تھا لیکن اس دروازے کو لمبی لمبی کڑیوں کی پٹیوں کا
سے کیوں کے ساتھ جڑ دیا گیا تھا۔ گومز سر جھٹکا ہوا واپس پھرتا رہا۔
اپنا کھ خیال آتا تھا کہ کوئی مشکوک آدمی پچھلے دروازے سے نکل آیا
اور وہ سانس کی طرف سے ہی چیک کرتے رہ جائیں۔ لیکن پچھلے
کو مستقل بند دیکھ کر وہ مطمئن ہو گیا۔ اور دوبارہ جب وہ سانس کے
پر پہنچا تو اس نے برآمدے کے قریب ہی خاروقی اور ڈیوڈ کو کھڑے
دیکھا۔ وہ دونوں اس طرح کھڑے بائیں کر رہے تھے جیسے وہ
اپنا کھ راستے میں ٹھکراتے ہوئے۔

گومز، ڈیوڈ کو دیکھتے ہی اس کی طرف بڑھ گیا۔
"باس!۔۔۔ ہم سب پوزیشن میں ہیں۔" ڈیوڈ نے گومز کا
قریب آتے ہی کہا۔

"سنو!۔۔۔ خاروقی کو ہمراہ رکھو۔ وہ اس آدمی کی طرف اشارہ کر رہا
جیسے ہی وہ آدمی باہر نکلے، اُسے اغوا کر کے کلب لے چلا ہے۔
اور سنو!۔۔۔ پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ اگر وہ آدمی کوئی غلط حرکت
کرنا چاہے تو بے شک گولی مار دینا۔" گومز نے ہدایات دینے
ہوئے کہا۔

"مگر باس!۔۔۔ پہلے تو آپ نے اُسے گولی مارنے کے لئے کہا تھا۔
ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ لیکن اب میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔۔۔ پہلی بات تو یہ تھی
کہ اچھی اس بات کا یقین نہیں ہے کہ وہی عمارت ہے۔ اور دوسری بات
یہ کہ میں اس سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔" گومز نے کہا۔

کا نہ ہے جبکہ اور پھر اس طرف بڑھنے لگا جب ہر شے بڑھنے کے لئے
اٹکاتا تھا۔ اس نے ان کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ وہ سمجھ
رہا تھا کہ آخر شے کیوں ٹریپ کیا جا رہا ہے اور ٹریپ کرنے والے
دون لوگ ہیں جب کہ وہ ایک نئے میک آپ میں تھا اور نظاھر ہے
بیک آپ آتا ہے اور پھر تھا کہ رالف بھی اُسے نہ پہچان سکا تھا۔

”کار میں بیٹھ جاؤ۔“ غیر ملکی نے غراتے ہوئے نیلے رنگ کی کار
کی طرف اشارہ کیا۔ اور آگے بڑھ کر کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھول دیا
عمران نکلتا ہوا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ غیر ملکی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا
اب اس کے ہاتھ میں ریڈیو اور تھا اور وہ بڑا چمکا نظر آ رہا تھا۔ جب کہ مقامی
نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ اور دوسرے لمبے کار تیز رفتاری سے گھوم کر ٹرنک
پر اٹھ گیا۔

عمران نے دیکھا کہ کار کے ٹرنک پر آتے ہی ایک مفید رنگ کی کار
بھی تیزی سے بڑھ کر ان کے پیچھے لگ گئی۔

”آخر تم لوگ کون ہو؟“ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
”خاموشی میں بیٹھے رہو۔“ جتنی دیر خاموش رہو گے۔ اتنی دیر زندہ
رہو گے۔“ غیر ملکی نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔“ پھر قوم قیامت تک خاموش رہ سکتا ہوں۔ یہ تو زندگی
کا بڑا اچھا نسخہ ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

غیر ملکی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اس کی لمبیوں
پر ریڈیو کا ڈاؤ اور زیادہ بڑھا دیا۔

کار خاص تیز رفتاری سے ٹرنک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ عمران

عمران نے جیکسن کے ادب میں جیسے ہی فائو اسٹار بار کے ہال
سے باہر نکلا، اچانک سٹون کی آڑ سے دو آدمی اس کی طرف نکلے اور وہ
لمبے عمران کو اپنے پہلوؤں پر ریڈیو کی نالوں کی چھین محسوس ہوئی۔
”خاموشی سے رہا۔ ساتھ چلو۔ ورنہ ڈیوٹر دیں گے۔“

دائیں طرف موجود ایک آدمی کی سخت آواز سنائی دی اور عمران جو ٹھٹھکا
مڑک گیا تھا، سر موڑ کر انہیں حیرت سے دیکھنے لگا۔

”کون ہو تم؟“ عمران نے قدم بے حرکت لہجے میں کہا۔

”خاموشی سے چلے چلو۔“ دوبارہ سخت لہجے میں کہا گیا اور ان
کے ساتھ ہی اُسے آگے کی طرف دھکیلی جانے لگا۔ وہ دونوں اس کے
دائیں بائیں موجود تھے۔ ان میں سے ایک مقامی تھا جب کہ دوسرا غیر ملکی
لگتا تھا۔ جکم وہی غیر ملکی ہی دس رہا تھا۔

عمران چاہتا تو ان دونوں سے آسانی سے پٹ سکتا تھا لیکن اس

بیک سر پر چھپے آنے والی کاروں کو دیکھ رہا تھا اور پھر اسے احساس ہوا کہ اس کے پیچھے صرف سفید رنگ کی کار ہی نہیں بلکہ ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار بھی ان کے قہقہے میں پھٹی آ رہی تھی۔

”اوہ! پورا کارواں ہے۔ کہیں میری بارات تو نہیں لے جائے؟ لیکن اگر کسی خوبصورت عورتی چارہ ہے۔“ عمران نے چند لمحوں بعد کہا ظاہر ہے زیادہ دیر تک خاموش رہنا اس کے لبس سے سار تھا۔
”میں کہتا ہوں خاموش رہو۔“ عزیز علی نے انتہائی کڑخت پیش میں کہا۔

”اجتماع کہتے ہو تو ہاں لیتا ہوں۔ آخر کار شہر ہالے کا بھی کوئی حق ہوتا ہے۔“ عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک عمارت کی عقبی سمت میں جا کر ٹک گئی اور کے پیچھے آنے والی دونوں کاریں بھی تیزی سے اس کے قریب آکر رکا گئیں اور پھر پانچ افراد ان کاروں سے نکل کر ان کی کار کے گرد گھومتے چلا گئے۔ ان میں سے دو کے ہاتھوں میں شیش گینیں تھیں جبکہ دو پورا پورے سے رخ تھے اور ایک خالی ہاتھ تھا۔ وہ سب عمران کو لئے ایک دروازہ میں گئے اور پھر مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ اسے ایک کافی پرشہرہ آلی میں لے آئے۔

”اسے ستون سے باندھ دو۔“ خالی ہاتھ والے آدمی نے نگاہ باندھ میں کہا۔
”سنو! کیا تمہارے پاس کوئی گرسی نہیں ہے۔“ بھتیجی جدید نے

ہے۔ ضروری ہے کہ وحشی جانوروں کی طرح درختوں اور ستونوں سے انہوں کو باندھا جائے۔“ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”باندھ دو اسے۔“ یہ ضرورت زیادہ باتیں کر رہا ہے۔ میں غلطی ہی اس کی زبان بند کر دوں گا۔“ حکم دینے والے نے جیتنے ہوئے کہا اور پھر سیٹوں کی مدد سے عمران کو ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ اور

باندھنے والوں نے اپنی طرف سے اسے باندھنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی لیکن عمران کے نقطہ نظر سے وہ ابھی اناڑی تھے۔ کیونکہ جس وقت انہوں نے رسیاں باندھیں عمران نے سینے اور جسم کو اکڑا لیا تھا اس لئے جب وہ باندھ کر بغارش ہوئے تو عمران کا جسم واپس نہ مل پڑا۔
پراگیا اور اس طرح کس کس باندھی گئی رسیاں قدر سے ٹوھیلی چڑھ گئیں۔

”ہاں۔ اب تم تباہ کرنا تم عمران ہو۔“ اس کو حکم دینے والے نے اپنے ایک ساتھی سے مشین گن اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے عمران سے پوچھا۔ اس نے مشین گن کو نال سے پکڑ کر رکھا تھا۔

”ارے کمال ہے۔ صرف یہی پوچھنے کے لئے تم نے اتنا اہتمام کیا ہے۔“ بھتیجی یہ بات وہیں پوچھ لینی تھی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا کہ تم کی اولاد۔“ حکم دینے والے نے بیخفت غصے کی شدت سے جھنجھٹے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ بھینکی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا جس میں اس نے مشین گن کو نال سے پکڑ رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ سے ایک زبردست دھمکے سے مشین گن کا دستہ عمران کے بازو سے جھکرایا۔ ابھی شکر ہے کہ دستہ پٹا

سطح کی طرف سے پڑا تھا۔ اگر وہ اسے سائیڈ میں رکھ کر مارتا تو عمان بازو کی ہڈی کو ٹوٹنے سے کوئی نہ بچا سکتا۔

عمان کے جہنم کے ایک جھکاکا گھایا لیکن اس کے منہ سے کراویا تو ایک طرف رہی، اور یہ بھی آواز نہ نکلی بلکہ اس نے دانت بھینچے۔ اور اس کی آنکھوں میں وحشت کی جھلکیاں نمایاں ہونے لگیں۔

تم نے مجھے گالی دی ہے۔ شاید تمہیں یہ معلوم نہیں کہ میں کچھ برداشت کر لیتا ہوں۔ لیکن گالی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کا خلیزہ جھگڑا پڑے گا تمہیں ماراں۔ اور سن لو کہ میرا نام عمرا ہے۔ عمان نے دانت بھینچ کر ساٹھ لمبے میں جواب دیا۔

اوہ۔ مجھ پر غرا ہے جو۔ تم صیروں کے لئے تو میرا نام وحشت زدہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس آدمی نے جوا ب جیتنے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ قدم آگے بڑھ آیا۔ عمان ۱۱ کی باتوں سے ہی مجھ گیا تھا کہ وہ گھٹیا درجے کا غم ہے اس نے اس ٹائپ کی گفتگو کر رہا ہے۔

اصلاً کیا نام ہے تمہارا۔ وحشت خاں؟ عمان نے بچے کو مڑکے دن بناتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل یہ جاننا چاہتا تھا کہ آخر یہ لوگ کون ہیں۔

میرا نام ریڈ کالر ہے۔ سنا ہے کبھی یہ نام؟ گومز نے مزہ ایکسٹرم آگے بڑھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے عمان کے چہرے پر تعظیم مارنے کے لئے ہاتھ کھایا۔ عمان نے تیزی سے اپنا منہ ایک طرف کر کے اپنے چہرے کو تو بچا لیا البتہ گومز کا چھتہ

پوری قوت سے اس کی گردن پر پڑا اور پٹاش کی آواز گونجی۔

اوہ۔ تو تم جو ریڈ کالر۔ یعنی گومز۔ یعنی ٹا جگر گروپ کے اہم آدمی۔ کبھی وہ مثال سنی ہے کہ گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو وہ لٹکر کا رنج کرتا ہے۔ اور گیدڑ صاحب! تم نے بھی اب شہر کا رنج کر لیا ہے۔ مجھے۔ عمان نے سپاٹ لمبے میں کہا اور اس کے اس فقرے نے گومز کے تن بدن میں جیسے آگ لگا دی۔ اس نے فحش کی شدت سے ناچنے ہوئے اغلاز میں مٹھیں گھن کا دست ایک بار پھر عمان کی۔ لپٹیوں پر مارنا چاہا۔ لیکن دوسرا لمحہ شاید اس درے لگنا کے لئے حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ عمان کے دلوں اتھو جڑ پھٹ پر بندھے ہوئے تھے گومز سے زیادہ تیز رفتاری سے رات میں آئے اور دوسرے لمحے مٹھیں گھن کا دستہ بجائے عمان کی ہڈی پر پڑنے کے اس کے ہاتھوں میں تھا جبکہ گومز نال کو پکڑتا رہ گیا۔ بین کیہ سری جھٹکے سے چھٹی فولادی نالی اس کے ہاتھ سے نکلتی تھی۔ بی گومز اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کبھی خواب میں بھی یہ خیال نہ آ سکتا تھا کہ سیوں سے بندھا ہوا آدمی اتنی تیزی سے گھومتی، برقی بین گن اس طرح دھتے سے پکڑ کر سنبال ہی لے گا اس لئے وہ چند لمحوں کے لئے بے حرکت کھڑے رہے اور ان کی یہی حیرت انہیں لے ڈوبی۔ مگر عمان نے مٹھیں گھن جھپٹنے ہی فائر کھول دیا اور دوسرے لمحے گومز کے ہاتھوں میں کھڑے ہوئے شہیدوں کی طرح قورش پر گرتے چلے گئے۔ مٹھیں گھن سے بچنے والی گولیوں کی بوجھاڑ نے انہیں کراہنے کی ہمت بھی نہ دی تھی۔

ہمارے مختلف مشرکوں پر گھنا شروع کر دیا۔ وہ تعاقب کو چیک کرنا چاہا۔
 تھا اور جب اسے اچھی طرح یقین ہو گیا کہ تعاقب نہیں ہو رہا تھا تو
 اس نے کار کا رخ وائش منزل کی طرف موڑ دیا۔
 وائش منزل کا گیٹ کھولا کہ وہ کار کو اندر لیتا چلا گیا۔
 وہ کار کا دروازہ کھولی کہ باہر نکلا۔ بلیک زیرو برآمدے میں آگیا۔
 "یکس کی کار لڑا اللہ نے عمران صاحب"۔ بلیک زیرو شاہ
 اس نئی کار کو دیکھ کر آپریشن روم سے باہر آگیا تھا۔
 "اڑا کر نہیں۔ بلکہ چلا کر لایا ہوں۔ تم اس کار کو اچھی طرح
 چیک کر لو۔ کہیں اس میں کوئی چنگیک سسٹم نہ ہو۔" میں ذرا اس
 مالک سے انٹرویو کروں۔ عمران نے گومز کو باہر کھینچے۔
 کہا۔ گومز بدلتے بدلتے ہوش تھا۔ عمران نے اسے کار سے باہر کھینچ
 کاڑھے پر ڈالا اور گیٹ روم کی طرف بڑھ گیا۔
 عمران نے گومز کو گیٹ روم میں لایا اور پھر دروازہ کھول کر باہر
 آگیا۔ باہر سے اس نے دروازے کو سپیشل لاک کیا۔ پھر وہ آپریشن
 کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو چنگیک راڈ انتہ میں پکڑے برآمدے
 باہر کار کی چنگیک میں مصروف تھا۔ عمران کے کمرے پر پیشتر ہی بیک
 جی والپس آگیا۔
 "کار میں کوئی چنگیک سسٹم نہیں ہے۔" بلیک زیرو نے
 کو والپس الملہ می میں رکھتے ہوئے کہا۔
 "جولیا کی طرف سے کوئی رپورٹ"۔ عمران نے بنیدہ
 میں پرچیا۔

لیس سر۔ جولیا نے نعلانی کی ڈیوٹی کو سر رشید کی نگرانی کے
 لئے لگائی تھی۔ نعلانی نے وہاں موجود ٹیلر کو اٹھ کر رکھے اس کے کوارٹر
 پر قید کر لیا ہے اور اب وہ ٹیلر کے میک آپ میں گھر رشید کے پاس
 موجود ہے۔ اس نے جولیا کو رپورٹ دی ہے کہ اس نے اس کے پاس
 نان ٹیپ کر لیا ہوا ہے۔ اور ویسے گھر رشید سے نہ ہی کوئی شے
 لیا۔ اور نہ ہی وہ باہر گیا ہے۔ البتہ فون کالیں آ جا رہی ہیں۔ بس
 لیا کھال اتنی ہی رپورٹ ہے۔ بلیک زیرو نے کہا۔
 "ٹیک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس ٹیلر کا آدمی نہ ہو۔ بس
 ایک آئیڈیا تھا۔ کیونکہ گھر رشید کا تعلق انٹی لڈنگ بورڈ سے
 ہے۔ اور شاید چوہدری منشیات کی بین الاقوامی تنظیم سے شعلق تھا۔ اس
 لئے اس کی گومز رشید سے گہری دوستی کوئی نہ کوئی رنگ دکھا سکتی تھی۔
 بہر حال فون ٹیپ سے صحیح صورت حال سامنے آ جائے گی۔ عمران
 نے سر جلاتے ہوئے کہا۔
 "یہ بھان کون ذات شریف ہیں؟" بلیک زیرو نے گومز کے
 شعلق پرچیا۔
 "یہ صاحب گیدڑ ہیں۔ اور موت انہیں شہر میں لے آئی ہے۔
 بہال ریڈ کار عرف گومز عرف ڈا جگروپ کے اہم نمبر ہیں۔ مجھے
 ان کا کرشمہ کی حماقت کہہ دیتے تھے۔ اور اب اس حماقت کا نمونہ جگت
 ہے میں۔" عمران نے کہا اور پھر مین پر کھانا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف
 لٹکا دیا اور پھر ریور ایما کر ریزروائل کہنے شروع کر دیے۔
 "فیاض پرنسٹنٹ آف انٹرنل ایشیائی جنس بورڈ سپیکٹ"۔ چند

ٹھوں بعد دوسری طرف سے نیاصل کی تھکانہ آواز سنائی دی۔ علاحدہ گھر
نے اس کے گھر فون کیا تھا کیونکہ دفتر کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ لیکن نیاصل
نے گھر سے میں جواب دیتے ہوئے اپنا پورا عہدہ بتانا ضروری سمجھا
اور لہجہ ایسا تھا کہ جیسے کسی ماتحت کو ڈانٹ رہا ہو۔

”تم مجھے رپورٹ دیتے بغیر دفتر سے چلے گئے۔ کیوں؟“
عمران کے منہ سے جو آواز نکلی اسے سنتے ہی سامنے بیٹھا ہوا بلکین
چونک چڑا۔ کیونکہ عمران سر جان کے مخصوص لہجے میں بول رہا تھا۔
”اوہ سر۔۔۔ میں نے رپورٹ تو دی تھی سر۔۔۔“
نیاصل نے سیکرٹ بولکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اور عمران بے اختیار
کھانے لگا۔ کیونکہ اس نے تو بس واؤ کیلئے تھا۔ لیکن اب اس کے کاغذ
کے نیاصل باقاعدہ سر جان کو رپورٹ دے کر نکلا تھا۔

”یہ رپورٹ تھی احمق۔۔۔ نانسنس!۔۔۔ اسے رپورٹ کہتے ہیں
عمران نے دوسرا واؤ کیلئے ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کچھ بھی کیا سکتا تھا
سس۔۔۔ سر!۔۔۔ ابھی میں تحقیقات کر رہا ہوں سر۔۔۔“
کا لہجہ اور زیادہ بولکھ گیا تھا۔

”کیا تحقیقات کر رہے ہو۔۔۔؟ کیا کیلو ڈھونڈ رہے اب تک؟“
نئے۔۔۔؟ عمران نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

”سر!۔۔۔ ڈاؤن گروپ کو ڈھونڈ رہا ہوں سر۔۔۔ میں جلد ہی آپ
کو فائدہ کر لوں گا سر۔۔۔“ نیاصل نے جواب دیا۔

”تمہیں ڈاؤن گروپ کے متعلق کس نے رپورٹ دی تھی۔ کہا۔۔۔
ملاحظہ کیوں؟“ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔ وہ دراصل نیاصل

ہر بات جانتا تھا کہ وہ اصل بات بتانے سے جوجہ گزر کر رہا ہے۔

”ج۔۔۔ جناب!۔۔۔ میں نے بتایا ہے سر آپ کو۔۔۔ کہ ایک منبر
نے اطلاع دی تھی سر۔۔۔ نیاصل نے رو دینے والے لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”جب کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہیں ایک ملازم ڈی بی نے یہ
اطلاعات پہنچائی ہیں۔ کیوں؟“ عمران نے آخر کار اصل
واؤ کیلئے ہی دیا جس کی خاطر اس نے فون کیا تھا۔ کیونکہ وہ نیاصل کی
لٹ کو سمجھتا تھا کہ وہ زندگی بھر کبھی اتنا رکتہ کرنا کہ اسے معلومات دہانی
دینی سے ملی ہیں۔ وہ دراصل رافٹ کے ایڈیٹر کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔
”سس۔۔۔ سر۔۔۔ وہ ملازم نہیں ہے سر۔۔۔ شریف آدمی ہے۔
اور وہی آدمی ہے سر۔۔۔“ نیاصل کی بولکھ ہٹ پور نے عروج پر پہنچ
چکی تھی۔

”نیاصل!۔۔۔ میرے خیال میں اب تمہیں پاگل خانے بھیج دیا جائے۔
ہم آدمی!۔۔۔ ڈی بی ایک بین الاقوامی تنظیم راکوش کا مقامی سربراہ ہے
اور تم اسے شریف اور کاروباری آدمی کہہ رہے ہو۔۔۔ یہ سچی نہیں
ابن عمران نے تو نہیں پڑھائی۔“ عمران نے لہجہ کو سخت بناتے
کہتے کہا۔

”سس۔۔۔ سر!۔۔۔ وہ تو اچھوٹا ایکسپورٹ کا کام کرتا ہے سر۔
بلکہ معلوم نہیں تھا کہ وہ مجرم ہے سر۔۔۔ اور سر! عمران تو مجھے ملا
ہی نہیں سر۔۔۔“ نیاصل اب باقاعدہ رونے پر اتر آیا تھا۔

”تم عمران سے فوراً ملاؤ۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ مجرموں کی راہ پر

کہہ دو کہ وہ میرے فٹ کے عقبی راستے سے جا کر اس نقلی فیاض کو رہا لے آئے۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ یہ کون فات شریف ہیں۔
 عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

عمران پہلے ڈرائیگ دم میں لگا اور پھر اپنا میک آپ صاف کر کے وہ گیسٹ دم کی طرف آیا۔ اُسے یقین تھا کہ اب گومز کو بوش آجی ہوگا۔ چنانچہ اس نے لاک کھولنے سے پہلے سائیڈ میں لگا ہوا ایک پمپ دھکیا تو دروازے کے ساتھ دیوار میں ایک چھٹا سا چوکھٹا سکرین کا طرح روشن ہو گیا۔ اور اس پر کمرے کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔ عمرا نے دیکھا کہ گومز پر لٹائی کے عالم میں کمرے میں ٹھہل رہا تھا اس کے پیر پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران نے سکرلے ہوئے جین آؤٹ کیا اور چھ لاک کھول کر اس ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔ اس وقت گومز کمرے کے دوسرے سر پر تھا۔ عمران نے اندر پہنچ کر دروازے کو بند کر دیا۔

گومز اب حیرت سے کھڑا عمران کو دیکھ رہا تھا۔ ظاہر ہے عمران ایک آپ صاف کر چکا تھا۔ اس لئے گومز کو اُسے پہچاننے میں الجھن ہو رہی تھی۔

”تمہیں کدو شش آگیا مشرب کا معرفت گومز۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم عمران ہو۔“ یہ تہااری اصل شکل ہے یا پہلے والی اصل تھی؟ گومز نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”میں نے بچپن میں گرگت کھالیا تھا اس لئے ہر لمحے شکلیں بدلتی رہتی

بہر حال جس شکل کو میری اصل مان لوں مجھے کوئی اعتراض نہ آئے۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”تم واقعی ضرورت سے زیادہ تیز رو۔“ مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں اس انکار کرنے کے چکر میں پڑ گیا۔“ گومز نے ہاتھ جھٹکتے ہوئے باب دیا۔

”انسان غلطی کا پتلا ہے۔“ گومز۔ لیکن غلطی کا عیانہ بہال جگہ ہی پڑتا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم دوسری غلطی نہ کرو گے۔“ لہجے میں لیبارٹری کا پتہ بنا دو گے جہاں شریک فائر تیار کیا جاتا ہے۔“

”ان نے سکرلے ہوئے کہا۔“ شریک فائر۔“ یہ کیا ہوتا ہے؟“ گومز نے چونکتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں پیدا ہونے والے تاثرات عمران کی تیز نظروں سے چھپنے نہ رہ سکے۔

”مک آدم ڈوجر گروپ کے اہم آدمی کو تو یہ نہیں پوچھنا چاہئے۔“ بھاری ابھی اتنی حیثیت نہیں تھی کہ تم فافا کے مقابلے میں آ جاؤ۔“

عمران نے لہجے کو سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ! تم بھی فافا کے ایجنٹ ہو۔“ لیکن میں تو یہ بتا گیا تھا کہ ایکٹ مروس کے لئے کام کرتے ہو۔“ گومز نے حیرت سے اچھٹے ہوئے کہا۔

”تمہیں درست بتا گیا تھا۔“ حیثیات سیکرٹ مروس کے دائرہ کار کی نہیں آتیں۔ اس لئے حیثیات کی حد تک میرا تعلق فافا سے ہے۔“

عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”ہونہ۔ لیکن تم مجھ سے کچھ نہ اٹھوا سکو گے۔ اس بار“ ناظر اچھلا تھا۔

”ذہن میں بچاؤ“۔ گومزن نے شوشی لہجے میں جواب دیتے ہوئے
”گگڑا۔ مجھے تمہاری یہ خود اعتمادی پسند آتی ہے۔“ اس کے جسم نے یوں جھٹکا کھایا جیسے وہ اپنا توازن درست کر رہا ہو۔

لائن کے آدمی میں ایسی ہی خود اعتمادی ہونی چاہیے۔ لیکچر
میں ذرا دوسری قسم کا آدمی ہوں۔ میں پوری دنیا میں عدم تشدد کا علم
ہوں اس لئے تشدد کو پسند نہیں کرتا۔ البتہ مجھے زبان کھڑ
کے ایسے طریقے آتے ہیں کہ آدمی دوستانہ حول میں ہی سب کچھ کر
ہے۔ اگر لائق نہ آئے تو تجربہ پیش کروں۔“ عمران نے مسکرا
ہوئے کہا۔

”تم جو چاہتے رہو۔ میری زبان نہیں کھل سکتی؟“
نے ہنٹ بھیٹتے ہوئے کہا۔ اس نے عمران پر حملہ کرنے کی قطعاً کوشش
نہ کی تھی۔ شاید وہ ذہنی طور پر عمران سے مرعوب ہو چکا تھا یا پھر شہ
وہ کسی ایسے موقع کی تلاش میں تھا۔

”اور کسے۔“ معیار ہوا جاتو۔“ عمران نے یوں کہا جیسے مار
مچ میں سے کسی بچے کو بلا کر اسے معمول بننے کی تیاری کا حکم دیتا ہے
اس کے ساتھ ہی عمران نے ماتہ بڑھا کر دروازے کے ساتھ گزرتا
سوچ بڑھ پر ایک بین کو دوبارہ مخصوص انداز میں پرلین کر دیا۔ اور
کے پرلین ہوئے ہی سامنے کھڑا ہو گا گومزن یوں اچھلا جیسے اس کے
میں کرنٹ لگ گیا ہو۔ حالانکہ کرنٹ کی بجائے اس کے پیروں تلے موز
آفس کارپٹ یوں سمٹ گیا تھا جیسے کسی نے اسے یکھٹ بھیغ لیا ہو
اچانک کارپٹ کے سمٹ جاتے کی وجہ سے گومزن گرنے سے بچنے

جیسے ہی گومزن کا جسم فرش سے چٹا، عمران نے اسی بین کو دوبارہ
پرلین کر دیا۔ اور گومزن کے جسم کو یوں جھٹکے گئے گئے جیسے اس کے جسم
میں ہزاروں دوڑنے والے کرنٹ دوڑ رہا ہو۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے
آئینے نہیں ہی سے ابھرنے چلے آئے۔

”روکو۔ اس کرنٹ کو روکو۔“ میری گینٹ ٹوٹ جاتی گی۔“
گومزن نے غری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اب اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا اور
چہروں بگڑ گیا تھا جیسے چہرے کے عضلات مخالف سمتوں میں کھینچنے

بارہے ہوں۔
میں تو کچھ بھی نہیں کر رہا مگر گومزن۔ میں کوئی تشدد کا علمبردار

میں تو کچھ بھی نہیں کر رہا مگر گومزن۔ میں کوئی تشدد کا علمبردار

میں تو کچھ بھی نہیں کر رہا مگر گومزن۔ میں کوئی تشدد کا علمبردار

ہولہ!۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ لیکن گومز کی حالت تیز بہار ٹوٹ پڑے گی۔۔۔ عمران کے یوں کہا جیسے بچے کو پہلالتے ہیں۔
 سے جگرتی چلی جا رہی تھی۔
 عمران جانا تھا کہ گومز کے اعصاب جھٹھر رہے ہوں گے۔ اس کے ہر وارٹ کے کنٹرول میں ہے۔۔۔ مرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ
 کی ایک ایک رگ تیز کی سے کھینچتی جا رہی ہوگی۔ فرش سے نکلنے والی نظروں میں تو کچھ شمس گرہ کا پتھر رچ ہوں اور ایک کچھ گروپ بھی تھا رہے ہاتھوں
 ریز براہ راست اعصاب پر اثر انداز ہوتی تھیں۔
 دوکر۔۔۔ نڈا گاڈ میک دوکر۔۔۔ میں معافوں گا۔۔۔ میں سب کچھ بتا۔۔۔ گومز اب دوسرے پرائر کیا۔
 دوں گا۔۔۔ گومز نے اس طرح پہنچ کر کہا جیسے کوئی شخص کسی گہری گمانی۔۔۔ ڈاکٹر وارٹ کہاں پایا جاتا ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے لیفٹ
 میں گرتے ہوئے پیچ رہا ہو۔
 عمران نے ہاتھ بڑھا کر اسی مٹن کو ایک بار پھر پریس کر دیا اور کہا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 کا بڑی طرح کا دنیا ہوا جیم تیزی سے ساکت ہونا شروع ہو گیا۔ اس کا
 باہر کو ابھتی ہوئی آنکھیں معمولی پر آنے لگیں۔
 یہ تو بالکل معمولی ڈنڈ تھی مگر گومز۔۔۔ آخر عدم تشدد کا علمبردار دوں
 پر فخر تو نہیں کر سکتا۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
 مجھے پانی دو۔۔۔ پانی۔۔۔ میری جان بچانی جا رہی ہے۔۔۔ گومز
 نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کا جسم اسی طرح فرش سے چٹا رہ گیا۔
 چلو اچھا ہے۔۔۔ نکل کر جانے دو۔۔۔ جا کر پانی پی آئے گی۔
 عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔
 میں سب کچھ بتا دوں گا۔۔۔ پانی پلاؤ۔۔۔ گومز نے پھر پھرتا
 ہوئے لہجے میں کہا۔
 جب بتا دوں گے تو پانی بھی مل جائے گا۔۔۔ اور پانی ہی کیا۔۔۔ تمہیں
 شربت دلی پہنچاؤں گا۔۔۔ ایسا شربت کہ تمہارے خزانہ رسیدہ دل پر

باس۔ مجھے نہیں معلوم۔ ہاں کبھی ملنے نہیں آیا۔ بخیر
ٹرانسپیر پر بات کرتا ہے۔ اسے صرف ایک آدمی جانتا تھا۔ لیکن وہ
مرچکا ہے۔ گوڑے نے جواب دیا۔

اور وہ آدمی ارشد چودھری تھا۔ عمران نے مسکرتے ہوئے کہا۔
اوہ! تم جانتے ہو اسے۔ تم آخر کیا چیز ہو۔ میں نے آج
نمک خورنگ سے خوفناک تشوہرواشت کیا ہے۔ اور کبھی زبان نہیں
کھولی۔ لیکن تم نے مجھے کیا کیا ہے کہ میں سب کچھ بتائے جا رہا
ہوں۔ گوڑے کے ہاتھ میں شدید حیرت تھی۔

بتایا تو ہے میں نے کہ میں عدم تشوہ کا طلبگار ہوں۔ اب تم خود
دیکھو۔ میں نے نہیں اچھی بھی نہیں لگائی۔ بہر حال تمہارا شکریہ کہ
تم نے میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ عمران نے مسکرتے ہوئے کہا کہ
بہر حال تمہارا کہ میں کو مخصوص اعتماد میں پر لیں کیا اور ساتھ ہی دروازہ کھولا
کہ وہ باہر نکلا۔ اسے معلوم تھا کہ گوڑے چند ہی لمحوں میں نارمل ہو جائے گا اور
صورت حال اب خاصی حد تک واضح ہو گئی تھی۔ اور اب وہ تیزی سے آکشن
میں آنا چاہتا تھا۔

عمران صاحب! بڑی دیر لگ دی آپ نے۔ وہ آپ کا دوسرا
مہمان بھی پہنچ چکا ہے اور اسے میں نے سیکورٹیکٹ روم میں پہنچایا
ہے۔ بلیک زیرو نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی کہا۔
اچھا اسے بھی نپٹ لیتے ہیں۔ ویسے یہ بتاؤ کہ اس کی کھوپڑی
پر بال بھی رہ گئے ہیں یا نہیں؟ عمران نے کہا۔
بال! کیا مطلب۔ بال تو ہیں۔ بلیک زیرو نے چونکے ہوئے کہا۔

اچھا! پھر مجھے سیلیان کو کوئی مضبوطی جوتی لے کر دینی پڑے
یقیناً وہ جوتی تڑوٹے بیٹا رنگا۔ یہ اور نقصان ہوا۔ عمران
استغاثے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو بات سمجھ کر بے اختیار قہقہہ مار
پڑا۔

عمران نے ریسورٹا کر فمب گھما لے شروع کر دیئے۔
جولیا سپینگٹ۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔
ایکٹو۔ عمران نے مضمرض لہجے میں کہا۔
نفاقی کی طرف سے کتنی رپورٹ۔ عمران نے پوچھا۔

نوسر! ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ شاید رات کو کوئی
رپورٹ آئے سر۔ جولیا نے جواب دیا۔
اچھا سنو! صفدر۔ کیپٹن شکیل اور نوید کو شمس کالونی کے پہلے
ہک پر پھنسا دو۔ میں عمران کو دباں بھیج رہا ہوں۔ عمران اس ٹیم
نایک کرے گا۔ ممبروں کو پوری طرح مسلح ہونا چاہیے۔ اور تم جو دباں
لگاتے کہ نفاقی کے پاس پہنچو اور دباں سے گوہر رشید کو اغوا کر کے
بلاش منشی پہنچاؤ۔ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

نہی کیسے سر۔ جولیا نے جواب دیا۔
تم کام استثنائی احتیاط سے ہونا چاہیے۔ عمران نے سخت
لہجے میں کہا اور ریسورٹ کر دیا۔

ظاہر! تم دوسرے مہمان سے پوچھ گچھ کر کہ وہ کون ہے۔
لوگوں فیاض کے ایک آپ میں میرے ٹیٹ میں پہنچا تھا۔ میں فدا
اب دو اور مہمانوں کو لے آؤں۔ عمران نے کہا۔

آپ شاید دانش منڈل کو بڑی بنا چاہتے ہیں۔ ایک۔ بڑی نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

”جو تو نہیں سکتا۔ میں ان کو سچے بیس سال سے جانتا ہوں۔ اور

دیے بھی انہوں نے آج تک مجھے گھر پر اس طرح کبھی فون نہیں کیا۔

مجھے تو کوئی اور ہی پکار گئے۔ فیاض نے کہا۔

”اور پکار کیا ہوتا ہے۔ تم تو خواہ مخواہ دہم کرتے ہو۔ اگر ایسی

ی بات ہے تو سر رحمان کو فون کر کے پوچھ لو۔ فیاض کی بیوی نے

شرعہ دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ پوچھ لوں۔ جیسے میں ان کا ماتحت نہیں۔ بلکہ وہ میرے

باحت میں۔ وہ تو پہلے ہی مجھے پاگل خانے جھوٹے پر تھے بیٹھے ہیں۔

فیاض نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

”اوہ! اچھا تو آپ اس نے پریشان ہیں۔“ فیاض کی بیوی

نے سنتے ہوئے کہا اور فیاض نے ایسا منہ بنالیا جیسے کوئین کی گولی غلطی

سے چبا جیٹا ہو۔

”خواہ مخواہ دل نہ جلاؤ۔ میں پہلے ہی پریشان ہوں۔ بہر حال

اب مجھے عمران کو ڈھونڈنا ہو گا۔“ فیاض نے کہا اور ساتھ ہی اس

نے ریپورٹر اسٹار عمران کے فیڈ کے فبر گھمانے شروع کر دیئے۔

”میں سیدان ابن نعمان پرنس آف ماسان سپرنگ“۔ دوسری طرف

سے سیدان کی آواز سنائی دئی۔

”تو میں تمیز سے بات کر رہی تھی۔“ جب بولتے ہوئی طرف

بگڑ کر کہنے لگے۔ عمران کہاں ہے۔ میں سو پر فیاض بول رہا

ہوں۔“ فیاض نے کرفت ہجے میں کہا۔

”نکرو کرو۔ سو پر فیاض سے سارا کرایہ یکمشت وصول کر کے دے

گا۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیز تر قدم اٹھا کر آپریشن روم

سے باہر نکل گیا۔



فیاض نے ریپورٹر ٹیل پر رکھ کر باقاعدہ پیشانی سے پسینہ پونچھا

شروع کر دیا۔

”کس کا فون تھا۔ آپ تو میت گھیرتے ہوئے ہیں۔ خیر ہے!

فیاض کی بیوی نے کہے ہیں داخل ہوئے ہوئے پوچھا۔

”سمجھیں نہیں آتا۔ ابھی سر رحمان کو ریپٹ دے کر کرا ہوں۔“

ابھی پھر انہوں نے فون کر کے نئے سرے سے ریپورٹ مانگنی شروع کر دی

اور پھر ان کے پاس ایسی اطلاعات بھی ہیں جو کسی بھی صورت میں ان کے

پاس نہیں پہنچ سکتیں۔“ فیاض نے اٹھتے ہوئے ہجے میں کہا۔

”تو کیا ہوا۔ آخر وہ ڈائریکٹر جنرل ہیں۔“ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے

اطلاعات حاصل کر کے اور بھی ذرائع قائم کر رکھے ہوں۔“ فیاض کا

”اوہ! پھر فیاض صاحب۔ ابھی بڑی مشکل سے ایک فیاض کو جگایا ہے۔ یہ سارے فیاضوں نے مجھے ہی تنگ کرنے پر کمر کیں بازو رکھی ہے۔“ دوسری طرف سے سلیمان نے بیزار اور گلتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کس فیاض کو جگایا ہے؟“ فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اوہ! ایک نقلی فیاض آگیا تھا۔ سالا دوبار چائے پی گیا۔ لیکن مجھے پتہ چلا کہ وہ نقلی ہے تو میں نے بھی گن گن کر دس جوتیاں ماری جیس اس کے سر پر۔“ سلیمان نے جواب دیا۔

”کیا بکواس ہے۔ جلتے ہو کس سے بات کر رہے ہو۔ گرفتار کر کے جیل میں ڈال دوں گا۔ چہرہ کھینوں گا کہ قبریں کون چھڑا تے ہے؟“ فیاض ہنستے ہوئے ابھڑ گیا۔ اس نے سمجھا کہ سلیمان اس سے مذاق کر رہا ہے۔

”وہ بھی ایسی ہی باتیں کر رہا تھا جوتیاں کھانے سے پہلے۔ دوسری طرف سے سلیمان نے بڑے مطمئن سے ہلچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور فیاض کو لوریں مسوری ہوا جیسے اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی ہو۔ غصہ اب اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بڑی طرح جگڑ گیا اور دم کھٹنے لگا۔

”خیر میں۔ مجھے بات کرنے دیں۔“ اچانک فیاض کی ہیری نے فیاض کے لہجے سے رسوا دیتے ہوئے کہا۔

”میں اسے گولی مار دوں گا۔ اس نے میری بے عزتی کی ہے۔“ اس نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہیلو سلیمان!۔“ میں سلمیٰ بولی رہی ہوں۔ کیا تمہیں عمران نے بھی لہایا ہے کہ تم ہر شخص کی بے عزتی کر دو؟“ فیاض کی ہیری سلمیٰ نے تباہی تلخ لہجے میں کہا۔ ”اُسے میری شام اپنے شوهر کی ایک باورچی کے قتل بے عزتی پر دیکھ بیٹھا تھا۔“

”اوہ بیگم صاحبہ!۔“ بیگم صاحبہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ فیاض صاحب خواف و محجربہ ادا غصہ ہو رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ تھوڑی دیر پہلے فیاض صاحب فلیٹ میں آئے اور گئے دھکیاں دینے۔ وہ عمران صاحب کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ پہلے اُنہیں انہیں ٹال دیا۔ لیکن جب وہ حد سے بڑھ گئے تو میں نے خفیہ طور پر عمران صاحب سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ فلیٹ میں آنے والا اصلی فیاض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انہوں نے چند لمحے پہلے فیاض صاحب سے نوں پر بات کی ہے۔ چنانچہ ان کے کہنے پر میں نے اسے چائے کی بوتلی کی دوا ملا کر دے دی۔ اور بیگم صاحبہ!۔ اس کے بیویوں کے لیے میں نے اپنا انتہام لیا اور جوتیاں مار دیں۔ یہ سب اصل قصہ۔ اب فیاض صاحب کا فون آگیا تو میں نے اس لئے یہ بات کہی ہے۔ عمران نے اتنا ہی نرم اور موقبہ نہ لہجے میں کہا۔

”اوہ!۔“ وہ نقلی آدمی کہاں ہے؟“ بیگم فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اُسے عمران صاحب نے اٹھوایا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں

ہے۔ سلیمان نے جواب دیا۔

”اچھا شیکر ہے۔“ فیاض کی بیوی نے رسیور رکھ دیا۔ فیاض

بھی اب آنکھیں پھاڑنے لگا تھا۔

”یہ کیا پکڑ ہے۔ تمہاری جگہ نفی فیاض وہاں کیسے پہنچ گیا۔“

فیاض کی بیوی نے کہا۔

”اوہ! اس کا مطلب ہے کہ کوئی لمبی گز بڑ ہو رہی ہے۔ اور اب

یہ بات بھی واضح ہو گئی ہے کہ اُمی سر رحمان کا جو خوفن آیا تھا وہ سر رحمان

کا نہیں تھا۔ بلکہ عمران سر رحمان بن کر مجھ سے ملا اگلا رہا تھا۔“

فیاض نے ہنٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”میری سمجھ میں تو یہ سارا پکڑ نہیں آ رہا۔ سلیمان آپ کو اچھی طرح

جانتے ہیں۔ اس آدمی نے اتنا کامیاب روپ بدل لاکہ وہ جہن نہ پہچان

سکا۔ اور آپ سر رحمان کو اچھی طرح جانتے ہیں اور عمران نے ان کا ہج

بنا کر بات کی تو آپ بھی نہ پہچان سکے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ فیاض

کی بیوی نے اُلجھے ہوئے لبہ میں کہا۔

”یہ تو کڑی ہی ایسی ہے۔ یہ وہاں بس پکڑ ہی پکڑ ہے۔ ویسے

تم کو رکھ کر وہ اگر کوئی نفی فیاض یہاں آیا تو تم اسے پہچان لو گی۔“ فیاض

نے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ میرا یہ مطلب نہ تھا۔“ فیاض کی بیوی نے فیاض سے

اس ذومعنی فقرے پر قدرے شرارتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ مسکراتی ہوا

کمرے سے چلی گئی۔ فیاض بھی مسکرا دیا۔ اب اُسے اپنے فقرے کا مطلب

سمجھ میں آیا تھا۔ اس وقت تو اس نے بہن بات کر دی تھی۔ لیکن اب

سرج رہا تھا کہ آخر اس کے میک آپ میں کون عمران کے فلیٹ میں گیا

ہوگا۔ اور اس کا یہ بہروپ بھرنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ لیکن جب

اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی تو اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس بار سے میں

وضاحت عمران ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے عمران کو ڈونٹ کرنے کا

فیصلہ کر لیا۔ اور چونکہ اس نے سلیمان کی بات سن لی تھی کہ اس نے عمران

سے خفیہ بات کی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جانتا ہے کہ عمران کہاں

مل سکتا ہے۔ اس لئے اس سے پوچھا جاسکتا ہے چاہے زبردستی ہی

کیوں نہ کرنی پڑے۔

چنانچہ فیاض ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ باس بدل کر عمران

کے فلیٹ پر جا کر وہ سلیمان سے پوچھ کچھ کر سکے۔

تویر کی طرف مایہ جہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”جس کی فرمانبرداری ہم کر رہے ہیں تم بھی تو اسی کی فرمانبرداری میں یہاں آتے ہو۔“ تویر نے بڑا سامنے بناتے ہوئے کہا۔

”یاد کیا کروں۔“ سرسراہ والوں کی بات ماننی ہی پڑتی ہے۔ اچھے داماد کی بہنی نشانی ہوتی ہے۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور تویر تو وائٹ ہیٹنگ کر رہ گیا۔ البتہ کیکشن شکیل اور صفدر دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

”اچھا اب یہیں کھڑے بیٹھتے ہی رہو گے۔ یا پل کر کوئی کام بھی کر لیں۔“ عمران نے اس بار بخیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن کام کیا ہے۔ کچھ نہیں بھی تو پتہ چلتے۔“ کیکشن شکیل نے کہا۔

”یہاں ایک ڈاکٹر رہتا ہے۔ اس سے ہم نے میڈیکل چیک آپ کرا رہے ہیں۔“ جس کو وہ رائٹ کمرہ دے گا بس وہی داماد بنے گا۔ اب دیکھو ہم میں سے کس کی قیمت جاگتی ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ صفدر اور کیکشن شکیل دونوں مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے جب کہ تویر کے چہرے پر وہی بیزاریت طاری تھی لیکن ظاہر ہے وہ وہاں درگ نہ سکتا تھا۔

عمران سیدھا کمری نمبر بارہ کی طرف بڑھا چلا گیا۔ جو کہ چوک ہے بالکل ہی قریب تھی۔ خاصی بڑی اور خوبصورت کوٹلی رتنی۔ بیرونی سٹون پر ایک نیم پلٹ پر ڈاکٹر ایم۔ ایچ۔ رائٹ لکھا ہوا تھا جس کے نیچے دو دروازے کی ایک لمبیل قطار موجود تھی۔ عمران نے کال بیل پر انگلی رکھ دی۔

عمران نے شمس کا کوئی کسے پہلے چوک پر جیسے ہی کارروائی اس۔ ایک طرف کھڑی ہوئی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے صفدر۔ کیکشن شکیل اور تویر چیک کر لیا۔ کمری نمبر بارہ چونکہ اس چوک سے دو کسے بھی اس نے عمران انہیں وہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا۔ اور پھر جیسے ہی عمران گاڑی سے نیچے اترے وہ تینوں بھی نیچے اتر گئے۔

”ارے آپ لوگ اکٹھے یہاں۔ کیا یہاں کوئی بلیو کلب تو نہیں کھلا؟“ عمران نے انہیں دیکھتے ہی کہا۔

عمران صاحب!۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ نے یہاں پہنچ کر کچھ لیکر کرنا ہے۔ چنانچہ ہم حاضر ہو گئے ہیں۔ اب چاہئے آپ بلیو کلب لے جائیں یا ریڈ کلب۔ آپ کی مرضی؟“ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”واہ!۔ اسے کہتے ہیں فرمانبرداری۔ کیوں تویر؟“ عمران۔

اور ایک مرنے پر عید گیا۔ باقی ساتھی بھی خاموشی سے بیٹھ گئے۔

چند لمحوں بعد بلخی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھوں پر نفیس فرم کا چشمہ لگا ہوا تھا۔

مجھے ڈاکٹر رائٹ کہتے ہیں۔ آئے والے نے کہا اور اس کی آواز سننے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ اسی کی آواز ہے جس نے گھٹ مائیک پران سے بات کی تھی۔ گویا اس نے جان بوجھ کر آواز کو بدل کر جاری بنانے کی کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہے عمران جیسے شخص سے ایسی چیزیں چھپانی ناممکن تھیں۔

ڈاکٹر رائٹ آپ نے اچھا کیا ہے کہ ایسے حالات میں آپ نے اپنا راز کاش گاہ پر کسی آدمی کو نہیں رکھا۔ اور اکیلے رہتے ہیں۔ عمران نے اٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

کل کیا مطلب؟ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس کو بھی میں بے علاوہ نہیں افسردہ موجود ہیں۔ ڈاکٹر رائٹ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

اچھا۔ پھر انہیں جہنم بلا لیں۔ تاکہ میں بھی دیکھوں کہ میں کتنے کلمے میں۔ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

تم کون ہو؟ ایک ڈاکٹر رائٹ نے سخت لہجے میں کہا اور فزکی اس نے تیزی سے اپنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالنا چاہا۔

بس بس۔ ہاتھ باہر رکھنا ڈاکٹر رائٹ۔ وہ رائٹ کوئی فٹ لکھے آئے۔ عمران نے بھلی کی جی تیزی سے سائیکل پر سوار ہو کر

ڈاکٹر کہتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ مصدور کی پیشین گوئی

کون ہے؟ ایک تون میں لگے ہوئے مائیک سے ایک جاری سی آواز نکلی۔

جس انہی نازک لکبیر کے ڈاکٹر کو گہر رشید صاحب نے بھی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے لئے ایک ضروری پنیم ہے۔ عمران نے انتہائی جلدی لہجے میں کہا۔

مگر صاحب موجود نہیں ہیں۔ کل سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں جواب دیا گیا۔

سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ معاملہ غراب ہو جائے۔ رائٹ ابراہیم جی۔ فی الیف اور فاجر کے سلسلے میں ایک ضروری پنیم ہے۔ عمران نے چپقلے سے زیادہ کڑھت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوه۔ ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ سے برآمد ہوں۔ انہیں وہاں سائیکل پر ایک کمرہ وہاں بیٹھ جائیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو اطلاع کرتا ہوں۔ اس بار

دوسری طرف سے چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور عمران نے انتہائی سر جھلایا۔

چند لمحوں بعد چاکل خود بخود کھٹا چلا گیا۔ غاصا وسیع لان تھا جس میں سڑک کی مر سڑک تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس سے چلا ہوا برآمدے میں پہنچا اور پھر وائیں طرف موجود کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

یہ غاصا ڈاکٹر تھا جس کو ڈاکٹر نگ روم کی طرز پر سمایا گیا تھا۔ واہ کیا شاعری ہاں ہیں۔ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

اور توبہ بھی چونکہ کراٹھ کھڑے ہوتے اور اب ان تینوں کے استغاثہ پر
 بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر کچھ سمجھتا، تنویر کا وہ ہاتھ جس میں اس
 نے رولور پکڑا ہوا تھا سبلی کی کسی تیزی سے حرکت میں آیا اور ڈاکٹر
 بھی رولور نظر آ رہے تھے۔

صفا در تشکیل اہم دونوں باہر جاتا اور اس کو صحن کی مکمل تلاش کے حق سے بچنے والی کرنک پیچ سے مکرو گونج اٹھا۔ مشیت کے سلسلے میں کوئی کاغذ کوئی ٹیکو نظروں سے نہیں بچتا تھا اور سوا۔ اول تو یہاں دوسرا کوئی آدمی نہیں ہوگا۔ اور اگر ہو تو اس کی جان آسان طریقے سے نکال دینا زیادہ بھیف نہ دینا۔ کیونکہ بزرگ کہتے ہیں کہ آسان موت ایک نعمت ہے۔ عمران نے صفا کی پیش تشکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیرا سے باہر نکل گئے۔

یہاں پر رات ایک گھنٹہ پہلے کہ تم نے جہانگیر کو دل دیا۔ وہ
یقیناً تم اپنے آپ پر یسین روم میں زیادہ معظوظ ہوتے۔ لیکن فی البدیہہ
اور خارجہ کے الفاظ نے تمہیں یہاں کیلچنگ لانے میں مدد کی۔ اب تم در
جہدی سے صرف اتنا یاد کر فی البدیہہ لیا داری کہاں ہے۔ عمار
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

رامٹھ نے اپنے آپ کو سہلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

تنبور! تمہیں معزز کو معزز ترین بنانے کا فن آتا ہے۔ کیا خیال ہے ڈاکٹر ڈائٹ کو معزز ترین موزا چاہیے۔ یہ اچھی بات ہے۔ تنبیر کوں محدود ہیں؟۔ عمران نے مسکراتے تنبیر سے منی طلب ہونے ہوئے کہا اور تنبیر اس کا اشارہ کی کہ توں کھل اٹھا جیسے پہلے کو اچانک ٹھنڈا پانی پینے کی نذر رسائی گئی ہو۔ اس نے تیزی سے ایک قدم کھینچا۔

رہا تھا جیسے اس کے جسم سے دُوح تیزی سے نکلتی جا رہی ہو اس کا چہرہ بُری طرح جھج گیا تھا۔ اور زبان باہر نکل آئی تھی۔

خدا کے لئے۔۔۔ اسے میں مریاؤں گا۔۔۔ چینیوں کے ساتھ ڈاکٹر رائٹ کے حلق سے یہ الفاظ بھی نکلتے گئے۔

جلدی بتاؤ ڈاکٹر کہ فی الحقیقت کی سیسا بڑی کہاں ہے۔ غازی نے اس کے پیٹ پر اپنا ایک ہیر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبائے ہوئے کہا۔ اس کے اس طرح دبائے سے ڈاکٹر کا چہرہ یکجہت غلط نظر آنے لگا۔ لیکن عمران نے فوراً ہی پیریشا لیا اور ڈاکٹر دوبارہ اسی طرح پھر کرنے لگا۔

تو ذرا صل ڈاکٹر رائٹ کے اعصابی نظام میں جھٹکا دے کر گڑبڑ پیدا دی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ڈاکٹر کا پورا جسم اس کے کتھول سے باہر ہو گیا تھا بلکہ اس کی رگیں بھی مسلسل کھینچی چلی جا رہی تھیں۔ اس وجہ سے ڈاکٹر رائٹ کی موت سے بھی بڑی حالت میں تھا۔ لیکن تو خود بھی معلوم نہ تھا کہ جب کسی شخص پر ایسا داؤ استعمال کر دیا جائے تو پھر اسے جھٹکے کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے آج تک جتنے افراد پر بھی یہ داؤ استعمال کیا تھا وہ سب آخر کار مسلسل تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئے تھے۔ لیکن اب صحیح حالت میں پھر نہ آسکے تھے۔

لیکن اب تو خور نے خود دیکھا تھا کہ عمران نے ڈاکٹر رائٹ کے پیٹ پر اپنا ہیر رکھ کر اسے جیسے ہی دبا یا، ڈاکٹر کی حالت تیزی سے سنبھلنے لگی تھی۔ تو بڑی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا اس نے تو اپنی طرف سے عمران کے فقرے پر غصہ کیا کہ ایسا داؤ لگا دیا تھا۔ جس کا اس کا

دانت میں عمران جیسے لڑکے کو بھی علم نہ ہو گا کیونکہ اس نے یہ داؤ کبھی نہ پہن ہی جاپان کے ایک مشہور فاسٹر سے سیکھا تھا اور فاسٹر کے کہنے کے مطابق پوری دنیا میں اس داؤ سے اس کے علاوہ اور کوئی واقف نہیں ہے اور اب دوسرا آدمی تو بڑے سہے جو اس داؤ کو جانتا ہو گا اور یہ بھی اسی جاپانی فاسٹر نے ہی بتایا تھا کہ اس داؤ کا ٹوڑ آج تک ایجاد نہیں کیا جا سکا۔ لیکن اب تو یہ دیکھ رہا تھا کہ اس داؤ پر عمران نے کوئی حیرت کا اظہار نہ کیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے اس کے ٹوڑ کا غلطی مظاہرہ بھی دکھا دیا تھا۔

مم۔ میں بتا رہوں۔ ذرا لمبز پر دوبارہ رکھو۔ میری جان ٹھکی جا رہی ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے اپنا ہیر دوبارہ اس کے پیٹ پر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبا دیا۔

اوہ۔ کیا خود ناک ٹیکٹ ہے۔۔۔ خدا کی پناہ۔ یوں لگ رہا ہے جیسے دگ دگ ٹوٹ رہی ہو۔۔۔ ڈاکٹر رائٹ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

لک بات بتاؤں ڈاکٹر!۔۔۔ جہاں میرے ہیر دبائے سے عمل کی رفتار دگ گنتی ہے۔۔۔ وہاں اسے تیز بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم جلدی سے لیبارٹری کے متعلق بتا دو۔ عمران نے سخت اور دھمکتے لہجے میں کہا۔

لیبارٹری عالم پورہ میں ہے۔۔۔ نفاہر مینٹ بنانے کا کارخانہ ہے۔۔۔ نفاہر مینٹ درکشاپ۔ لیکن اس کے نیچے تہہ خانے میں فی الحقیقت

تیا کی جاتی ہے اور انہی مہینے کے ڈوبوں میں سپلائی کی جاتی ہے۔ ہر اس ٹریلے میں بی۔ ایف ہوتی ہے جس میں کسی طرح بارہ کا بندہ موجود ہوتا ہے۔ یہ تمام ٹریلے ارشد چوہدری کے اور گیارہ کے پیچھے بنے ہوئے تہ خانوں میں تہیج جاتے تھے جہاں انہیں عام مہینے کے ڈوبوں سے علیحدہ کر کے آگے سپلائی کر دیا جاتا تھا۔ آج کل تمام کام روک دیا گیا ہے اس لئے لیبارٹری بند ہے اور تمام آدمی چھٹی پر ہیں۔ اسی لئے میں بھی اکیلا رہتا ہوں ورنہ۔۔۔ ڈاکٹر رائٹ نے آخری لفظ کہنے کے بعد اپنا شروع کر دیا۔

”اس کا نامولا۔۔۔“ عمران نے پوچھا۔

”نامولا۔۔۔ نامولا کو ڈورنڈ میں اسی کوٹھی کے آپریشن روم موجود ہے۔ بظاہر ایک سرکاری دستاویز ہے اس کو ٹھی کی خیریتے متعلق لیکن دراصل وہ بی۔ ایف کا نامولا ہے۔“ ڈاکٹر رائٹ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے مسکرا کر اپنا پیر ایک طرف جٹایا تو ڈاکٹر رائٹ دوبارہ تکلیف کی شدت سے چہرہ کھینچنے لگا۔

عمران نے جھک کر چھتی سے ڈاکٹر کو منہ کے بل الٹایا اور پھر اس نے ایک پیر اس کی گردن کی پشت پر رکھا اور دوسرا پیر اس کی کمر کے نیچے رکھ کر وہ مخصوص انداز میں گھوم گیا اور گھومنے کے ساتھ ہی وہ اچھل کر فالین پر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر رائٹ بولا اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے ٹیسے زندگی میں کبھی کوئی تکلیف نہ ہوتی ہو۔ اسی لمحے دروازے پر صفدر اور کیٹین ٹینیل نظر آئے۔ عمران کے ہاتھ میں دوبارہ ریو اور نظر آئے لگ گیا تھا۔

”ڈاکٹر کے ہاتھ پشت پر باندھ دو۔۔۔ منو ڈاکٹر!۔۔۔ اب اگر غلط حرکت کی تو ریشہ ریشہ علیحدہ کر دیا جائے گا۔“ عمران نے غرا تے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر نے سر جھٹک لیا۔

تئیر نے بڑی چھتی سے ڈاکٹر کے دونوں ہاتھ پشت پر کر کے لپٹ چٹکڑی لگا دی۔

”اب چلو ڈاکٹر!۔۔۔ اور بتا دو کہ وہ نامولا کہاں ہے۔“ عمران نے ڈاکٹر سے کہا اور ڈاکٹر خاموشی سے آگے چل پڑا۔ اس کا تعلق چوکر صرف سائنس میں بہاڑی سے ہی رہا تھا اس لئے وہ عام انسانوں جیسی قوت برداشت ہی رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک ہی زور دار جھٹکے نے اس کی تمام قوت برداشت کا خاتمہ کر کے رکھ دیا تھا اور اب وہ اس طرح ان کے احکامات کی تعمیل کر رہا تھا جیسے وہ ان کا نذر فیہ غلام ہو۔ چند ہی لمحوں بعد ڈاکٹر نے میز کی ایک خفیہ دروازے سے وہ دستاویز نکال کر دی جس پر اس کے قول کے مطابق بی۔ ایف کا نامولا درج تھا۔ حالانکہ بظاہر وہ کوٹھی کی خرید کی سرکاری دستاویز نظر آتی تھی۔ عمران چند لمحے غور سے اس دستاویز کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے سرائی کر ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔

مجھے معلوم ہے کہ تم نے اس دستاویز کی وجہ سے مجھے زندہ رکھا ہے۔۔۔ ورنہ تم میرے گول کسی کو زندہ نہیں رکھتے۔ لیکن اب میں لوں اس دستاویز کا کوڈ نہیں بتاؤں گا جب تک تم میری شرائط قبول نہیں کر لیتے۔ اور ان میں پہلی شرط یہ ہے کہ مجھے ایجوکیشن کے دار الحکومت مالک پہنچایا جائے۔“ ڈاکٹر رائٹ نے زور دیتے ہوئے کہا۔

ضرور پہنچا پتہ گئے ڈاکٹر۔ تاکہ تم ڈاکٹر سے ہٹ کر باقی کی لیا بڑا
 میں پہنچ جاؤ۔ اور پھر وہاں بیٹھ کر تم رٹخ فائر تو کیا ڈیوٹ فائر کی تیاری
 بھی شروع کر دو۔ ڈاکٹر رائٹ! تمہاری صلاحیتیں آخر دنیا کو نشاۃ
 کا عادی بنائیں گی کیوں صرف جوہری ہیں۔ تم اپنی ان صلاحیتوں
 کو ملک و قوم کی ترقی میں آخر کیوں نہیں استعمال کر سکتے؟ عمران
 نے باقاعدہ وعظ شروع کر دیا۔
 میں تمہارے کس چکر میں نہیں آؤں گا۔ اور جب تک میں کوڈ
 نہیں بتاؤں گا تمہارے لئے یہ سب کچھ بے کار ہے۔ تمہیں میری
 شرائط پوری کرنا ہوں گی۔ ڈاکٹر نے زور دے کر کہا۔
 عمران صاحب! ڈاکٹر صاحب کی شرائط مان لیجئے میں آخر
 حرج ہی کیا ہے؟ صفدر نے صورت حال کو سمجھتے ہوئے عمران کو
 باز دارانہ انداز میں آنکھ مارتے ہوئے کہا۔
 • ایرمان لیں گے۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ اور ڈاکٹر رائٹ!
 اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ تم اس کوڈ کی وجہ سے مجھے طبلہ میں کر سکو گے۔
 یا اس وراثت کو مجھ سے لے میں نے تمہیں زبردست کھاتے تو یہ تمہاری
 خوش فہمی ہے۔ عمران نے تجوید لہجے میں کہا۔
 تم زندگی بھر عکس بار تہ رہو تو یہ کوڈ نہیں سمجھ سکتے۔ یہ ایک
 ایسا پیش کوڈ ہے جسے کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا۔ ڈاکٹر رائٹ نے
 بڑے فخر سے لہجے میں کہا۔
 عمران نے مسکاکر ڈاکٹر رائٹ کی طرف دیکھا۔
 • بعض لوگوں کو کہیں خوش فہمی ہو جاتی ہے۔ بچکا نہ خوش فہمی۔

فائر!۔ یہی غلط اعتماد انسان کو لے ڈیوٹیا ہے۔ اب تمہیں مشکل
 اعتماد کے کہ تمہارے علاوہ اور کوئی اسے ڈیوٹ نہیں کر سکتا۔
 اس لئے تم محفوظ رہو۔ عمران نے کہا۔
 • ایل!۔ ایسے ہی سمجھ لو۔ ڈاکٹر نے کہا۔
 • تو سنو ڈاکٹر رائٹ! اس کوڈ کو سب سے پہلے پہلی جنگ عظیم
 کے دوران کرنل بیلی نے استعمال کیا تھا۔ اور اس کوڈ کی وجہ سے
 اس نے نازیوں کے ایک بہت بڑے مورچے پر قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ
 اسے اسی لئے بیلی کوڈ کہتے ہیں۔ اور یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ اسے
 ڈیوٹ کوڈ کرنا تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ یہ اسے کس اس
 زبرد پس فانیج کے کہنے سے ڈیوٹ کوڈ ہوتا ہے؟ عمران نے
 کہا اور ڈاکٹر رائٹ کی آنکھیں تیزی سے پھلتی چلی گئیں۔ وہ عمران کو
 یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس نے کوئی جھوٹ دیکھ لیا ہو۔
 کیا میں درست کہہ رہا ہوں ڈاکٹر رائٹ؟۔ عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔
 • ایل!۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ نہ جانے تم کون ہو۔ تم انسان
 بہر حال نہیں ہو سکتے۔ ڈاکٹر نے اپنے پھیلے ہوئے کندھوں کو
 کیڑھتے ہوئے ڈھیلے لہجے میں کہا۔
 • صفدر!۔ ڈاکٹر کو اپنے ہیڈ کو اڈر پہنچاؤ۔ عمران نے
 صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے کیپٹن شکیل کو کارڈیں کوڈ
 کے اندر لے کر لے کے لئے کہا۔
 • تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے؟۔ اپنا ایک ڈاکٹر رائٹ

بارے پیسے نہ لکھنے کا ڈکھ ہو۔

”تم سے سیکھ کر گیا تھا۔“ تنویر نے اور بھی زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ابن تنویر!۔۔۔ یہ خصوصاً واؤ ہے۔ اسے مصر کے سامی الذل کے لوگوں کے آج سے ہزاروں سال قبل مسیح اپنے وطنوں کو بے بس کرنے کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ اسی لئے اسے سامی گروپ کہتے ہیں۔ بہر حال اب تم جاؤ۔ ایسے بنانے کہتے واؤ میری کھوپڑی میں موجود ہیں۔ بس فوراً پیار سے غٹنے کی بات ہے۔“ عمران نے لٹکاتے ہوئے کہا۔

”اوہ عمران!۔۔۔ تم نے تو بایا ہی نہیں۔ اب تو میں روز تمہارے ٹیٹ پر آؤں گا۔“ تنویر نے آگے بڑھ کر بڑے موؤ بانہ انداز میں عمران سے مصاحفہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کا رویہ عمران کے ساتھ ایسے بدل گیا تھا جیسے وہ تنویر ہی نہ ہو جو مرلے عمران سے الگ رہتا ہے اسے۔ لیکن اطلاع دے کر آنا۔ تاکہ میں جو کیا کو سمجھ سکے میں مجبوراً دیکھوں۔“ عمران نے کہا اور تنویر کے جسم سے جھٹکا کھایا اسے ایک بار پھر غصہ آنے لگا تھا۔ لیکن وہ تیزی سے منہ کر صفدہ اور کیپٹن ٹینک کی طرف بڑھ گیا جو کار میں بیٹھے اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ تم کس چکر میں آ گئے تنویر۔ کیپٹن ٹینک نے تنویر سے کہا۔ تنویر اس کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”یہ چکر نہیں ہے کیپٹن!۔۔۔ مارشل آرٹ کے عظیم ترین واؤ کا مسئلہ ہے۔ میں نے سامی گروپ کو پچاس ہزار روپے دے کر سیکھا اور مجھے

نے کہا۔

”سنٹی انٹیلی جنس سے۔“ عمران نے سکراتے ہوئے جواب دیا اور ڈائریکٹ کا پھر یہ سنتے ہی سگنٹ بکھ گیا۔ اب اسے صاف موت نظر آ رہی تھی۔

اس گم شائد ڈاکٹر بھی سمجھا تھا کہ یہی منشیات کے کسی گروپ سے تعلق رکھتے ہوں گے اس لئے اس گروپ میں بھی اس کی جگہ بن چاہئے گی۔ لیکن سنٹی انٹیلی جنس کا سس کر اس کا عوصلہ جواب دے گیا تھا۔

”مٹروٹی ویر بعد کیپٹن ٹینک کی کار سمیت اندر آیا اور صفدہ نے ڈاکٹر کو رکی پھیلی سیٹ پر بٹھا دیا۔

”تم بھی جاؤ تنویر۔۔۔ میں آ جاؤں گا۔“ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں!۔۔۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔“ تنویر نے لاڈلے لہجے میں کہا اور صفدہ اور کیپٹن ٹینک دونوں تنویر کی بات سسن کر یوں حیرت سے اچھلے جیسے زندگی میں پہلی بار انہوں نے کوئی انوکھی چیز دیکھ لی ہو۔ تنویر اور عمران کے متعلق اس کا ایسا لہجہ۔ ظاہر ہے حیران کن بات تھی۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں نہ لگا چاہتے ہو۔ تم نے یہ واؤ مارٹر بیک سے سیکھا ہوگا۔ کتنی رقم دی تھی اسے۔“ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”بچا اس فراڈ۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ بہت بڑا فراڈس میں نکلا۔ مجھ سے تو مفت سیکھ کر گیا تھا۔“ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا جیسے اُسے اتنے

فخر تھا کہ اس واؤ کو جاننے والا اس ملک میں میں آگیا ہوں۔ اور علم کے حصہ ملا نے پر میں نے پیچھے بیٹھے ہوئے ڈاکٹر رائٹ پر یہ واؤ استعمال کر دیا۔ مجھے یقین تھا کہ اب ڈاکٹر تروپ تروپ کر مر جائے گا لیکن عمران نے اسے اس طرح ٹھیک کر دیا جیسے اس پر کبھی واؤ لگی نہ ہو۔ اور پھر اس آدمی کا نام بھی بتایا جس نے مجھے یہ واؤ سکھایا تھا کمال ہے میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ عمران اتنا بخیر سنے بڑے مرعوب سے بھیجے میں کہا۔

تمہارا شوق چونکہ بکریاں آٹھ ہے اس لئے تم اس چکر میں عمران سے مرعوب ہوئے ہو۔ ورنہ عمران ہر فن کو لے لے۔ تکیہ کشی شیکل لے لے گا اور تیزی سے کار کو چاک کی طرف موڑ دیا۔ عمران، ان کے جانے کے بعد آگے بڑھا اور چاک تک بند کر کے دوبارہ ڈاکٹر کے آپریشن روم کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے آپریشن روم میں ایک ایسا مشین دیکھی تھی جس نے اسے چونکا دیا تھا اور وہ آگیا اس مشین کو اچھی طرح چک کر ناچا بٹا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے ان کو بھیج دیا تھا اور خود وہاں ٹنگ گیا تھا۔

تیز تر قدم اٹھاتا وہ جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا، اچانک آپریشن روم میں موجود ٹیلفون کی گھنٹی بج گئی اور عمران ٹیلفون کی گھنٹی کی آواز سن کر بڑی طرح چونک پڑا۔ وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا پھر اس نے رسیوں پر اٹھا لیا۔

نہیں۔ ڈاکٹر رائٹ پہلے لگا۔ عمران نے ڈاکٹر رائٹ کے مقصود سے بھیجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”کھڑا۔ میں ٹوٹی بول رہا ہوں۔ تم کو مٹی میں عادت کے مطابق کہتے تو نہیں رہ رہے۔“ ٹوٹی کی آواز سنائی دی عمران اس کی آواز فوراً ہی پہچان گیا تھا کہ یہ اورنگ آباد کا منیجر ہے۔ وہ رہا ہوں۔ کیوں؟ عمران نے تعجب بھرے لہجے میں کہا۔

”حالات نے حد خراب ہو گئے ہیں۔ انجینئر گروپ مارا جا چکا ہے۔ ریڈ کالز غائب ہے۔ اس کا کوئی پتہ نہیں مل رہا۔ میں نے باس سے خصوصی ٹرانزٹ پر بات کرنے کی کوشش کی تو باس کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔ میرا خیال ہے کہ عمران باقاعدہ حرکت میں آچکا ہے۔ اس لئے حالات تیزی سے بگڑتے جا رہے ہیں۔ میں نے تمہیں اس مسئلے فون کیا ہے کہ تمہاری بی بیادی یقینیت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم پر چڑھ دوں۔ میری تجویز ہے کہ تم فوری طور پر کسی غیر ملکی نکل جاؤ۔ جب یہاں حالات ٹھیک ہو جائیں گے تو تم واپس آ جاؤ۔ دوسری طرف سے ٹوٹی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری جھڑپ کا شکریہ ادا۔ لیکن میرے خیال میں باس سے اجازت لئے بغیر مجھے باہر نہیں جانا چاہیے۔ بلکہ ہم سب کو اپنے طور پر مل کر کوئی ایسا عمل طے کرنا چاہیے۔“ عمران نے ڈاکٹر رائٹ کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے ڈاکٹر! لیکن نہانے باس سے کیوں لاپرواہی نہیں ہو رہا۔ اور میری چھٹی میں کب رہی ہے کہ حالات خراب

”نہ چکے ہیں۔ میری شرف الدین سے بات ہوئی ہے۔ وہ بھی
 باس سے رابطہ قائم نہیں کر سکا۔ وہ خود بے حد خوفزدہ ہے۔ اور
 نام ہال کے لئے جن پارٹیوں سے شرف الدین نے سووے کر رکھے تھے
 وہ شرف الدین کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ہمیں فوری طور پر کوئی
 حل سوچنا چاہیے۔ ارشد چوہدری ہوتا تو باس کے بعد وہ حالات
 سنبھال لیتا۔ لیکن اب باس کی عدم موجودگی میں ریڈ کارل یعنی گومر کیڈ
 تھا۔ لیکن وہ بھی غائب ہے۔ اس کے بعد تم ہی کیسٹڈ ہو۔
 ڈوئی نے کہا۔

”تم ایسا کرو کہ شرف الدین کو ہمارے کر میرے پاس آجاتا۔ ہم
 تینوں بیکٹر کوئی صورت سوچ لیتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ میں شرف الدین کو لے کر پہنچ جاتا ہوں۔ دوسری
 طرف سے ڈوئی نے رضامند ہوئے ہوئے کہا اور عمران کی آنکھوں میں
 چمک اُبھر آئی۔ اس کا کام آسان ہوتا جا رہا تھا۔

”کتنی دیر میں پہنچ جاؤ گے؟“ عمران نے پوچھا۔
 ”آدھے گھنٹے میں۔ دوسری طرف سے ڈوئی نے جواب دیا۔
 اور عمران نے اس کے کہہ کر کرڈیل دیا دیا۔ جب رابطہ ختم ہو گیا تو اس نے
 دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
 ”ایک ٹو۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔
 ”عمران بول رہا ہوں۔ صفر وغیرہ نے آدمی پہنچا دیا ہے؟“
 عمران نے پوچھا۔
 ”ہاں! ابھی چند لمحوں پہلے پہنچا ہے۔ لیکن یہ پکڑ لیا ہے۔“

دانش منزل میں تو آدمی ہی جبرے جا رہے ہیں۔ جو لیا بھی ایک آدمی
 کر لے آئی ہے گومر شید کو۔“ بلیک زیرو نے کہا۔
 ”اب تک آدمیوں کی کمی رہی ہے اس حالت میں۔ وہ نقلی نیاز
 کی چھان بین کیا؟“ عمران نے پوچھا۔
 ”ہاں عمران صاحب!۔ وہ ٹرانسٹ جان تھا۔ بڑی مشکل سے
 تباہ کیا ہے۔ وہ راکوشس کا مقامی سربراہ ڈوئی ہے۔ راکوش
 بین الاقوامی تنظیم ہے۔ بلیک میٹنگ اسٹف حاصل کرنے کا کام کرتی ہے
 وہ نیاز کے ایک آپ میں آپ کو قتل کر لے گیا تھا۔“ بلیک زیرو
 نے کہا۔

”جو لیا کے روپ میں آجاتا تو شاید کامیاب ہو جاتا۔ نیاز جبارہ
 تو آج تک مجھ سے فلٹ کا کام نہیں لے سکا۔ جان کیسے لے لیتا۔
 بہر حال اس کوشش کے ہیڈ کوارٹر وغیرہ اور دیگر تفصیلات معلوم کی
 ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں! اس کے کہنے کے مطابق اس کی رہائش گاہ ہی اس
 کا ہیڈ کوارٹر ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔
 ”اور کے! ان سب کا خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے مجرموں
 کی نمائش کے لئے ان کی ضرورت پڑے۔“ عمران نے مسکراتے
 ہوتے کہا۔

”مجرموں کی نمائش؟“ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
 ”ارے جب پرانے سکوں۔ پرانی جھوٹیں۔ چمڑے کا سامان۔
 صنعتی اور زرعی نمائشیں اس ملک میں منعقد ہو سکتی ہیں۔ تو مجرموں

کی نمائش کیوں نہیں لگ سکتی۔ مجھے یقین ہے لمبی آمدنی ہوگی اس نمائش سے۔ اور کسے۔ عمران کے جواب دیا اور پھر اٹھ بھا کر کرٹیل دبا دیا۔

عمران چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر اس کے چہرے پر شرارتی سی مسکراہٹ ابھرتی۔ اس نے بڑبڑاتا شروع کر دیئے۔

”یس۔ کون صاحب ہیں؟“ — ”بالطبع قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”جی جی! میں عمران بول رہا ہوں۔ وہ کہاں ہیں ہمارے مسویر فیاض الزماں صاحب؟“ — عمران نے کہا۔

”اوہ عمران تم۔ مجھے تم سے بہت شکایت ہے۔ تم نے فیاض کو بڑا پریشان کیا ہے۔ سر عمران کے لہجے میں اس سے معلومات حاصل کر لیں۔ پھر تمہارے باورچی نے نقلی فیاض کو تو پکڑا دیا لیکن فیاض جب خود تمہارا پتہ پوچھنے والی گئی تو وہ انکار کیا۔ اس نے تو دروازہ کھولنے سے ہی انکار کر دیا۔ کیا اب فیاض تمہاری نظروں میں اتنا سی گر چکا ہے کہ باورچی اس کے آنے پر دروازہ کھولنے سے ہی انکار کر دے؟“ — دوسری طرف سے فیاض کی بیوی سلمیٰ نے ڈانٹنے والے بلے میں کہا اور عمران یوں سر پر ہاتھ جمیرنے لگا جیسے اس پر کوئی قیامت ٹوٹنے لڑی ہو۔ وہ سوچ رہا تھا کہ فیاض کو ان سب باتوں کا کیسے پتہ چل گیا۔ وہ بہت حال اسے اتنا عقل مند تو نہیں سمجھتا تھا کہ وہ اتنی جلدی ساری باتیں معلوم کر لے گا۔

”اوہ جی جی! بزرگ کہتے ہیں دو دو کا جلا چھا چھ کو جی چھ کو

پہنک کر پٹا ہے۔ پھر سلیمان تو پیشہ ور باورچی ہے۔ وہ تو غلط ہے۔ چھ سے چھ کے بعد چھا چھ کو دیکھنے کا بھی روادار نہ ہوگا۔ اس نے اس کے چھا چھ۔ اوہ سوچی۔ فیاض کی آمد پر دروازہ ہی نہ کھولا۔ بہت حال کہاں ہیں مندر سے صاحب! — میں چاہتا ہوں کہ اس کے کاغذوں پر لگے ہوئے اشارہ میں ایک اور کا اضافہ کر دوں اگر جی جی فخر سے کہہ سکے کہ وہ پرنٹنگ کی نہیں۔ بلکہ اسٹینٹ ڈیزائنر ہیں۔ ایشی طبع کی بیگم ہیں۔ عمران نے پچکار کر مومنے کہا۔

”بس رہتے دو۔ کب تو دیتے ہو۔ لیکن“ — فیاض کی بیوی نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”یہ جی جی۔ اس بار میں نے اس کے لئے ایسا مصالحتہ تیار کر دیا ہے کہ ایک چھوڑ گئی اسٹارز لگ سکتے ہیں۔ بس میری سندیش کر دینا کہ مجھے غلط کام کیا نہ مانگے۔ آج بھی کوئی کام دور ہے۔“ — عمران نے کہا اور فیاض کی بیوی کے لیے احتیاط ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

”اچھا میں باقی ہوں۔ وہ تو جب سے واپس آئے ہیں۔ غصہ نہ لڑا کہ ان کے لئے کتنی جگہ گھو کوڑے کی پکے ہیں؟“ — فیاض کی بیوی نے کہا اور عمران مسکرایا۔

”ہیلو۔ فیاض پیکیجنگ۔“ — خود طبعی دیر بعد فیاض کی کاٹ لگانے والی آواز سنائی دی۔

”یار! — تم نے کب سے اپنی بیوی کو بھی جاسوسی کھانی شروع کر دی ہے۔ وہ تو بڑے بڑے اسٹنٹ کر رہی تھی۔“ — عمران

نے کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے سررحمان کی آواز میں مجھ سے بات کیوں کی تھی۔ تم مجھے اچھی سمجھی کہہ رہے تھے۔ جہاں بھی رہے تھے کاش!۔ اس وقت مجھے پتہ چل جاتا تو اسی سناتا کہ۔۔۔۔۔“ فیاض نے فیصلے لیجے میں کہا۔

”ارے۔۔۔ آخر اپنے باپ کی جانیشی میں نے ہی تو سمجھا لینی ہے اس لئے یہ عزت کر رہا تھا تاکہ تمہیں جھاڑ پٹا کا سیکھ جاؤں۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مزہ دھو رکھو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ وہ کون آدمی تھا جو میرے میک اپ میں تمہارے غیبت میں پہنچا تھا۔۔۔۔۔؟“ فیاض نے کہا۔

”وہ تمہارا انتہائی شریف آدمی۔ کاروباری آدمی ڈرہی تھا۔ مجھے قتل کرنے آیا تھا۔ وہی ڈرہی جس نے تمہیں ڈاکو گرہ روپ اور

ٹی۔ ایلف کے بارے میں معلومات مہیا کی تھیں تاکہ تم مجھ تک یہ معلومات پہنچاؤ۔ اور پھر جیسے ہی میں اس گروہ پر ہاتھ ڈالوں وہ تمہارے

ڈرہی سے یہ معلومات لے آؤں۔“ عمران نے کہا۔

”ڈرہی۔۔۔ تم ڈرہی کے متعلق کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔ لیکن وہ تو۔۔۔“ فیاض کی آواز نہ حیرت کے حد سے چھٹنے کے قریب نہ گئی تھی اسی لمحے آپریشن روم میں کال بیل کی آواز بج اٹھی۔ اور عمران

چونک بڑا۔

”فیاض سنو!۔ تم ابھی نہیں رہنا۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں فون کروں گا۔“ عمران نے تیز لیجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ریسورکھ جا۔

کال بیل کی آواز مسلسل آرہی تھی۔ عمران کی نظر میں میز کے کنارے پرکس ایک چھوٹے سے ایک پرگتیں۔ اس نے جلدی سے ایک سے نیچے لگا ہوا بین دیا تو کال بیل کی آواز کھنی بند ہو گئی۔

”سکون ہے۔“ عمران نے فکٹر رائٹ کے لیجے میں کہا۔

”فکٹر رائٹ!۔ میں ٹوٹی اور شرف الدین آئے ہیں۔“ جھانک کھڑو جلدی کرو۔“ ایک کے نیچے کھٹے ہوئے دروازے ٹوٹی کی آواز سنائی دی۔

”اچھا۔“ عمران نے کہا اور ایک کابین اس نے آف کر دیا ایک کابین آف ہوتے ہی سامنے دروازہ پر لگی ہوئی ایک سکین خود بخود روشن ہو گئی۔ اور سکین پر اس نے کوئی کچھانک کھٹے ہوئے دیکھا

سیاہ رنگ کی ایک۔ یہی سی کار جھانک کے اندر داخل ہو رہی تھی۔ عمران نے جب میں ہاتھ ڈال کر ریو اور نکالا اور پھر آپریشن روم

سے نکل کر وہ دوڑتا ہوا راہداری میں آگے بڑھ کر اس چھوٹے سے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا جہاں سے گزدر کر آنے والوں نے آپریشن روم

میں پہنچنا تھا۔ عمران دروازے کی اوٹ میں ریو اور نکال کر کھڑا ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ مومن کی آواز آئی اور پھر دروازہ کھلا اور ایک آدمی تیزی سے راہداری میں آیا۔ عمران دروازے کے ساتھ اور زیادہ صدمٹ گیا اسی لمحے

دروازہ آدمی بھی اندر داخل ہوا اور اسی لمحے عمران کا ریو اور نکال ہاتھ بکلی کی تیزی سے حرکت میں آیا اور پچھلے آدمی کے قلع سے چیخ نکلی اور مرنے سے بل راہداری کے فرش پر گر گیا۔ آگے جانے والا دھماکے اور چیخ کی آواز سن کر جیسے ہی مزارا عمران نے گریخہ دیا اور ریو اور

چلنے کے دھماکے کے ساتھ ہی گولی اس کے قریب سے نکلتی ہوئی
وہ ہار سے جا نکل گئی۔

”اتھ اٹھا لو۔ ورنہ سینے میں گولی پڑے گی۔“ عمران نے
نوبت پہنچے میں کہا اور مڑنے والے نے لاشعوری طور پر دونوں ہاتھ اٹھا
لئے۔ یہ اور بیگانہ کا منہجرونی تھا۔ جب کہ دوسرا یقیناً شرف الدین ہوگا
جو اب فرخ پر منہ کے بل سے وحشت پڑا تھا۔ عمران نے ریلا اور
دستہ اس کی گدی پر مخصوص انداز میں مارا تھا کہ اسے یہ روش جوئے کے
لئے زیادہ دیرا منتظر نہ کرنا پڑا۔

”تم عمران۔“ ٹوٹی کے حلق سے حیرت بھری آواز
سنائی دی۔

”تم نے میرے پار فیاض کی بے عزتی کی تھی ناں۔ اور میں بھلا
کیسے برداشت کر لیتا۔“ عمران نے قدم اگے بڑھاتے ہوئے کہا۔
لیکن ابھی اس نے دو میں قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ انپاک اس کی
دونوں ٹانگوں کو زوردار جھٹکا لگا اور عمران اچھل کر منہ کے بل فرخ
پر گرا۔ ریلا اور اس کے اٹھوں سے چھٹ کر دوڑ جاگرا۔
عمران پیچھے گرتے ہی تیزی سے اچھلا۔ لیکن شرف الدین تو کسی
جو تک کی طرح اس کی دونوں ٹانگوں سے چٹا ہوا تھا۔ عمران نے اس
کے متعلق غلط اندازہ نہ لگایا تھا۔ یا تو اس کی قوت برداشت عمران کی توقع
سے کہیں زیادہ تھی یا پھر عمران کا وار صحیح نشانے پر نہ پڑا تھا۔ بہر حال اس
لئے عمران کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر کھینچ لی تھیں۔
عمران نے جھٹکا دے کر اپنے آپ کو چھوڑنے کی کوشش کی لیکن

شرف الدین شاید یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ کسی صورت میں بھی عمران کی ٹانگیں
بھوڑے گا۔

اسی لمحے عمران نے ٹوٹی کو جھاک کر فرخ پر زور جا کر گرنے والا
ریلا اور اٹھائے دیکھا تو عمران نے تیزی سے اپنے جسم کو سیدھا اور پھر
بہی کی سی تیزی سے اس نے بھائی بھوک شرف الدین کو بازوؤں میں پکڑ
کر ایک جھٹکے سے الٹا کر کے اپنے جسم کے سامنے ڈالا اور اس کے
ساتھ ہی ایک زوردار دھماکا مڑا اور اس قدر ہی شرف الدین کے حلق
سے کمرنگ چیخ نکلی اور اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ گولی
شرف الدین کی پشت میں گھس گئی تھی۔ کیونکہ عین اسی لمحے عمران
نے اسے اٹھا کر اپنے سامنے کر دیا تھا۔ جس لمحے ٹوٹی نے ریلا اور
اٹھا کر عمران پر نازل کیا تھا۔

گولی گھٹنے ہی شرف الدین کی گرفت میں پکھلت ڈھیلی ہوتی اور
عمران نے اسے یوں ٹوٹی پر اچھال دیا جیسے فٹ بال کا کھڈا ڈی فٹبال
کو لگ لگا کر خلافت گول میں پھینکا ہے۔ ٹوٹی جوشادہ دوسری بار ٹریجر
دبا جسے کسی سوچ رہا تھا شرف الدین سے ٹکرا کر راہداری میں گرا۔ اس
نے پیچھے گرتے ہی شرف الدین کو ایک طرف جھٹک کر اٹھنے کی کوشش
کی۔ لیکن دوسرے لمحے ایک جبر جبری سے اسے انداز میں جھٹکا کھاکر فرخ
پر گرا اور جسے وحشت ہوگا۔ شرف الدین سمیت فرخ سے ٹکرائے
کی دہرے اسے شاید کوئی دانتی چوٹ لگتی تھی ورنہ جسمانی لحاظ سے
وہ آٹا کڑدہ می نہ تھی کہ اس طرح آسانی سے لٹکھا جاتا۔
عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ ٹوٹی کی طرف بڑھ گیا اس

نے اس کی نبض پکڑی اور اس کی ہوشی کی نوعیت کو چیک کر سنے لگا۔

بظاہر احمق۔ لیکن دراصل بڑے خوفناک مجرم ہیں یہ۔ عمران نے ایک طویل سانس لے کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ٹیڈیوں کا ریسور اٹھایا اور تیزی سے منہ فائل کرنے شروع کر دیتے۔

”اچھوٹو“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک نیرو کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں ظاہر!۔ تمام مہانوں کو بیہوش کر کے شمس کو لٹی کی کونجی جبر بارہ میں پہنچا دو۔ میں نے مجرموں کی نمائش کے لئے یہی جگہ پسند کی ہے۔ کال پیل سجا کر پرسن آف ڈھپ کا حوالہ دینا۔“ عمران نے کہا۔

”میں خود لے آؤں؟“ بلیک نیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں بیہوش کر کے چاکس سے باہر نکال دینا۔ خود ہی یہاں پہنچ جائیں گے۔“ عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

”اوہ!۔ میرا مطلب تھا کمزور کے ذریعے۔“ بلیک نیرو نے وضاحت کرنے کی کوشش کی۔

”میں جانتا ہوں کہ تم خود بھی یہ۔“ شمس گاہ دیکھ لو۔ اگر اسی طرح مستقل آپریشن روم میں بیٹھ رہے تو کہیں تمہیں دیکھ ہی نہ لگ جائے؟“ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سننے بغیر اس نے ریسور رکھ دیا۔

پندرہ میں منٹ بعد کال پیل کی آواز سنائی دی تو عمران نے مایک کا جن آن کر دیا۔

”ہیلے اس کا ہوش“ دو گھنٹوں سے پہلے اس کا ہوش میں آنا ناممکن ہے۔ لیکن اس کے باوجود عمران کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا۔ اس نے ٹوٹی کی بیڈٹ کھولی اور پھر ٹوٹی کو اوپر سے منہ لٹکا کر اس کے دونوں بازو پشت پر کر کے انہیں بیڈٹ کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا اور وہ اسے وہیں چھوڑ کر دوبارہ آپریشن روم کی طرف بڑھا۔ وہ جس مقصد کے لئے یہاں رکا تھا وہ آپریشن روم کے کونے میں رکھی ہوئی ایک عجیب نوعیت کی مشین تھی۔

یہ مشین ایسی تھی جسے بڑے بڑے دوا خانوں میں جڑی بوٹیوں کو سفوف میں تبدیل کرنے کے لئے مشینیں نصب ہوتی ہیں لیکن اس کی یہاں موجودگی عمران کو کھٹکی تھی۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے پہلے تو غور سے اس مشین کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک اسے چیک کرنے کے بعد اس نے اس کے نیچے بنا ہوا ایک خانہ کھولا تو وہ بڑی طرح چونک پڑا۔ اس خانے کے اندر غیر ملکی کرنسی یعنی ڈالر بھرے ہوئے تھے۔ لیکن عمران نے دیکھا کہ ان سب ڈالروں میں سے چھپائی کا ایک رنگ غائب تھا اور دوسرے لئے عمران بڑی طرح چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے مشین کے خلاف ہٹے کھولنے شروع کر دیئے۔ اور پھر جب اسے انتہائی جدید قسم کے کلر پڑ پڑ کر کرنسی پیر اور اس قسم کا دوسرا سامان نظر آیا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ جعلی نوٹ چھاپنے والی کوئی نئی قسم کی مشین تھی۔ اور شاید یہ ڈاکٹر رائٹ کا پراپیوٹیٹ

کون ہے۔؟۔؟۔؟ عماران نے مختلف پہلو میں کہا۔

پرنس آف ڈومپٹ۔۔۔ دوسری طرف سے بیک زبرد کی آواز سنائی دی اور عماران نے مسکراتے ہوئے پرنس آف کر دیا۔

پرنس آف ہوتے ہی سکرین روشن ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی چمکاتے چمکاتے چمکاتے اور عماران نے دیکھ کر اندازے دیکھا۔ ڈراماٹک سیٹ پر بلیک زبرد موجود تھا۔ عماران سمجھ گیا کہ چار افسر کو لے کر کی وجہ سے بلیک زبرد نے کار کی بجائے دیکھ لے آنا مناسب سمجھی تھی۔

عماران تیزی سے آپریشن روم سے باہر نکلا اور پھر امدادی میں سے جوتا ہوا چھوٹے کمرے میں پہنچا اور پھر وہاں سے دہرے کمرے میں آگیا۔ دیکھیں اس وقت آپریشن میں رنگ بچھی تھی اور بلیک زبرد باہر نکل کر حیرت جیسے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

چاروں مہمان آگئے۔؟۔؟۔؟ عماران نے مسکرا کر پوچھا۔
 "ہاں۔۔۔ میں نے سوچا کہ یہ دیکھیں میں زیادہ محفوظ رہیں گے۔ اس لئے کار کی بجائے دیکھ لے آیا ہوں۔" بلیک زبرد نے کہا اور عماران نے سر ہلادیا۔ اور پھر دیکھ کر کچھ لاڈلہ وارہ کھول دیا اور ڈور پی۔ گوہر رشید۔ ڈاکٹر رائٹ اور ریڈ کار چاروں بیہوشی کے عالم میں پڑے ہوئے تھے۔

"دو کو تم اٹھاؤ۔ اور دو کو میں اٹھا لیتا ہوں۔" عماران نے ریڈ کار اور ڈور پی کو باہر کی طرف کھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ان دونوں کو کاندھوں پر ڈال لیا۔ بلیک زبرد نے ڈاکٹر رائٹ اور گوہر رشید

دھا لیا۔ اور پھر وہ عماران کی پیروی کرتا ہوا آپریشن روم میں پہنچ گیا۔
 "خا خا۔۔۔ لوگ اکٹھے کر کے ہیں آپ نے۔" لیکن آخری سلسلہ سے کیس تو میری سمجھ میں نہیں آیا۔ بلیک زبرد نے روزوں کو آپریشن روم کے فرش پر ڈالتے ہوئے کہا۔

یہ تمہاری سمجھ کا ہی کیس نہیں ہے۔ تم سیکرٹ سروس سربراہ ہو۔ اور یہ بے چارے چھوٹے درجے کے مجرم۔ ان کی سمجھ تو شو پر فیاصل کو ہی آئے گی۔۔۔ عماران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

لیکن یہ پکڑ کیا ہے۔ آپ نے آدمی تو بہت مارے اکٹھے کر لئے ہیں۔ لیکن کچھ مجھے بھی تو سمجھائیے۔ بلیک زبرد نے مذکرہ قسمے ہوئے کہا۔

اچھا۔ اب تم بچوں کی طرح ضد کر رہے ہو تو کون لوہ۔ اصل یہ منشیات کا بین الاقوامی سلسلہ ہے۔ ویسے ایک بات ہے۔ اب یہ منشیات کا سلسلہ اس قدر خوفناک انداز میں چھل چکا ہے کہ بین الاقوامی راجوں کو اس آئٹم کو بھی سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں شامل کرنا پڑا۔ اب یہ لوگ انٹیلی جنس کے نہیں بلکہ ہوتے جارہے ہیں۔۔۔ عماران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن عماران صاحب! سیکرٹ سروس تو معرفت الیے عبدالم کی روک تھام سے لے کر نفاذ کرتی ہے جن سے ملک کی سالمیت کو خطرہ ہو۔ منشیات کی سنگت و غیرہ سے ملک کی سالمیت کو کیا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔؟۔؟۔؟ بلیک زبرد نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

یہ صوفی احساس کی بات ہے بلکہ نیرود۔ پہلے منشیات کے عہد میں جو ہمیشہ افراد یا ایسے لوگ جو معاشرے کے دھندلے ہوئے تھے۔ لیکن اب یہ کاروبار اس قدر منظم ہو گیا ہے کہ اس میں ایسی ایسی ایجادات ہوئے ہیں کہ اب عام لوگ بھی اس کے عادی ہوئے جا رہے ہیں۔ اور جب ملک کے اخروادی ندریں گے۔ تو پھر ملک کے رہنے کا کیا جواز رہ جائے گا۔ بڑے بڑے بھیدہ بچے میں کہا۔

اگر یہ بات ہے۔ تو پھر آپ اس کلیں کو سو پر فیاض کے کھانا میں کیوں ڈال رہے ہیں۔ اسے سبکدوش سروں کا کارنامہ بنا دیتے۔

ابھی نہیں! تم نے دیکھا نہیں کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو بڑے پائے کے نجوم سمجھ رہے ہیں۔ ہنوز ان تنظیموں کے مقابلے میں طفل کتب ہیں جن سے ہمارا ٹھکانہ بڑا رہتا ہے۔ ابھی یہ سو پر فیاض کے لیول کے جی ہیں۔ بہر حال آئندہ مجھے ایسی تنظیموں پر بھی نظر رکھنی ہوگی۔ ایک تنظیم ہے، مافیا۔ جو بددی و دنیا میں منشیات کا دھندہ کرتی ہے اس کے مقابلے میں ایک منظم ڈاجرگروپ ابھری جس نے منشیات میں ایک نئی ایجاد کر ڈالی جسے یہ ٹریجڈی فائر یا فنی۔ ایف بی کے ہیں۔ یہ ایجاد اتنی معمول ہوئی کہ مافیا کا اپنا کاروبار انہوں نے ڈول ہو گیا۔ ڈاجرگروپ کا ہیڈ کوارٹر اور ٹریجڈی فائر کی لیڈرنگ پاکیشیاں تھیں۔ چنانچہ مافیا نے ٹریجڈی فائر کا فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کی اور اس نے ایک بلیک میٹنگ کرنے والی تنظیم راکوش

انیادہ حاصل کی۔ اب ڈاجرگروپ کی بدقسمتی کہ اس نے سو پر فیاض کو جس کی نہ ڈالی۔ کیونکہ ڈاجرگروپ کا اہم ترین رکن ارشد چوہدری تھا جو ڈیڑی کا گہرا دوست تھا۔ جب مجھے پتہ چلا تو میں نے شغل کے طور پر سو پر فیاض کو ماحول لیا اور ارشد چوہدری کے پاس پہنچ گیا اب یہ ان کی بدقسمتی کہ مجھے ٹائیسگر نے ایک بار بتایا تھا کہ ارشد چوہدری منشیات کی سنگٹنگ میں غوث ہے اور سلائی نمبر بارہ ان کا کوڈ ورڈ ہے۔ لیکن چونکہ یہ میری لائن کا کام نہ تھا اس لیے میں نے توجہ نہ دی۔ بس سلائی نمبر بارہ کے الفاظ جب میرے منہ سے نکلے تو ڈاجرگروپ کو کھلا گیا۔ انہوں نے سمجھا کہ میں ان کے راز سے واقف ہوں۔ چنانچہ مجھے ختم کرنے کے لئے کام شروع ہو گیا۔ اور راکوش کے سربراہ ڈوربی نے اپنے فور پر ایک چال چلی۔ اسے شائد سلام ہو گیا تھا کہ میں سو پر فیاض کا دوست ہوں۔ چنانچہ اس نے ڈاجرگروپ اور ٹریجڈی فائر کیس بارڈری کے شعلی معلومات سو پر فیاض کو سلائی گئیں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ سو پر فیاض مجھے تسلیم نہ کرے گا اور اس کیس بارڈری کو ڈھونڈ کر کیس سو پر فیاض کے محلے کے دروں گا۔ اور پھر ڈی سو پر فیاض سے فارمولا لے آئے گا اور اُسے مافیا کو سلائی کر دے گا۔ لیکن پھر شائد اُسے کیا ہو کہ وہ سو پر فیاض کے ایک آپ میں میرے ٹیسٹ پر مجھے قتل کرنے پہنچ گیا۔ شائد اس کے ہیڈ کوارٹر نے اُسے محتاط بلائی ہوگی۔ وہ لوگ شائد میرے شعلی جانتے ہوں گے۔ بہر حال ڈاجرگروپ کی کو کھلا ہٹ نے ان کا ایک اہم آدمی کو گولیوں سے پہنچے چڑھا دیا اور اس کے ذریعے میں ڈاکٹر رائٹ کے

پاس پہنچ گیا اور اس طرح سارا معاملہ سناٹے آگیا۔ — عمران نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

اور یہ گو سرشید کس کھانے میں یہاں بنا ہے۔ یہ تو ناشی لکڑی کا بورڈ کا ڈائریکٹر جنرل ہے۔ — بلیک نیروف نے فریض پر پڑے ہو گئے برشید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”یہی تو اصل آدمی ہے۔ یہ ڈاؤن گر وپ کا سربراہ ہے یعنی جس طرح تم سکیورٹ سروس سے پاس ہو۔ — مخلوق و حصول کراؤ منشیات کے انسداد کی حکومت سے۔ اور کام کرنا مت منشیات پھیلانے کا۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟ — بلیک نیروف نے تمام حقیقت سمجھنے کے بعد پوچھا۔

”بس اب نمائش تو لگ گئی ہے مجرموں کی۔ اب صرف نمائش کی کھوشی فروخت کا مسئلہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ خشک سوپر فیاض کو دے دوں۔ اب ہم کہاں نکیش فروخت کرتے پھیر گئے۔ — عمران نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ پھر مجھے اجازت ہے۔ — بلیک نیروف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں تم چلو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی حصہ مانگ بیٹھو۔ — عمران نے کہا۔

اور پھر بلیک نیروف سر جھٹا ہوا واپس مڑ گیا۔ عمران نے جب سکورین کو روشن ہوتے اور بلیک نیروف کی دھجک کو

دیکھتے دیکھتے تو اس نے مسکاکر ٹیلیفون کا سیور اٹھایا اور پھر فیاض کے کمرے میں شوش کر دیتے۔

”لیکن فیاض بیگم۔ — فیاض کی آواز سنا تی وہی۔ — کتنی فیاضی دکھاتے ہو سو پر۔ — عمران نے بڑے بخندہ ہنسنے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ — میں سمجھا نہیں۔ — ہ دوسری طرف سے بات کرتے کہا۔

”بس جہاں فیاضی دکھانے کا وقت آیا۔ — تمہاری سمجھ غائب رہا ہے۔ — اچھا پہلے مال دیکھ لو۔ — پھر فیصلہ کر لینا۔ — عمران نے کہا۔

”مال کیسا مال۔ — یہ کیا پیکر حلالہ کھائے تم نے۔ — سیدھی بات کرو۔ — فیاض نے الجھے ہوئے الجھے میں جواب دیتے کہنے کہا۔

”یہاں میں نے مجرموں کی نمائش لگا رکھی ہے۔ اور تم اسے لکھ رہے ہو۔ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجرموں کی نمائش۔ — اوہ کیسے مجرم۔ — فیاض نے بڑی راج چوتھے ہوئے پوچھا۔

”اب میرے خیال میں تمہاری سمجھ واپس آنے لگ گئی ہے۔ — بہال منو۔ — پوری فوری نسبت شمس کا کوئی کی کوئی نمبر بارہ پر سر پہنچ جاؤ اور اس نمائش کا افتتاح کرو۔ — عمران نے کہا اور پھر رخصت ہوا۔

تقریباً پون گھنٹے بعد کال میل کی آواز سنائی دی اور عمران نے
ہائیک کا بجٹ آن کر دیا۔

”کون ہے؟“ — عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔
”اوہ عمران! — میں فیاض ہوں۔“ دوسری طرف سے فیاض
کی پُر جوش آواز سنائی دی۔

”میں جھانک کھول رہا ہوں۔ آجاکو“ — عمران نے مکرراتے
ہوئے کہا اور پھر ہائیک کا بجٹ آف کر دیا۔

بجٹ آف ہوتے ہی سکریں روشنی ہو گئی اور پھر عمران نے جھانک
کھلتے اور آئینے جنس پولیس کی چیمبروں کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ سب
سے آگے سو فیاض کی چیمبر تھی۔ سو فیاض اپنی پوری یونیفارم میں
ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا نظر آ رہا تھا۔

عمران سکرا آہوا آپریشنس روم سے باہر کی طرف چل پڑا۔ سکاؤٹ فیاض
کو نمائش گاہ تک لے آئے۔

وسیع وسیع کمرے کے درمیان موجود ایک بجنوی سے میز
گرد آٹھ افراد منہ پر نقاب پہنے بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے
بل لگاتھا جیسے وہ انسان کی بجائے مجسمے ہوں۔ درمیان میں ایک اونچی
نشست کی کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ ان سب افراد نے جو لباس پہن
دیکھے تھے ان پر مانیہ کے مخصوص بیجز لگے ہوئے تھے، جن کے نیچے
ٹرننگ رنگ کے ہندسے تھے، جو ایک سے آٹھ تک تھے یہ بڈنامز مانت
نظم مانیہ کے مشنل بورڈ کے ڈائریکٹران تھے جن کے تحت پوری دنیا
میں مانیہ کی خودمختار تنظیم عمل پیرا رہتی تھی۔

مشنل بورڈ کے ڈائریکٹران کی میٹنگ انتہائی اہم ترین امور پر بلائی
جاتی تھی اور اس مقصد کے لئے ڈائریکٹران جو دنیا کے مختلف ممالک
سے تعلق رکھتے تھے، مخصوص طور پر بلائے جاتے تھے۔ مانیہ کا پیپر من بے
لینا والے کوڈ میں گاڈنادر کہتے تھے، صرف ان ڈائریکٹران کے ناموں اور

سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ کے تالوں پر اپنی انگلیاں رکھ کر انہیں مخصوص انداز میں گھمایا تو بیگ سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ نمبر دو کی طرف بڑھا دیا اور خود واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

نمبر دو نے بھی یہی کارروائی دہرائی اور بیگ نمبر تین کی طرف کھسکا دیا۔ اسی طرح باہری باری پر نمبر تین نے بیگ کے تالے پر اپنی انگلیاں بچھنے مختلف انداز میں گھمائی اور جب بیگ سے سیٹی کی آواز نکلتی تو وہ بیگ آگے ٹرھا دیا۔ گاؤں خادو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ یہ نمبر کی چنگیگ کو ایک خفیہ نظام تھا۔ بیگ کے تالوں میں ایک یا دو پکڑے ہوئے چنگیگ مسلم نصب تھا۔ جس میں ہر بیگ کی انگلیوں کے نشان اور انہیں مختلف زاویوں سے گھلانے کے کوڈ فٹ کئے گئے تھے۔ سیٹی کی آواز نہ ہونے کا مطلب تھا کہ پکڑے ہوئے او سکے کا لازم ہے۔ اس طرح نقلی آدمی نمبر دو پر ہر ٹرین ہو سکتا تھا۔ ظاہر ہے اس کی انگلیوں کے مخصوص نشانات کے ساتھ ساتھ انگلیوں کو مخصوص زاویے میں گھمانے کا کوڈ شامل نہ ہوتا۔ اور یہ کہ پکڑے ہوئے او سکے کا لازم نہ دیا۔ لیکن جب آٹھ کے آٹھ استاد او سکے ہو گئے تو بیگ واپس گاؤں خادو کے پاس پہنچ گیا۔ اب گاؤں خادو کی چنگیگ کا ملاحظہ تھا۔ اس خصوصی بیگ کو کھنڈے کا کوڈ صرف گاؤں خادو کو ہی معلوم تھا۔ اگر وہ بیگ کو کھول لیا تو یقیناً وہ اصلی جزا درہ نقلی۔ خزانچہ گاؤں خادو نے اپنی انگلیاں بیگ کے تالے پر رکھیں اور پھر انہیں مختلف انداز میں دو تین بار گھمایا تو سیٹی کی آواز کے ساتھ ساتھ بیگ کا ڈھکن ایک جھینگے سے کھل گیا۔ ہال میں موجود ہر نمبر نے واضح طور پر

توں سے واقف تھا۔ ورنہ وہ صرف اپنے نمبروں سے پہچانے جاتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک جرائم کی دنیا میں اس قدر با اختیار تھا کہ ہر جرائم کی دنیا میں لنگز کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ ہنگامی مینٹگ بھی گاؤں خادو نے طلب کی تھی اور تمام لنگز ہینر چکے تھے۔ اب صرف گاؤں خادو کا انتظار تھا۔ یہ مینٹگ مافیا کے پیش برنگ جو دنیا میں تھا، ملائی گئی تھی اور اسے خفیہ رکھنے کے لئے انتہائی خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔

معدودی دیر بعد ہال کا آکٹو دروازہ کھلا اور ہر ایک طویل القامت اور خاصا جسم آدمی اندر داخل ہوا۔ اسی کے ہاتھ میں ایک برنس بیگ تھا۔ اس کے چہرے پر نمبر کے رنگ کا نقاب تھا۔ بیٹھے پر مافیا کا بیج موجود تھا لیکن اس بیج پر کسی نمبر کی بجائے صرف ایک دائرہ بنا ہوا تھا جو گاؤں خادو کا خصوصی نشان تھا۔ یہ مافیا کا موجودہ چیئرمین تھا۔ گاؤں خادو کے اندر آتے ہی میز کے گرد بیٹھے ہوئے آٹھوں افراد ایک جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ روایت کے مطابق گاؤں خادو کا استقبال کر کے اپنے اپنی مکمل حمایت کا یقین دلانے لگے۔

”بیٹھ جیتے۔“ آئے والے نے ہماری پے میں کہا اور برنس بیگ کو میز پر رکھ کر وہ خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ حضرات کا اس ہنگامی مینٹگ میں آنے کا شکریہ!۔ لیکن یہ مینٹگ کی روایتی کارروائی مکمل کر لی جاتے۔ چہرے ہوں گی۔“ گاؤں خادو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے برنس بیگ کو نمبر ایک کی طرف کھسکا دیا۔ نمبر ایک نے بیگ کو سنبھالا اور ہر ایک جھینگے

جائیوں کے مطابق کہ منشیات میں عورت دیگر تنظیموں کے برابر دست
باز نہ کیا جائے۔ ایک ایسی تنظیم کی خدمات حاصل کی گئیں جو بیک میلنگ
دستہ بین الاقوامی سطح پر کرتی ہے اور خصوصی راز حاصل کرنے
پر آمادہ رہتی ہے اس تنظیم کا نام راکوش ہے۔ راکوش نے
اور داری قبول کر لی اور پاکیشیا میں ایسی مقامی تنظیم کے ذریعہ کام لگایا
اہم مقصدن جو کہنے کو فی ایف کا فارمولا اب مانیف کے اس پیجے جانے
لیکن اب ہیڈ کوارٹر کو جو اطلاعات ملی ہیں وہ اتھارٹی حیران کن
رہنمائی پریشان کر دینے والی ہیں۔ ان اطلاعات کے مطابق
نیٹ میں ٹواجر گروپ کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اس کی سبب بڑی
سازد سامان پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ تنظیم کے سربراہ اور اہم ارکان
راکو گروپ کر لیا گیا ہے۔ یا قتل کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ
تھ پاکیشیا میں راکوش کی مقامی تنظیم کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس
نے سربراہ ڈورنی کو گروپ کا کر لیا گیا ہے اور دوسری تنظیم کے ممبران اور
ہڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا گیا ہے اور یہ سارا کام سنڈل ایٹلی جنس بورڈ کے
بہرہ منڈنٹ فیاض نے ہی شخص نے سرانجام دیا ہے۔ وہاں کے
نئی اخبارات پر منڈنٹ فیاض کے اس حیرت انگیز کارنامے کی تفصیلات
بہرہ ہوتے ہیں اور چونکہ اس کارنامے کے تعلق بین الاقوامی تنظیموں
ہڈ گروپ اور راکوش سے تھا اس لئے اس کا ذمہ کو سرکاری طور
پر الاقوامی اداروں کو سونپا دیا گیا اور ڈسٹرکشنل ٹاگروپس
ڈرول اتھارٹی نے وہاں سے ملنے والی تفصیلات پر کار کرتے ہوئے
انڈیا میں پہلے ہوئے راکوش اور ٹواجر گروپ کے جدید جدید افراد کو

اطمینان کا طویل سائنس لیا کیونکہ اگر کمپیوٹر اور اسکے کا لارم نہ دیتا تو
سائنس میں بھی ہوئی سوئیاں تالوں پر موجود انگلیوں میں خود بھیجہ
جائیں اور نتیجہ فوری موت کی صورت میں نکلتا تھا۔ اس لئے جب تک
اور اسکے کا مخصوص لارم نہ سنائی دیتا، ہر ممبر کی جان سولی پر لٹکی رہتی۔
کیونکہ لارم نہ بچنے کا مطلب یقینی موت کے سوا اور کچھ نہ نکل سکتا تھا۔
خفا خفی کا رروانی ممکن نہ گئی۔ اب میں مختصر طور پر اس خصوصی
ہنگامی مہنگام کا مقصد بتا دیتا ہوں۔ جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے
کہ مانیف کے مقابلے میں ایک نئی تنظیم ابھری جسے ٹواجر گروپ کے نام
سے پکارا جاتا تھا۔ یہ تنظیم وسائل کے لحاظ سے خاصی کمزور تھی لیکن
انچ ایک ایجاد کی بنا پر دیکھتے ہی دیکھتے یہ پوری دنیا کی منشیات کی منڈی
پر چھا گئی۔ منشیات کی دنیا میں اس ایجاد کو ٹریچر کا نام دیا گیا۔
جسے کو ٹریچر فی ایف کہا جاتا تھا۔ فی ایف کی روز افزوں مقبولیت
نے مانیف کے کاروبار کو شدید دھچکا پہنچایا۔ مانیف نے فی ایف کا ٹریچر
اپنی لیبارٹریوں میں کرایا۔ تاکہ اس نئی ایجاد کا فارمولا حاصل کیا جا سکے
کیونکہ اسے سود۔ فی ایف کی اصل صورت سامنے نہ آسکی۔ چنانچہ
فی ایف کا اصل فارمولا حاصل کرنے کے لئے کوشش کی گئی تو اطلاعات
ملی کہ ٹواجر گروپ نے اپنا ہیڈ کوارٹر ایشیا کے ایک ترقی پذیر ملک پاکیشیا
میں قائم کیا جوا ہے اور فی ایف کی لیبارٹری بھی وہیں قائم کی گئی ہے
وہیں سے فی ایف کو پوری دنیا میں سپلائی کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ
کتاب ایک ایس نامہ تک ہے اس لئے مانیف نے وہاں سے فی ایف کے
فارمولا کے حصول خاصاً آسان سمجھا اور خود درمیان میں اسے کی بجائے تاکہ

سبھی گرفتار کر لیا۔ اس طرح یہ دونوں مختلف بین الاقوامی سطح پر فخر و
ختم ہو چکی ہیں۔ یہاں تک تو حالات مافیا کے حق میں جاتے ہیں
کوئی ایف آئی کے کاروبار کو دھچکا پہنچانے والی تنظیم کا خاتمہ
ہو گیا۔ لیکن اصل مسئلہ یہی نہیں ہے شورش ہوتا ہے۔ اس
سارے کارنامے کی تفصیلات میں شریج ناکہ کے فارمولے کا کہیں
ذکر تک نہیں۔ ڈاکٹر لیا رٹری میں تیار شدہ فی ایف خاصی مقدار
میں پکڑی گئی، سائروسامان اور مشینری پر بھی قبضہ کر لیا گیا ہے۔ لیکن
فارمولا کہاں گیا۔ اس کے متعلق کوئی اشارہ تک کہیں موجود نہیں
ہے۔ گاڈفادر نے پوری تفصیل بتانے کے بعد پھٹے ہوئے
بیگ میں سے مختلف زبانوں کے اخبارات کا ایک بٹاسا پلندہ نکالا
اور انہیں میروں کے سامنے میز پر پھینک دیا۔

یہ وہ اخبارات ہیں جن میں کسی نہ کسی طرح تفصیلات موجود ہیں۔
لیکن فی ایف فارمولا۔ اس کے متعلق ایک نقطہ بھی موجود نہیں۔
گاڈفادر نے کہا۔

گاڈفادر!۔ مافیا کا مسئلہ تو حل ہو گیا۔ اب فی ایف ڈاکٹر
میں نہیں آئے گی۔ پھر اس خصوصی اور ہنگامی میٹنگ کا کیا مقصد ہوا
ایک ممبر نے گوجنڈا بچے میں کہا۔

ہاں!۔ بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن فی ایف ایک
ایسی ایجاد ہے جس کی مقبولیت کے بعد تمام منشیات کو قبول نہیں کیا
جائے گا۔ اس لئے مافیا کا کاروبار اسی طرح ڈاؤن ہے۔ یہ درست
ہے کہ جب فی ایف موجود نہ ہوگی تو آہستہ آہستہ کاروبار معمول پر آجائے

لیکن اگر مافیا فی ایف کا فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے
پھر مافیا بلا شینڈل اسے آرکیٹ میں ڈال کر اربوں کھربوں کا کاروبار
شروع کرے۔ میں نے خصوصی میٹنگ اس لئے طلب کی ہے
یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ کیا ہم فی ایف فارمولے کے حصول کے لئے
وفاقی مافیا منصوبہ تیار کریں۔ یا اسے چھوڑ دیں۔ یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ یہ فارمولا ہمارے مقابلے میں کسی نئی پارٹی کے پاس پہنچ جائے
اور ایک بار پھر مافیا پیچھے رہ جاتے۔ اور اگر ہم یہ فیصلہ کر لیں کہ
فی ایف فارمولا مافیا نے حاصل کر لیا ہے تو اس کی عملی شکل کیا ہوگی؟
گاڈفادر نے میٹنگ کا مقصد بتاتے ہوئے کہا۔

گاڈفادر!۔ آپ کا خیال بالکل درست ہے۔ مافیا کو یہ
فارمولا ضرور حاصل کرنا چاہئے۔ اس سے مافیا کا کاروبار کتنی گستا
بہر جائے گا۔ گلگ نور کے کھڑے ہو کر کہا اور پھر باری باری تقریباً
سب نے گلگ نور کی تائید کر دی۔

تو یہ فیصلہ ہو گیا کہ مافیا کو نامورش بیٹھ جانے کی بجائے فی ایف
فارمولا حاصل کرنا ہے۔ گاڈفادر نے ایک غیر مل سانس لیتے
ارکے کہا۔ اب یہ طے کیا جاتا ہے کہ اس کے لئے کیا کیا جاتے؟۔
یہ بات تو طے ہے کہ فارمولا اس سرٹیفکیٹ فیاض نے لاؤ گا حاصل
کر لیا ہوگا۔ اب آگے دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ
اس نے اس فارمولے کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھا ہو تاکہ کسی خواہشمند
پارٹی سے خفیہ طور پر اس کا سودا بھاری قیمت میں کیا جاسکے۔ یا
دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس نے یہ فارمولا حکومت کے پاس

جمع کر لیا ہو۔ اور حکومت نے اس کی اجمیت کے پیش نظر اسے غنیمت سمجھا ہو۔ گنگ تھری نے بات کو اتنے بڑھاتے ہوئے کہا۔
 "یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ فارمولا ان کے ہاتھ ہی نہ آیا ہو۔ کسی خفیہ مقام پر اب بھی موجود ہو اور اس کا علم خواجہ گروپ کے گزشتہ افراد کو ہو۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں حکومت کی قید سے آزاد کر دیا جلتے اور اس کے بعد خواجہ گروپ کسی اور ملک میں ہائیڈروکارڈ اور لیبارٹری قائم کر کے ٹی۔ ایف کی تیاری اور سپلائی شروع کر دے۔ گنگ میون نے کہا۔
 "یہ سب امکانات میرے ذہن میں بھی تھے اور میں نے یہ میگلنگ بلانے سے پہلے ان امکانات کے بارے میں جھان بین ضروری سمجھی چنانچہ ہنگامی طور پر جو اطلاعات ہم نے اکٹھی کیں۔ ان کے مطابق پرنسٹنٹ فیاض ایک عا کا احقر ہے۔ اس سے آناٹا کارنامہ سرزد ہونا ناممکنات میں سے ہے۔ اور یہی علم ہوا ہے کہ راکوش کے مقامی سربراہ ڈربی کا وہ دوست تھا اور خواجہ گروپ اور ٹی۔ ایف کے بارے میں بنیادی معلومات ڈربی نے ہی پرنسٹنٹ فیاض کو پہنچائیں۔ جس سے مقصد یہ تھا کہ پاکیش کے ایک آدمی علی عمران ایک یہ معلومات پہنچ جائیں۔ علی عمران کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے نئے کام کرتا ہے۔ بظاہر ایک اہم مقامی شخص ہے۔ لیکن درحقیقت انتہائی خفیہ ناک آدمی ہے۔ ڈربی کا مقصد تھا کہ جب فیاض ٹی۔ ایف کی سب بارٹری پر قبضہ کرے گا تو اسے بھاری رقم دے کر وہ فارمولا خفیہ طور پر خرید کر لیا جائے گا۔ لیکن جو

غیر نکلا وہ اس کی توقعات کے خلاف تھا۔ پرنسٹنٹ فیاض نے ڈربی اور راکوش کی پوری تنظیم کو گرفتار کر لیا۔ ٹی۔ ایف لیبارٹری اور خواجہ گروپ بھی اسی سے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ یہ امکان بھی بتایا گیا ہے کہ یہ اصل کارنامہ عمران کا ہو سکتا ہے جو کہ پرنسٹنٹ فیاض کا دوست ہے اور اکثر اس سے بھاری رقم لے کر اس کی خاطر ایسے کارنامے انجام دیتا رہتا ہے جو بعد میں سرکاری طور پر پرنسٹنٹ فیاض کے کہنے میں خراب دیتے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ عمران نے فارمولے پر قبضہ کر لیا ہو اور پرنسٹنٹ فیاض کو اس کی ہوا بھی نہ گنگنے دی ہو۔ ایک اور اخلاص بھی ٹی۔ ایف کے لیبارٹری کا درجہ رواں ایک شخص فاکٹر رائٹ ہے۔ لیڈنگ فارمولا اس کے قبضے میں ہو گا۔ یا اس کے ذہن میں ہو گا۔ وہ شخص گرفتار ہو چکا ہے اور زندہ ہے۔ ان تمام اطلاعات کے بعد اب سوچنا چاہیے کہ فارمولا کس کے پاس ہو گا اور کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔؟

گاڈ فادر نے کہا۔
 "خادر۔ اب تو صورت حال بالکل واضح ہو گئی ہے۔ فارمولا یمن اشخاص تک محدود ہو گیا۔ پرنسٹنٹ فیاض۔ علی عمران اور فاکٹر رائٹ۔ ان میں سے کسی کے پاس یقیناً یہ فارمولا موجود ہو گا تو قیمنوں پر ٹرائی کی جائے۔ ان میں سے کسی سے بہر حال فارمولا مل سکتا ہے۔ گنگ ٹوٹے مطمئن بھیجے میں کہا۔

گنگ ٹو کی بات درست ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان مشینوں کو اغوا کر لیا جائے اور پھر ان میں سے جس کے پاس یہی یہ فارمولا ہو

ایک ممبر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا اور گنگ سیون کی اس تجویز کی سب سے بھرپور اعلاؤ میں تائید کر دی۔

ٹھیک ہے۔ یہ فیصلہ ہو گیا کہ ان تینوں کو اغوا کیا جائے۔ ڈاکٹر رائٹ کسی جیل میں ہو گا اُسے وہاں سے آزاد کرنا ہو گا۔ باقی دونوں افراد کو آسانی سے اغوا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ کام کون کرے گا؟ گاؤنادر نے کہا۔

ما فیا کرے گی۔ اور کون کرے گا؟ گنگ تعری نے حیرت برپا کیے میں کہا جیسے اُسے گاؤنادر کی الجھن سمجھیں نہ آئی ہو۔ مجھے ذاتی طور پر اس سے اختلاف ہے۔ ما فیا یہ قلیل نہیں ہے۔ اور لفظ ہم یہ کام آسان نظر آئے۔ لیکن جہاں تک مجھے معلومات ہیں یہ کام انتہائی مشکل ہے۔ میں ما فیا کو ملنے لائے بغیر فارمولا حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے پاس فنڈز کی کوئی کمی نہیں ہے اور ٹی۔ ایلف کے فارمولے کے لئے ہم بے دریغ روپیہ خرچ کر سکتے ہیں تو پھر کریں کسی ایسی تنظیم کی خدمات حاصل کی جائیں جو ان کاموں میں ماہر ہو۔ گاؤنادر نے کہا۔

اس سے حاصل کر کے ان تینوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ گنگ سیون نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا اور گنگ سیون کی اس تجویز کی سب سے بھرپور اعلاؤ میں تائید کر دی۔

ٹھیک ہے۔ یہ فیصلہ ہو گیا کہ ان تینوں کو اغوا کیا جائے۔ ڈاکٹر رائٹ کسی جیل میں ہو گا اُسے وہاں سے آزاد کرنا ہو گا۔ باقی دونوں افراد کو آسانی سے اغوا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ کام کون کرے گا؟ گاؤنادر نے کہا۔

ما فیا کرے گی۔ اور کون کرے گا؟ گنگ تعری نے حیرت برپا کیے میں کہا جیسے اُسے گاؤنادر کی الجھن سمجھیں نہ آئی ہو۔ مجھے ذاتی طور پر اس سے اختلاف ہے۔ ما فیا یہ قلیل نہیں ہے۔ اور لفظ ہم یہ کام آسان نظر آئے۔ لیکن جہاں تک مجھے معلومات ہیں یہ کام انتہائی مشکل ہے۔ میں ما فیا کو ملنے لائے بغیر فارمولا حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے پاس فنڈز کی کوئی کمی نہیں ہے اور ٹی۔ ایلف کے فارمولے کے لئے ہم بے دریغ روپیہ خرچ کر سکتے ہیں تو پھر کریں کسی ایسی تنظیم کی خدمات حاصل کی جائیں جو ان کاموں میں ماہر ہو۔ گاؤنادر نے کہا۔

گاؤنادر کی بات درست ہے۔ انا اپنی روایت کی پابند ہوں۔ دو تین ممبروں نے گاؤنادر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ لیکن نادر! اگر وہ تنظیم نامکام ہو گئی تو پھر ہم دوسری تنظیم کی خدمات حاصل کریں گے۔ پھر اس کی ناکامی کے بعد تیسری۔ آخر کب تک ہم یہ سلسلہ جاری رکھیں گے۔ پھر ہو سکتا ہے کہ یہ نادر لا جتن تنظیم

ہماری جانتے تھے۔ پراڈ کا فیصلہ ہو گیا۔ پراڈ سے رابطہ کون قائم کرے گا؟ گاؤنادر نے طویل ساٹس لیتے ہوئے کہا۔

پراڈ کے سربراہ کرنل اوتھم کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اگر آپ جرات دین تو میں یہیں بیٹھے آپ کے سامنے اس سے بات کر سکتا ہوں۔ گنگ ٹائٹس میں نے پراڈ کا نام تجویز کیا تھا۔ فوراً کہا۔

ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو نادر اچھا ہے۔ آپ ان رات کریں گے ماٹرائسز۔ گاؤنادر نے کہا۔

بزنس اسٹنگ ایٹ۔ گنگ ایٹ نے جہادی بیچے ہیں کہا۔
 اودیر۔ فرماتے کیا نہ مت کروں۔ بزنس کا لہجہ نرم

بزنس پرائڈ کو آپ کام دینا چاہتا ہوں۔ گنگ ایٹ نے کہا۔
 گنگ ایٹ۔ پرائڈ گنگ ایٹ کا کام کر کے فخر محسوس کرے گا۔
 کرنل نے جواب دیا۔

بکشیہ۔ میں اسے اورو کو اغوا کر کے صحیح سالم حالت میں
 فری لکس ریونیو پہنچانا ہے۔ گنگ ایٹ نے کہا۔
 بکشیہ۔ میں افریقہ کو۔ برائے کرم تفصیل بتائیے۔ کیا ان تینوں کو اکٹھا
 لے آئے۔ یا باری باری۔ بزنس نے کہا۔
 اکٹھا۔ ان میں سے ایک آپشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ
 باض ہے۔ دوسرا اس کا دوست ایک عام شخص علی عمران ہے۔
 تیسرا ایک ٹرانسپورٹ نامی شخص ہے۔ جسے فیاض نے گرفتار کر
 لیا۔ چل میں ڈالا مولیے۔ گنگ ایٹ نے کہا۔

ان کے تفصیل کو اگت مہیا ہو سکتے ہیں۔ بزنس نے پوچھا۔
 بہن اس سے زیادہ نہیں۔ بہر حال سپرنٹنڈنٹ نیاتس۔ سے ان
 دونوں کے متعلق تفصیلات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ یہیں سپرنٹنڈنٹ
 نیاتس کو کوئی جسمانی یا ذہنی عارضہ لاحق نہیں ہونا چاہیے۔ اور سپرنٹنڈنٹ
 نیاتس سرکاری آدمی ہے اس کا پتہ آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔
 گنگ ایٹ نے کہا۔

ٹیک ہے۔ کام ہو جائے گا۔ کرنل نے حامی بھرے ہوئے کہا۔

فون پر۔ وہ یہیں رہتا ہے۔ گنگ ایٹ نے کہا۔
 گاؤنار نے سر ہلاتے ہوئے بزنس کے کنارے پر لگا ہوا ایک
 دباوا۔

بزنس نے ہی کنگ کی آواز سنائی دی اور میز کی سطح کا ایک
 کسی دھکے کی طرح کھل گیا۔ دوسرے ٹیے ایک ڈائریس فون میٹ
 بجلی آیا۔

نواب کریم۔ اس فون سے جملہ نمبر یا ٹھکانہ ڈائریس نہیں ہوگا
 اس سے ہم محفوظ رہیں گے۔ گاؤنار نے کہا اور گنگ ایٹ
 فون اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور اس کا رسورسٹاں سے پہلے
 کے آخری پتے جسے موجود سرخ رنگ کے پتے کو پریس کر دیا۔
 بزنس کے پریس ہو گئے ڈائریس فون کا سلسلہ مافیا کے چیف
 کے چیف نمبر سے منسلک ہو گیا۔ اور اس میں ڈاٹنگ ٹون آتی شروع ہو
 گنگ ایٹ نے رسورسٹاں اور مختلف نمبر پریس کرتے شروع کر دیے۔
 ہیلو ساکس امپورٹرز۔ رابطہ قائم ہوئے ہی دوسری طرف
 سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

کرنل سے لائن بھر پوری چرب بات کرائی جائے گنگ ایٹ آن
 دی لائن۔ گنگ ایٹ نے بیچے کو جہادی اور ٹھکانہ بنا توے کہا۔
 اہ۔ ایس۔ مولڈ آن کیجئے۔ دوسری طرف سے گنگ
 موئے بیچے میں جواب دیا گیا۔

کرنل اوتھم آن لائن بھر پوری۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک
 چینیٹی بدنی آواز سنائی دی۔

”کام کی مدت اور معاوضہ۔۔۔ یہ بات نوٹ کر لی جائے کہ میں کم از کم وقت میں کام مکمل چاہیے۔“ سنگ ایٹھ نے کہا۔

ایک ہفتہ دے دیں۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ کام اس سے پہلے ہو جائے گا۔ بہر حال ایک ہفتہ طے ہو سکتا ہے۔ اور معاوضہ اگر اجازت کے علاوہ تین لاکھ ڈالر ہو گا۔“ کرمل نے کہا۔

”منظور ہے۔“ سنگ ایٹھ نے فوراً ہی جواب دیا۔

”اور کے۔“ حقیقتاً کرمل نے دوسری طرف سے کرمل نے خوشگوار لہجے میں کہا اور سنگ ایٹھ نے بھی او۔ کے کہہ کر دبیور رکھ دیا۔

”یہ مرحلہ تو بخوبی طے ہو گیا ہے۔ اب سیر خیال میں آئندہ میٹنگ ایک ہفتے بعد طے کر لی جائے تاکہ ان تینوں سے فیصلہ کر کے پوچھ گچھ سب کے سامنے کی جا سکے۔“ گاڈنادر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ سنگ ایٹھ کا مقام بھی طے کر لیا جائے تاکہ چرھہ دلیات پہنچنے کا انتظار نہ رہے۔“ ایک ممبر نے کہا۔

”زیر پوائنٹ تمام ہو گا۔ دہلی سے ان کی سامنی چیک اپ کو ہم خود بھی خفیہ طور پر چیک کر سکتے ہیں۔“ گاڈنادر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کے اٹھنے ہی باقی اسناد وہی اٹھ کھڑے ہوئے اور چوڑی سے بادی بادی دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

فیاض جب ال سے باہر نکلا تو خوشی کے مارے اس کی باجیسوں تک آ رہی تھیں۔ اس کے پیر ہی زمین پر نہ ٹک رہے تھے۔ اعلیٰ لہجی میٹنگ میں اس کے اس کارنامے کی اس قدر تعریف کی گئی تھی کہ بائیں کمرے میں محسوس ہوا تھا جیسے آج اس کی زندگی کا مقصد پورا ہو گیا ہو۔ جسو بھی اجلاس سرکاری طور پر فاض کے کارنامے کو بھرپور انداز میں سراہنے کے لئے بلایا گیا تھا۔ اس میں سر رحمان کے ساتھ ساتھ دیگر بڑی وزارت خارجہ سر سلطان اور دیگر محکموں کے سربراہ شامل تھے۔ سر رحمان کی خوشی بھی قابل دید تھی۔ آخر ان کے ایک ماتحت نے ایسا کارنامہ سر انجام دیا تھا جس نے ان کے ٹکے کی ساکھ میں بے پناہ اضافہ کیا تھا۔ اس لئے سر رحمان نے کئی بار سر سلطان کو طنز بہ اشارے بھی کئے تھے کہ سیکرٹریس تو بس گھاس کھودتی رہتی ہے۔ اصل کام تو انٹیلی جنس کرتی ہے اور سر سلطان بس مسکرا کر رہ گئے تھے۔ کیونکہ بلیک زیر و پہلے ہی

انہیں تمام تفصیل بتا چکا تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ کیا کہہ سکتے تھے اب اس سرخمان کو کیا بتائے کہ وہ اپنے نام کے اس کارندے پر اس قدر بھول رہے ہیں جس میں اس کا ایک فیصد بھی حصہ نہیں ہے بلکہ کارندہ تو ان کے اس مخلص غیثے کے سرانجام دیا ہے جسے وہ کام چور اور احمق کہتے ہوئے نہیں دیکھتے۔

فیاض پھر رواد وصول کر کے جب میٹنگ ہال سے نکلا تو اس نے فوری طور پر آج رات کو کسی خوبصورت ماحول میں جشن کا باہمی میلے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ظاہر ہے اس جیسے آدمی کے لئے گنگ بوٹل کے خفیہ قہر خانوں سے زیادہ خوبصورت ماحول اور کونسا ہو سکتا تھا جہاں دنیا کا حسین ارزاں مل جاتا تھا۔

چنانچہ وہ میٹنگ ہال سے نکل کر اپنی جیب میں بیٹھا اور پھر اسے علا ہوا مرکزی سیکرٹریٹ سے باہر نکل آیا یہ میٹنگ مرکزی سیکرٹریٹ ہال میں منعقد کی گئی تھی، ایک لمحے کے لئے اسے عمران کا خیال آیا کہ وہ عمران کو ہمارے لئے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے یہ خیال جھٹک دیا۔ کیونکہ وہ عمران کی عادت جانتا تھا کہ وہ ہمیشہ رنگ میں بونگ ڈال دیتا ہے اور فیاض آج صرف رنگ ہی رنگ دیکھنا چاہتا تھا۔ اپنا پسندیدہ اور دلچسپ رنگ۔

وہ جیب علا ہوا مرکزی سیکرٹریٹ سے سیدھا اپنے دفتر پہنچا۔ اس نے وہاں سادہ لباس کا ایک جوڑا رکھا ہوا تھا۔ ظاہر ہے یونیفارم میں تو گنگ بوٹل نہ جاسکتا تھا اگر گرجانے کے بعد باہر نکلتے تو سہولتے مٹا دیتے۔ اس ماحول میں سے بچنے کے لئے اس نے یہ انتظام کر رکھا تھا۔

جیب کو دفتر کے سامنے رک کر فیاض نیچے اترا اور پھر لوں اکوٹا اپنے دفتر کی طرف چھا جیسے کوئی بادشاہ کسی قلعے کو فتح کرنے کے لئے فوج روانہ کرتے ہیں۔

صاحب! ایک میں صاحبہ کافی دیر سے آپ کی منتظر ہیں۔
 بڑے پر موجد چہرہ اسی نے بڑا زور دار سیٹ کر کے ہونے فیاض کے کہا۔

میں صاحبہ کون ہے وہ؟ فیاض چونک پڑا۔
 کوئی غیر ملکی میں صاحبہ ہیں۔ کبھی نہیں کہ انہیں صاحبہ سے

فیاض نے خوشامداز لہجے میں کہا۔
 فانی کام۔ اچھا میں دیکھتا ہوں۔ فیاض نے سر ہلاتے ہوئے اور ہنسنے کا پردہ ہٹا کر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا اس کے

اوپر آہ۔ آپ یقیناً سپرنٹنڈنٹ فیاض ہیں؟ کرسی پر موجود
 مل گیا مگر انتہائی خوشبودار خوشبو نے فیاض کو اندر داخل ہونے دیکھ کر کسی سے اچھے ہوئے کہا۔ وہ اس قدر خوبصورت اور جوان لگی کہ فیاض

کروں محسوس ہوا جیسے پوری دنیا کا حسن اس کے جسم میں اکٹھا ہو گیا ہو اور
 اس پر اس کا انتہائی قد تک عمران اور چست لباس۔
 آپ۔ او۔ آپ آتش لپکے۔ یہ نام فیاض ہے۔
 فیاض نے بڑی شکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا اس کے باوجود
 اس کی فراوانی نے اس کی زبان کو تو کھراٹے پر مجبور کر دیا تھا۔

میرا روزی ہے۔ روزی پرائڈ۔ اس حسن مجہد نے کہا کہ آپ نے ڈاجر گر وپ اور اس کی جدید ایسا کوٹی، الیف کی سی بڈری کا ہونے مصلحت کے لئے اچھا ڈھایا اور فیاض نے جب بے نقاب کیا ہے پوری دنیا میں آپ کے کارناموں کی دعوت ہے۔ روزی ہو کر اس کا اچھا تھا تو بس روزی کے گرم اور گلاز اچھے نے فیاض کے جسم میں ایک عجیب سی سنسنی پھیلا دی۔ اس کا جی زیادہ رہا تھا کہ اس حسن مجہد کا اچھا چھوڑ دے۔ لیکن اسی لمحے چٹپڑی اندر آکر کھٹکنا مارا۔ فیاض بڑی طرح چپک چپک پڑا۔ کیا بات ہے۔ کیوں آئے ہو۔؟ فیاض نے چار کھانے لے لیے ہیں کہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ روزی کے ساتھ ہی اپنے آپ کو چھتی دے کہ اس نے واقعی ایک لازوال کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

سرس۔ میں نے سوچا کہ شاید کوئی حکم ہو۔ چٹپڑی نے کوکھلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ گٹ آؤٹ۔ فیاض نے دھاڑتے ہوئے کہا اور چٹپڑی کان دبا کر مڑا اور غائب ہو گیا۔

آپ بڑے سخت مزاج حاکم محسوس ہوتے ہیں۔ حالانکہ بظاہر آپ اتنے سخت مزاج لگتے نہیں۔۔۔ میں روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اہ۔۔۔ یہ بات نہیں میں روزی!۔۔۔ دراصل یہ احمق لوگ سیدھی بات سمجھتے ہی نہیں۔۔۔ ارے آپ تشریف رکھیے۔ آپ کھڑی کیوں ہیں۔۔۔ فیاض نے فوراً ہی جیسے کہ نرم بناتے ہوئے اہ۔۔۔ موزکو خوش گوار کرتے ہوئے کہا اور خود گھوم کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کی نظریں بس روزی کے جسم پر لگیں ہوئی تھیں جیسے اس کی آنکھوں میں آنکھیں بے پلاٹ نصب کر دیا گیا ہو۔

میرا تعلق انگریز نسل اپنی ناز کو ٹاک ایفنی سے ہے۔ جب آپ اچھے میں روزی!۔۔۔ میں ہر ممکن خدمت کے لئے تیار ہوں۔ آپ کہاں چھڑی جوتی ہیں۔۔۔ فیاض، روزی کے اس بے باکانہ انداز پر رادھہ بھی کھل اٹھا۔ یہاں میرے ایک اہل رابرٹ فاسن گلشن آباد میں رہتے ہیں۔ بڑھے اور آئینے آوی ہیں۔ میں نے وہیں وقتا کی ہے۔ وہ

مردم بزار انا ب آدی ہیں۔ اپنے کپے میں اکیلے پڑے بستے ہیں۔ وہاں کوئی ڈسٹر نہیں ہوگی۔ کیا آپ مجھے گدھی دیں گے۔ دراصل مجھے اکیلے رہنے سے بے حد خوف آتا ہے۔ روزی نے شہد بھرے انداز میں کہا۔

اوه۔ ضرور ضرور۔ یہ میری خوش قسمتی ہوگی میں روزی کے آپ ہی جین اور دلکش شخصیت کے ساتھ وقت گزارے۔ آپ پہلے فریخہ کے آپ کیا پناہ پیش کی گی۔ فیاض نے اپنے دل میں اٹھنے والے مسرت کے طوفان کو بڑی مشکل سے دہکتے ہوئے کہا۔ اوه۔ ٹھیک ٹھیک۔ یہاں دفتر میں مجھے دھشت سی ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ میرے ساتھ چلیں۔ اور ہم اپنی کوٹھی کے آزاد ماحول میں بیٹھ کر کچھ نہیں پائیں۔ تمہارے کیا بات ہے کہ آپ سے مجھ پر میرے کو جی نہیں چاہتا۔ روزی نے کہا اور فیاض یوں سر ہلانے لگا جیسے اسے ہفت اقلیم کی دھلت مفت میرے آگتی ہو۔ اور اس کے نقطہ نظر سے بات بھی درست تھی۔ وہ تو لگ بھگ ہونٹ کے تہہ خانوں میں رات گزارنے کا پروگرام بنا رہا تھا جب کہ ایک ایسی چیز ہے جو تھیں جلی کی طرح اس کی ٹیڈی میں خود آگری تھی جس کے لئے وہ پورے لگ بھگ کو لات مار سکتا تھا اور پھر حسینہ بھی ایسی کہ جو خود اسے دھوت ٹانوسے رہی ہو۔

اوه! یہ میری خوش قسمتی ہے۔ میں لباس بدل لوں۔ فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا۔
رہنے دیجئے۔ آپ یونینام میں بہت خوبصورت لگتے ہیں۔

انتہائی وجہ۔ میں نے آج تک کسی پریونینام اتنی سستی ہوئی نہیں دیکھی۔ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض تو لبس بے تابو ہوئے لگ گیا۔
آئیے۔ فیاض نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور روزی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

فیاض اسے لے کر باہر کھڑی جیب میں آ بیٹھا اور چند لمحوں بعد اس کی جیب دفتر کی عمارت سے نکل کر مین روڈ پر آگئی، دفتر سے باہر آتے ہی روزی نے اس کا ایک ہاتھ اپنے ماتھے میں تھکا لیا اور اسے آہستہ آہستہ دبائے لگی۔

ارے ارے خیال کیجئے۔ ایک سیٹ بٹ ہو جائے گا۔ روزی نے چند لمحوں بعد گہرا سہمے ہوئے بچے میں کہا۔ اور فیاض نے جس کے ہاتھ چھوئے شروع ہو گئے تھے بڑی مشکل سے جیب کو کنٹرول کیا۔ اس کا چہرہ جذبات کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

آپ بہت خوبصورت ہیں میں روزی نے۔ آپ کی تعریف کے لئے تو میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں۔ سوچ فیاض نے جگ جگ کر کہا اور میں روزی مسکرا دی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جیب گلشن آباد میں داخل ہو گئی تو روزی نے ایک جدید انداز میں تعمیر شدہ خوبصورت کوٹھی کی طرف اشارہ کیا اور فیاض نے جیب اس کو کوٹھی کے چناک کی طرف موڑ دی۔ گیٹ پر جیسے ہی جیب رکی۔ میں روزی اچھلی کر نیچے اتری اور اس کے چناک کی چھوٹی کھڑکی کی باہر سے لگی ہوئی کنڈرٹی کھول دی اور

پھر اندر داخل ہو گئی۔ چند لمحوں بعد اس نے پچانک کو اندر سے کھول دیا اور فیاض کو جیب اندر لے آنے کے لئے کہا۔

فیاض جیب اندر لے آیا تو روزی نے پچانک بند کیا اور پھر اچھل کر دوبارہ فرنٹ میٹ پر بیٹھ گئی اور فیاض جیب کو پورے دیکھ کر میں لینگا جہاں ایک لمبی سی سفید رنگ کی کار پہلے سے موجود تھی۔ کوئی میں کوئی فرق نظر نہ آ رہا تھا۔

آئیے!۔۔۔ اکل سے ملیں گے یا۔۔۔ روزی نے بچے اترتے ہوئے کہا۔

بوڑھے آدمی میں کہیں۔۔۔ فیاض نے انجن بند کر کے نیچے اترتے ہوئے اگلے بجے میں کہا۔

اوہ!۔۔۔ میں سمجھ گئی۔ واقعی نوجوانوں کے درمیان بوڑھوں کا کیا کام۔۔۔ آئیے۔۔۔ روزی نے آگے بڑھ کر باقاعدہ فیاض کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ فیاض کا بازو تقریباً جھلتی ہوئی عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔ ایک چھوٹی سا حد دی میں سے ہو کر وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ کمرہ خواب گاہ کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ جب کہ ساتھ ہی ایک میز اور اس کے گرد چند کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

کیسا کمرہ ہے۔۔۔ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے شوکر کر کے کا دروازہ بند کر کے اُسے چٹختی لگا دی۔ فیاض کی آنکھوں میں مزید چمک ابھر آئی۔ حالات اس کی توقع سے زیادہ سازگار ہوئے جیسا کہ تھے۔

اوہ۔۔۔ انتہائی شاندار۔۔۔ انتہائی حسین۔۔۔ اور پھر آپ کی موجودگی

نے تو اس سے حسن کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔۔۔ فیاض نے ٹھیکہ عاتقہ انداز میں کہا۔

بیٹھے۔۔۔ میں آپ کو ایسی پرانی شراب پلاتی ہوں جو بابا ہے۔ اکل نے خاص طور پر مجھے متذکرہ ہے۔۔۔ روزی نے کہا اور پھر ایک الماری کی طرف بڑھ گئی۔

اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک پرانی وضع کی بڑی سی بوتل نکالی اور ساتھ ہی دو جام نکالے۔ الماری بند کر کے اس نے بوتل اور جام میز پر رکھے اور فیاض کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ فیاض اُسے ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ اُسے سمجھا چکا جائے گا۔ روزی نے مسکراتے ہوئے بوتل کا کھانک کھولا اور پھر دونوں جام شراب سے بھر دیئے۔

آپ کی وجہ امت کے نام۔۔۔ روزی نے اپنا جام اٹھا کر فیاض کے جام سے ٹکراتے ہوئے کہا۔

آپ کے بے پایاں حسن کے نام۔۔۔ فیاض نے پینے سے پہلے ہی نشے میں ڈوبے ہوئے لبے میں کہا اور روزی مسکرا دی۔

سو رہی فیاض!۔۔۔ وہاں یہ افراہ شست کر رہی تھی کہ آپ کے اس کارنامے کے پیچھے کسی علی عمران ہی شخص کا ہاتھ ہے۔۔۔ روزی نے گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

اور عمران کا نام سنتے ہی فیاض نے یوں متنبہ لیا جیسے مصری چلبے چلتے اچانک کرمزین کی گولی پر دانت پڑ گیا ہو۔

اوہ۔۔۔ بھواس ہے۔۔۔ اس احمق نے کیا کرنا ہے۔۔۔ بس اُسے تو

بائیں بنا آتی ہیں۔ فیاض نے کڑا ساندہ بنائے ہوئے کہا۔
 اس کا مطلب ہے کہ عمران واقعی کوئی آدمی ہے۔ کون ہے وہ؟ کیا وہ آپ کا افسر ہے؟ روزی نے کہا۔
 ارے نہیں۔ بس بے کار سا آدمی ہے۔ ہمارے چیف ڈائریکٹر جنرل سر عمران کا بیٹا ہے۔ اس نے میں اُسے نفٹ کرا دیتا ہوں۔ فیاض نے یوں کہا جیسے اُسے عمران کے نام سے ہی کوفت ہو رہی ہو۔
 اچھا تو وہ ڈائریکٹر جنرل کا بیٹا ہے۔ انہی کی کوٹھی میں رہتا ہوگا۔ روزی نے کہا۔
 ارے نہیں۔ انہوں نے تو مدت سے اُسے گھر سے نکال دیا ہوا ہے۔ یہ تو میں نے اس پر رحم کیا کہ اپنا نفٹ اُسے دیا ہوا ہے جہاں وہ باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔ فیاض نے جواب دیا۔
 اکیلا رہتا ہے؟ روزی نے حیرت سے پوچھا۔
 ہاں! اس نے شادی ہی نہیں کی۔ بس اس کا اہمیت باورچی اور وہ خود رہتا ہے۔ لیکن میں روزی ا۔ پتھر اس کا ذکر چھوڑ دو مجھے کوفت ہو رہی ہے۔ فیاض نے آخر کمر ہٹا دیا۔
 مجھے اس سے کیا لینا ہے۔ یہ تو میں مجھے خیال آ گیا تھا۔ میں نے کوئی اس سے ملنا خود روزی ہی ہے۔ رہتا ہوگا کسی گندے سے نفٹ میں۔ اُدھ کسی گندی سی آبادی میں۔ روزی نے ناک جھول چڑھاتے ہوئے کہا۔

خیر نفٹ تو گندا انہیں ہے۔ بڑا شاندار نفٹ ہے۔ اور ہے بھی گنگ روڈ پر۔ میں نے غمزہ تھا بس دلی پہلا نے کسے لئے۔ پھر اس نے قہقہہ کر لیا۔ فیاض نے فوراً ہی تردید کرتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اُسے اپنا نفٹ کھ چکا تھا اور اب وہ یہ کیسے رفاقت کرنا کہ اس کا نفٹ گندا ہو سکتا ہے اور گندی بنگر پر ہو سکتا ہے۔ گنگ روڈ۔ کیا وہاں سارے نفٹ ہی شاندار ہیں؟ نام سے تو یہی ظاہر ہے۔ روزی نے کہا۔
 ہاں۔ اچھے خواصورت نفٹ ہیں۔ لیکن میرے والا نفٹ ب سے شاندار ہے۔ فیاض نے جواب دیا۔
 ظاہر ہے۔ آپ جیسے با ذوق آدمی سے یہی توقع ہو سکتی ہے لیکن میری ایک اور عادت ہے۔ میں علم الاعداد کی بہت قائل ہوں۔ جب تک راسخ گاہ کا نمبر کئی نہ ہو۔ میں اس میں جانباہی گوارہ نہیں کرتی۔ روزی نے کہا۔
 کتنی۔ آپ کا کئی نمبر کیا ہے؟ فیاض نے چونکتے چوتھے پوچھا۔
 ارے کئی نمبر تو سیون ہی ہے۔ براہ راست سیون ہو۔ یا مجموعہ سیون ہو۔ اب دیکھو اس کو بھی کا نمبر سیون ہے۔ اسی لئے میں یہاں رہ پڑی ہوں۔ روزی نے کہا۔
 اُدھ! وہ آپ کے لئے کئی نہیں ہو سکتا۔ اس کا نمبر ۲ ہے مجموعہ ۲ جی ہوا۔ فیاض نے فوراً نمبر بتایا تاکہ روزی نمبر کی وجہ سے اوپر کا رخ ہی نہ کرے۔

ان کو دوسرے ایسے جیل سے باہر نہیں
لا جاسکتا۔ چلے میں خود ہی کیوں نہ آئے لیکن جاؤں۔ فیاض
نے اسے یوں خیر خواہی سے کہا جیسے وہ ایک چھوٹی سی بچی ہو۔
"ارے واہ! یہ تو بہت اچھا نظام ہے۔ واہ! بڑے
مصل مند ہیں آپ۔ بڑے دلچسپ کوڑوں گے۔" روزی
نے فیاض کے بازو پر بڑی لگاوٹ سے ہاتھ پھرے ہوئے کہا۔

"میں تو دلچسپ۔" فیاض نے جواب دیا۔

"اچھا۔ بتائیں تو سہی۔ مجھے بلا شوق ہے ایسے مخصوص کوڑوں سے

کا۔" روزی نے فیاض کے گال پر چٹکی بھرتے ہوئے کہا اور فیاض

کا جسم بیکھرتن گیا اور پھر وہ چابی جھڑے کھونٹے کی طرح شروع ہو گیا۔

"میں جب جیل کے دروازے پر پہنچتا ہوں تو سپرنٹنڈنٹ جیل کے

دفتر میں جا کر کہتا ہوں۔ آج موسم بہت خوشگوار ہے۔ اس کا

مطلب ہوتا ہے کہ میں محض ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ اس کے جواب

میں وہ کہتا ہے۔ آج تو بارش کا امکان ہے۔ اس جواب کا

مطلب ہوتا ہے کہ وہ کوڑو سمجھ گیا ہے اور پھر وہ فکرائشٹ کو سیل

سے نکال کر ملاقات کر دیتا ہے۔ لیکن جب میں جا کر کہتا ہوں کہ آج

مگر موسمیات نے بڑی دلچسپ پیش گوئی کی ہے کہ بادل بھی نہیں ہوں

گے لیکن بارش بھی ہوگی۔ تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ میں آج

قید کی کو اپنے جہاز لے جانے کے لئے آیا ہوں۔ اس کے جواب

میں وہ ایک قہقہہ لگا کر کہتا ہے۔ یہ ٹھیک ایسی ہی پیش گوئیوں

کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ کوڑو سمجھ گیا ہے۔ اور پھر

"اوہ دیکھ کرو۔ ہم بھی کیسی باتوں میں الجھ گئے۔" روزی
نے منہ بنا کر کہا اور فیاض کیل اٹھا۔ ایک جام وہ حلق میں اٹھال چکا تھا
روزی نے دوسرا جام بھر دیا۔ اس کا اپنا جام ابھی آدھا ہی تھا۔
"ارے ہاں!۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ نے کسی ٹاکسٹ رائٹ کو
بھی پکڑا ہے۔ وہ تو بڑا نام آدمی ہے۔ اس کا خیال رکھو
کہیں فرار نہ ہو جائے۔" روزی نے دو چار گھونٹ لینے کے بعد
یوں کہا جیسے اسے اچانک خیال آگیا ہو۔

"تم نکرہ نہ کرو۔ وہ فرار نہیں ہو سکتا۔ سنٹرل جیل کے

مخصوص سیل میں قید ہے۔ اور مولے میرے اور کوئی اس سے

ملاقات بھی نہیں کر سکتا۔" فیاض نے اسے یقین دلانے شروع کیا۔

"یہ تو بڑے خطرناک جرم ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کے سیکرٹ

میں کسی آدمی کو بھیج دیں۔ اور وہ آدمی اسے نکال لائے۔" روزی

نے کہا۔

"کمال کرتی ہیں آپ۔ ہم کوئی احمق تو نہیں ہیں۔ وہاں کوڑو

چلتا ہے۔" فیاض نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

"کوڑو۔ کیا کوڑو؟" روزی نے یوں کہا جیسے اس نے ذرا

میں پہلی بار کوڑو کا نام سنا ہو۔

"کوڑو کا مطلب ہے کہ جیل سپرنٹنڈنٹ کے ساتھ مخصوص الفاظ

ہیں۔ جب میں نے اس سے ملاقات کرنا ہوتی ہے تو میں مخصوص

کوڑو دھرتا ہوں تو سپرنٹنڈنٹ اس کے سیل کا دروازہ کھولتا ہے

اگر میں اسے گفتیش کے لئے ساتھ لے جاؤں تو سب بھی اسے

”میں کرنل! بڑی آسانی سے۔۔۔ اس دوسرے اہق کو کیا کرنا ہے؟“ مائیکل نے کہا۔
 ”دوسرا اہق“ کرنل نے جینوں اچکاتے ہوئے حیرت بھری
 پہچے میں کہا۔

”وہ علی عمران۔۔۔ جسے یہ اہق بھی اہق کہہ رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس سے بھی گنا گندرا ہوگا۔“ مائیکل نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”میرا خیال ہے کہ اُسے بھی میں ہی لے آؤں۔“ روزی نے کہا۔
 ”ہاں!۔ روزی کا حسن جو کام کر دکھاتا ہے۔ وہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔“ کرنل نے کہا اور مائیکل مسکوا کر عین نفروں سے روزی کو دیکھنے لگا۔

روزی تو ہم جیسوں کو انورنادیتی ہے۔ اس کے سامنے جھٹکا۔ اس نے اس فارمولے کی فیاض کو ہوا بھی دے گئے وہی مٹی اس اہقوں کی کیا مجال ہے۔“ مائیکل نے کہا اور روزی ہنس پڑا۔
 ”توچہر میں جاؤں۔ پتہ تو میں نے پوچھ ہی لیا ہے۔“ روزی نے کہا۔
 ”ہاں جاؤ۔ اسے بھی یہیں لے آنا۔ اتنے میں مائیکل نے کہا۔
 ”جاکر رات کو لے آئے گا۔ اور پھر ان تینوں کو ہم پیک کر دیں گے۔“ روزی نے کہا۔
 ”کرنل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور روزی سر ہلاتی ہوئی کمرے سے
 دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”ہاں جاؤ۔ اسے بھی یہیں لے آنا۔ اتنے میں مائیکل نے کہا۔
 ”جاکر رات کو لے آئے گا۔ اور پھر ان تینوں کو ہم پیک کر دیں گے۔“ روزی نے کہا۔
 ”کرنل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور روزی سر ہلاتی ہوئی کمرے سے
 دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
 ”میرا خیال ہے کہ اُسے بھی میں ہی لے آؤں۔“ روزی نے کہا۔
 ”ہاں!۔ روزی کا حسن جو کام کر دکھاتا ہے۔ وہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔“ کرنل نے کہا اور مائیکل مسکوا کر عین نفروں سے روزی کو دیکھنے لگا۔
 ”وہ علی عمران۔۔۔ جسے یہ اہق بھی اہق کہہ رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس سے بھی گنا گندرا ہوگا۔“ مائیکل نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”میرا خیال ہے کہ اُسے بھی میں ہی لے آؤں۔“ روزی نے کہا۔
 ”ہاں!۔ روزی کا حسن جو کام کر دکھاتا ہے۔ وہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔“ کرنل نے کہا اور مائیکل مسکوا کر عین نفروں سے روزی کو دیکھنے لگا۔

تو نہیں۔ سچ بچ بتانا۔ عمران نے انتہائی خوفزدہ ہلچلے ہوئے کہا
 میں کہا اور ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں
 کان بھی پکڑ لئے۔ اس کے چہرے پر واقعی خوف و ہراس کے گہرے
 سائے نظر آنے لگ گئے تھے۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں کہہ رہی ہوں کہ مجھے ایک
 ضروری فون کرنا ہے۔ میں نے ٹیلیفون کی کارڈ آپ کے فیکس
 میں جاکے مونی دیکھی تھی اس لئے یہاں آگئی۔ آنے والی حیدر
 نے ناخوش گوار ہلچل میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

فون!۔ اچھا اچھا۔ ٹیلیفون کہیں ناں۔ خواہ مخواہ مجھے تو
 آپ نے ڈرا ہی دیا۔ ضرور کیجئے۔ لیکن پیئر پولیس کو بلا لیجئے
 مجھے پولیس سے براؤڈ لگتا ہے۔ عمران نے یوں جواب دیا جیسے وہ پوری طرح
 ہوئے کہا۔

کیوں۔ پولیس سے آپ کو کیوں ڈر لگتا ہے۔ حیدر نے تعلیم یافتہ ہیں۔ حیرت ہے۔
 مگر اتنے جوئے لگاؤٹ جیسے بلجے میں کہا۔ وہ اب اطمینان سے صوفے پر لیٹا ہوا تھی۔

ہر شریف آدمی پولیس سے ڈرتا ہے۔ ویسے ایک بات بتاؤ ناں۔ حیدر نے حاصل کی ہوئی ہے۔ کم از کم جنڈیا تو پکڑ لیتا ہے۔ میری تعلیم
 یہ تو میں صرف آپ پر اپنی شرافت کا رعب ڈالنے کے لئے کہہ رہا۔ لگایا نامہ کہ مجھے تو پناہ چھیننے بھی جہین آتے۔ عمران نے انکاری
 ہوں۔ ورنہ اتنا شریف بھی نہیں ہوں کہ خود کو اپنے سامنے دیکھ کر
 ہی آنکھیں بند کر لوں۔ عمران نے کہا۔

اے۔ آپ بہت دلچسپ آدمی ہیں۔ میرا نام روزی ہے۔
 میں آپ کے ملک میں نووارد ہوں۔ حیدر نے اپنا تعارف کرانے

اچھا۔ واہ چھ تو دلچسپ آگیا۔ نووارد کو تو کوئی نہیں جانتا۔ اس
 کے ہونے کا اعلان کا پھر کرنا چاہئے گا۔ عمران نے یوں خوش ہو کر
 کہا جیسے اے اپنی منزل سامنے نظر آگئی ہو۔

اچھا کا پھر۔ کیا مطلب۔ آپ نے اپنا تعارف بھی نہیں کر لیا۔
 روزی نے حیرت جیسے ہلچل میں کہا۔
 مطلب۔ بس یہی مطلب نہ پوچھا کریں۔ حیدر نے کو اگر مردوں
 کی باتوں کا مطلب سمجھ میں آجائے تو پھر حیدر میں نہیں رہتی تھی۔ ویسے
 مجھے علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ڈاکنس اچھے ہیں۔ آپ جو
 روزی کے وطن پر ریشہ خفی ہو چکا ہو۔
 ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ڈاکنس۔ اے! آپ تو اعلیٰ

تعلیم یافتہ ہیں۔ حیرت ہے۔ روزی کے بلجے میں شیشی حیرت

اد سے بس یافتہ ہی یافتہ ہوں۔ تعلیم تو اصل میں میرے باورچی

روزی نے ہنسنے پر کہے ہوئے ٹیلیفون کو اپنی طرف کھسکا اور دوسرے
 اٹھا کر غمر علی آئل کرنے شروع کر دیئے۔ غمر علی آئل کہہ کر وہ چند لمبے
 خاموش فیصلے پر ہی۔ پھر اس نے تھکے ناگوار می سے دوسرے واپس رکھ دیا۔

”ایک گھنٹہ آکر ہی ہے۔“ روضی دیر بعد پھر کرنا ہو گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں چند لمحے بیٹھ جاؤں۔“ روضی کے دل سے شرمنا سے بچنے میں کہا۔

”چند لمحے۔“ اسے آپ قیامت تک بیٹھی رہیں۔ اور اگر چہ بیٹھی تنگ جائیں تو بے شک لیٹ بھی سکتی ہیں۔ میری طرف سے ہر اجازت ہے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”اوہ! آپ شہرت کے موٹر میں ہیں۔“ لیکن عمران، صاحب کیا آپ میجر، ٹیڈینگ روم میں ہی لیٹ جاتے ہیں۔ یا کوئی خواب گاہ، جہاں بٹائی ہوئی ہے۔“ روضی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمل کے بلے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

”کیوں کیا ہوا۔“ عمران کے یوں سر پر ہاتھ پھیرتے دیکھ کر روضی نے پوچھا۔

”ہوا کیا ہے۔“ آپ نے میری دکھتی رگ پر انگلی تو کیا۔ پورا پنڈرہ دبا ہے۔ دراصل مجھے خواب ہی نہیں آتے۔ اس لئے میں نے ان کی نگاہ کعبی بنائی ہی نہیں۔“ عمران نے لبود نے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب؟ کیا آپ سوتے نہیں؟“ روضی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”سوئی کیوں نہیں۔“ لیکن آپ تو خواب کی بات کر رہی تھیں۔ یعنی خواب گاہ؟“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور روضی کیل کلاک ہنس پڑی۔

”جانتے وغیرہ کا موڈ ہے صاحب۔“ اچانک سلیمان نے مکرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔ اس نے بات کو عمران سے کی تھی لیکن نظریں روضی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

”ہاں! اگر چاہئے میں جانتے تو بہت اچھا ہے۔“ بلنرا میں تنگ گئی ہوں۔“ روضی کے فوراً ہی ایک بھر پور انگڑوائی لیتے ہوئے کہا۔ اور سلیمان شاندار بہوش ہوتے ہوئے بچا، کیونکہ عمران نے اسے واضح طور پر لوکھڑاتے ہوئے محسوس کیا تھا۔

”لیکن ابھی روضی دیر پہلے تو مکر رہے تھے کہ نہ چاہئے کی تھی ہے اور نہ دودھ۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس وقت میرا موڈ نہ تھا صاحب۔“ ابھی نے آجوں چاہئے۔“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔

”یہ آپ کا ماورجی ہے۔“ روضی نے پوچھا۔

”آپ کے آنے سے پہلے تو میرا تھا۔“ لیکن اب یقیناً یہ آپ کا ہو چکا ہے۔“ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور روضی ایک بار چہرہ پر ہنسی پڑی۔

”آپ نے فون کرنا تھا۔“ عمران نے اسے دوبارہ یاد دلانے سے کہتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں اب آپ کی دلچسپ باتوں میں مچول ہی گئی۔“ روضی نے جوتکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسپورڈ اٹھا لیا اور نمبر فون کی کرے شروع کر دیے۔ چند لمحوں بعد اس کے اعصاب یوں تن گئے جیسے دوسری طرف رابطہ قائم ہو گیا ہو۔

”میں روزی بول رہی ہوں۔ میری اپائنٹمنٹ کنسل ہو گئی ہے۔
اب دو روز بعد ہی ہو سکتی ہے۔ روزی نے بخیرہ میں کہا
اور پھر چند لمبے دوسری طرف سے بائیں ہستی رہی۔
”میں بہت پریشان ہوں۔ گاڑی غراب مٹی اٹکل۔ اور بڑھ بھی
میں گھر چھوٹ گئی۔ یہاں کے لوگ میرے پیچھے یوں لگ جاتے ہیں جیسے
انہوں نے زندگی میں کبھی کوئی عورت نہیں دیکھی۔ بڑی مشکل سے
ایک شریف آدمی کی پناہ میں آئی ہوں اور وہاں سے فون کر رہی ہوں۔
روزی نے کہا۔

”اوسکے۔ میں اسی شریف آدمی کے ساتھ آ جاؤں گی۔ روزی
نے کہا اور عمران نے بے اختیار سر ہلانا شروع کر دیا۔
”نہیں۔ ابھی کہا تو نہیں۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ وہ میری مدد
ضرور کریں گے۔ اوسکے ساتھ ٹک ٹو۔ روزی نے چند لمحوں کی
خاموشی کے بعد کہا۔ اور رسیور پر ٹیبل پر رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔
”آپ کس شریف آدمی کی اہانت کر رہی تھیں۔ عمران نے بڑے
معصومانہ انداز میں پوچھا۔
”آپ کے متعلق کچھ دہی تھی۔ دراصل میں۔۔۔ روزی نے
چونک کر کہنا شروع کیا۔

”میں نے سن لیا ہے کہ آپ اپنا بڑھ گھر چھوٹ آئی ہیں۔ اور یہاں کے
لوگ آپ کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ بہر حال ٹکڑے نہ کریں۔ میں اتنا شریف
ضرور ہوں کہ آپ کو آپ کے اٹکل تک صحیح سالم پہنچا دوں۔ لیکن آپ
کے اٹکل کہاں رہتے ہیں۔؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ گلشن آباد میں رہتے ہیں۔ میں صفائی بول سیکھنے خوشی اپائنٹمنٹ
پر آئی تھی کہیں وہ دو روز کے لئے کنسل ہو گئی ہے۔ روزی نے
جواب دیا۔

”اسی لئے سلیمان ٹرائی دھکیلتا ہوا اندر آ گیا۔ چائے کے ساتھ ساتھ ٹکڑے
اور لیکٹول کی کئی دوائیں بھی موجود تھیں۔

”دیکھا۔ میں نے نہ کہا تھا کہ اب یہ آپ کا ہو گیا ہے۔ اتنی
دوائی کے بکٹ گروم کے کسی جزئی طور پر نہیں دیکھئے۔ عمران
نے آنکھیں پھاڑا کر ٹرائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”صاحب جی! کیا آپ واقعی میری خدمات میں صاحبہ کو سوئپ رہے
ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ لائف میں پیونج آنا چاہیے۔ سلیمان
نے کہا۔

اور روزی نے احتیاطاً ہنس ڈالی۔

”آپ دونوں ہی دلچسپ ہیں۔ روزی نے کہا۔
”چلیے۔ دونوں کو ہی رکھ لیجئے۔ عمران نے بڑے خلوص سے
آؤ کر دی اور سلیمان نے عموماً سامنے بنالیا جیسے سافر سے بڑی لگی ہو۔
”آپ کام کیا کرتے ہیں۔؟ روزی کے شدت موضوع بد لئے کے
لئے پوچھا۔

”سلیمان تو خارج ہے باورچی ہے۔ اور میں باورچی دار۔ عمران
نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”باورچی دار۔ کیا معنی۔؟ روزی نے چائے کی پالی اٹھاتے
ہوئے چونک کر پوچھا۔

”یعنی باورچی رکھنے والا۔ یہ بھی بہت بڑا کام ہے کہ باورچی رکھ لیا جائے۔ بس کھانے جاؤ اور اسے دیتے جاؤ۔ ساتھ ساتھ طعنے بھی سنتے جاؤ کہ کس تلاش و غفلت کا باورچی بن گیا ہوں۔ اب جدا پچاس ہزار روپے مالہ میں باورچی خانہ چلاتا ہے۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پچاس ہزار روپے مالہ صرف باورچی خانے کا خرچہ“۔ روزی نے جبری طرح چورنگتے ہوئے کہا۔
 پھر سے باورچی خانے کا نہیں۔ باورچی کا۔ اور خانے کا خرچہ تو علیحدہ ہے۔ عمران نے کہا۔

”رہنے دیکھئے صاحب!۔ کیوں آپ میں صاحب کو ڈرا رہے ہیں۔ میں صاحب!۔ آپ کے لئے میری تعداد مفت ہوں گی۔ میں آپ کو ایسے ایسے کھانے کھلاؤں گا کہ آپ کا حسن اور زیادہ جگمگا اٹھے گا۔“
 سیٹھان نے فوراً ہی کہا۔

”کھانے کے ساتھ بجلی کے دس بلب بھی لگے ہوتے ہوں گے۔“
 تبھی جگمگائے گا۔ سوسیٹھان!۔ زیادہ فخری ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ اچھی تم نے چاہنے کا سہوہہ کر دیا۔ ورنہ میں روزی ٹیلیفون سے فارغ ہو چکی ہوں۔ اور میں اب تک انہیں ان کے اسکل تک پہنچا کر معد رسید واپس آچکا ہوں تو۔ عمران نے کہا اس کا اندازہ ایسا تھا جیسے وہ روزی کے ساتھ سیٹھان کی زیادہ گفتگو ہی پسند نہ کر رہا ہو۔
 روزی بے اختیار مسکرا دی جب کہ سیٹھان بڑے بڑے منہ بنا ہوا واپس چلا گیا۔

”آیتے بلینے۔ آپ کو تکلیف تو ہوگی۔ لیکن۔“ روزی نے چلتے لاپالائی میز پر رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔
 ”تکلیف کیسی۔ میرے کندھے بڑے مضبوط ہیں۔“ عمران نے ہنس پر غصوں بلبے میں کہا۔
 ”کندھے کیا مطلب؟“۔ روزی نے جبری طرح چورنگتے ہوئے پوچھا۔

”کندھے کا مطلب کندھا ہی ہوتا ہے۔ اب آپ عیسائی مارک اڈام کو میں پیدل چلا کر لے جاؤں گے تو را۔“ عمران نے جواب دیا۔
 ”اوہ!۔ تو آپ کے پاس کار نہیں ہے۔“ روزی نے حیرت جھپٹے میں کہا۔

”کار۔ ارے ہاں!۔ آپ نے یلو دلا دیا۔ کار تو ہے۔ چلو آپ کے لئے فضولی خرمی سی مہی۔ ورنہ میں تو فیصلہ کر لیا تھا کہ ہڑول کا متعال ہی نہیں کرنا۔ اب تو ایک لیٹر ہڑول کا استعمال بھی فضول خرچی میں شامل ہو چکا ہے۔ ہر حال اگر سیٹھان جاس کے کی جینک رو اور ایک آنکھ سے کافی نوکروانی کو سارے شہر کی سیر کرا سکتا ہے تو میرا بھی حق ہے کہ آپ کے لئے ایک لیٹر ہڑول خرچ کر ہی دوں۔ آیتے۔“
 عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ روزی خاموشی سے اس کے پیچھے چل دی۔ اس کے چہرے پر انھیں کے آثار نمایاں ہو گئے تھے وہ شاید عمران کی ناسیب سمجھنے سے تا صبر رہی تھی۔
 تھوڑی دیر بعد عمران کی کار تیزی سے نکلتی آباد کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ روزی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ البتہ اس کے چہرے پر اطمینان

کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

اگر آپ نہیں تائیں گی تو صورت حال بدل جی سکتی ہے۔ عمران نے بڑے بخیرہ لہجے میں کہا اور روزی اس کے بدلے ہوئے لہجے پر چونک پڑی۔

کیسی صورت حال! — روزی نے بڑی طرح چونکے ہوئے پوچھا۔

میں منگتے ہی بدل دوں گا۔ منگنی کی انگوٹھی ہی تو بدلنی ہے۔ وہ آپ کی انگلی میں جی پہنائی جا سکتی ہے۔ صابن کا خرچہ تو بچکے ہے۔ عمران نے جواب دیا اور روزی کو ہنستے ہنستے اچھوں لگ گیا۔

بڑا خوبصورت آغاز ہے آپ کے بات کرنے کا۔ بہر حال میں آپ کی پیشکش پر غور کروں گی۔ روزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

گھٹن آج بھی آگیا ہے۔ گھٹن کے کوٹنے کہنے میں جانا ہے۔ عمران نے کہا۔

ارے ہاں! کوٹھی فرج میں ہے۔ میرے انکل برابر شاسن وہیں رہتے ہیں۔ وہ دیکھتے سنانے۔ روزی نے کہا۔

تھوڑا کمال ہے۔ اب شاسن بھی گھٹن میں پیدا ہونے لگا ہے پہلے تو گھٹنوں میں پیدا ہوتا تھا۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور روزی کی آنکھیں نمک منکرائے گئیں۔

عمران نے کار کو روکنے کے چھانک کے ساتھ روک دی۔

میں چھانک کھولتی ہوں۔ آپ جانیے گا نہیں۔ میں آپ جیسے دلچسپ آدمی سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونا چاہتی ہوں۔ اور ہاں! یہاں ایک بہت خوبصورت خواب گاہ بھی ہے۔ روزی نے عمران

میں روزی! — اگر آپ بڑا نہ مانیں تو ایک بات پوچھوں! — عمران نے بڑے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

پوچھیں۔ روزی نے چونک کر کہا۔

آپ کے حسن کا راز کس صابن میں ہے۔ تاکہ میں اپنی ہونے والی منگنی کو وہی صابن لے کر دیا کروں۔ عمران نے بڑے ہی بخیرہ لہجے میں کہا۔

حسن کا راز صابن — یہ آپ لیا کہہ رہے ہیں! — روزی کی حیرت حقیقی تھی۔

ہمارے ہاں یہی کہا جاتا ہے کہ حسن کا راز صابن میں ہے باقاعدہ حسین عورتیں اگر بتاتی ہیں کہ تم یہ صابن استعمال کرتی ہیں۔ اور پھر استعمال کر کے دکھاتی ہیں کہ اس طرح استعمال کرتی ہیں۔ یعنی ایسا استعمال کہ سبک آپ بھی خراب نہ ہو۔ اور صابن بھی استعمال ہو جائے۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور روزی بے اختیار کھنکھن کر ہنس پڑی۔

بڑی دلچسپ بات بتائی ہے آپ نے۔ ویسے میرے حسن کا راز صابن میں نہیں ہے۔ — میرا حسن قدرتی ہے۔ روزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

یعنی قدرتی صابن۔ پلو وہی لے کر دوں گا۔ یہ طما کہاں سے ہے۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور روزی ہنس کر خاموش ہو گئی۔

کے منہ کے قریب چہرہ کرتے ہوئے بڑے جذباتی انداز میں کہا اور چہرہ دروازہ کھول کر باہر آگئی۔

عمران نے ایک بار پھر بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا اور روزی کو اندر جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔

چند لمحوں بعد چٹانگ کھل گیا۔ اور روزی نے کار اندر سے آنے کا اشارہ کیا۔ عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ روزی نے چٹانگ خود ہی بند کیا اور دوبارہ کار کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

”میرے منسل بوڑھے آدمی ہیں۔ منوم بنیاد سے۔ اس لئے لو کہ نہیں رکھتے۔ اور یہ اچھا بھی ہے۔ غیر ضروری ڈسٹرشن سے بچاؤ رہتا ہے۔“ روزی نے کہا اور عمران کے یوں ہر ہلایا جیسے وہ روزی کا اشارہ بخوبی سمجھ گیا۔

پورے گھومنے کا روک کر روزی کے ساتھ عمران بھی نیچے اتر آیا۔ ”آؤ پلیز۔“ روزی نے آگے بڑھ کر عمران کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔

”ابے ارے۔ یہ کیا کر رہی ہیں۔ پلن میں آپ کے لئے ناغرم ہوں۔ نکاح تو ہو جائے دیکھیے۔ غراؤناؤ گناہ گار کرنا چاہتی ہیں۔“ عمران یوں بیک کر پیچھے ہٹا جیسے روزی کا ہاتھ چپکے زندہ ہو۔ اور روزی کا چہرہ غصے اور جھنجھلاہٹ میں شروع ہو گیا۔ ”سیکن اس نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پا لیا۔

”اب اسٹے جی پکنا زہ بنیتے آیتے۔“ روزی نے قدرے طنز لہجے میں کہا اور آگے بڑھ گئی۔ اور عمران مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چلنے لگا۔ روزی اسے ایک ہٹنے کرے میں لے آئی۔ یہ واقعی ایک خوبصورت

بگاہ تھی جس کی سائڈ پر ایک میز کے گرد چار کرسیاں بھی رکھی تھیں۔ ذی نے نوکر دروازہ بند کر دیا اور چٹائی چڑھا دی۔

”اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ میں روزی اب۔ آپ مجھے صرف بتا دیجئے کہ آپ مجھے یہاں کیوں لے آنا چاہتی تھیں؟“ عمران نے ہنسی سمیٹتے لہجے میں کہا۔ اور روزی چونک کر عمران کو دیکھنے لگی جس نے چہرے سے حماقت اور معصومیت کا نقاب گھون گھونکنا تھا جیسے جن رہا ہی نہ ہو۔ وہ اس وقت تک بالکل بدلا ہوا انسان نظر آ رہا تھا۔

”میں آپ کو۔۔۔۔۔ روزی نے گردن ہلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ دیکھیے۔“ پلے کسی پہلے کی ضرورت نہیں ہے۔ صاف صاف بات کہئے۔ آپ جس مقصد کے لئے میرے فلیٹ پر آئی تھیں وہ مقصد بولنا ہو گیا۔ اور میں آپ کے ساتھ یہاں آگیا۔“ عمران نے بغیر تنہید لہجے میں کہا۔

”میں تو فون کرنے آئی تھی۔ وہ تو میں بڑو۔۔۔ روزی نے لہجے ہوئے لہجے میں کہا۔

فون والی بات تو رہنے دی۔ یہ ڈرامے میں لے بہت دیکھے ہیں۔ اور یہ بات آپ فوٹ کر لیجئے کہ ابھی مارے ملک میں آٹھ نمبر والے ڈالا کیس چلیخ نہیں لگایا۔ یہاں چھ نمبر ہی داخل ہوتے ہیں۔ جبکہ اب آٹھ نمبر داخل کر کے بات چینی کر رہی تھیں۔“ عمران نے کہا اور غصے اس بری طرح چونکی جیسے آکسن کے پیروں کے نیچے ہم چھٹ پڑا ہر۔ اور اس نے بری چھٹی سے بلاؤز سے چٹا سا رول اور نکال لیا۔ لیکن عمران خاموش کھڑا رہے دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں ذرا

بھی گھبراہٹ کے آئندہ تھے۔

تم ضرورت سے زیادہ ذہین ہوئے۔ روزی نے بڑبڑائے
ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے شرعاً وادباً دیا۔

عمران تیزی سے ایک طرف ہٹا۔ لیکن اس کی توقع کے خلاف
رہوالوہ میں سے گولی کی بھارتیہ رینگ کی گیس کی بوجھ بڑی
ٹھکی اور عمران ہٹ جانے کے باوجود اس گیس کی رینگ میں تھا جنہیں
دوسرے ہی لمحے وہ یوں لڑکھڑایا ہوا قالین پر ڈھیر ہو گیا جیسے اس
کے جسم سے دُور اچانک سے ایک دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
روزی تیزی سے ایک دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

فیاض کی آنکھ کھلی تو اس نے کسم کراٹھا پایا۔ لیکن دوسرے
اس کے منہ سے حیرت بھری آواز نکلی۔ کیونکہ اس کا جسم ایک شرعاً وادباً
بڑبڑائی کی بیٹوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس کا صوف سر آزاد تھا۔
انے تیزی سے اوپر اُٹھ کر جائزہ لیا۔ تو اس کی آنکھوں میں حیرت
ساتھ ساتھ خوف و ہراس کے آثار نمایاں ہو گئے۔ کیونکہ وہ روزی کی
گاہ کی بھارتیہ ایک کافی بڑے کمرے میں موجود تھا جس کی تین
دہان پر بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔ ایسی مشینیں جیسے خلائی جہازوں
کوئل کرنے والے مرکز میں نمودار دکھائی جاتی ہیں البتہ چوتھی طرف
نہ مشین کی ایک بڑی دیوار نظر آ رہی تھی جس کے پیچھے ایک بڑا
دیوار آ رہا تھا جس میں نو بڑی بڑی کرسیاں بڑی صاف نظر آ رہی
تھیں فیاض کا شرعاً وادباً ایک مشین کے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ اسی لمحے اس کی
پیشانی میں موجود ایک مشین کے ساتھ رکھے ہوئے شرعاً وادباً پر پڑیں

اور وہ بڑی طرح چونک پڑا کیونکہ اس سرسبز پرانے عمران بھی
طرح چمڑے کی بلیوں میں بندھا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ عسکران کی
آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ بڑے مطمئن اور پرسکون انداز میں باہر
کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”اوہ عمران تم۔۔۔ یہ ہم کہاں ہیں؟“ فیاض کے منہ سے
بے اختیار نکلا۔

”مس روزی کی خواب گاہ میں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

”مس روزی۔۔۔ اوہ۔۔۔ فیاض نے بڑا راتے ہوئے کہا اور وہ
اس نے جیسے ہی گردن موڑی وہ ایک بار چہرہ چونک پڑا۔ عمران کی نگاہ
سمت میں اسی صیسی مشین کے ساتھ سرسبز پرگڑا کٹراٹ بھی ان کا
طرح ہی بندھا ہوا تھا، البتہ اس کی آنکھیں بند تھیں، وہ شاید ابھی تک
بے ہوش تھا۔

”یہ ڈاکٹراٹ توجیل میں تھا۔“ فیاض نے حیرت سے
ہلچے میں کہا۔

”جس کے زور پشیل کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں۔“
نے جواب دیا اور فیاض نے بے اختیار مونٹ کاٹنے شروع کر دیے
اب فیاض کی سمجھ میں ساری بات آگئی تھی۔ روزی نے آسے بڑا
بنایا تھا اس سے عمران کے فلیٹ اور ڈاکٹراٹ سے متعلق
کوڑھ چھنے کا اصل مقصد یہی تھا اور وہ دل ہی دل میں اپنے آپ
پر اذیت سمجھنے لگا کہ اس کی حماقت کی وجہ سے یہ سب کچھ

نجانے یہ کون لوگ ہیں کیا چاہتے ہیں۔۔۔ اور ان کے ساتھ کیا
سلوک کریں گے۔؟

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک بنگلی دروازہ کھلا اور دو آدمی سفید
رنگ کے لباس پہنے اندر داخل ہوئے۔

اسی لمحے شیٹے کی دیوار کی پشت پر موجود کمرے میں بھی افراد
داخل ہوتے دکھائی دیتے گئے۔ وہ سب منہ برعقاب پہنے ہوئے تھے
اور ان کے لباسوں پر بڑے بڑے مخصوص بیچ لگے ہوئے تھے جن کے
نیچے سبز رنگ کے منہ سے تھے۔ اور وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ چار

افراد ایک طرف اور چار امسداد دوسری طرف، جب کہ دیوانی کرسی
خالی تھی۔ وہ سب ایک سے آگے کی ترتیب میں تھے، فیاض حیرت سے
انہیں دیکھتا رہا، البتہ یہ اشتیاقات اور نقاب پوشوں کو دیکھ کر اس کے
جسم میں سرواڑے دوڑنے لگیں، حالات کی سنگینی کا اسے احساس
ہوتا جا رہا تھا، وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کسی بہت بڑی تنظیم کے نیچے میں چھن
گیا ہے۔

مشنوں والے کمروں میں موجود دونوں سفید کوٹوں والوں نے ایک
ہموی سی مشین کے مختلف بین دیپٹے شروع کر دیئے اور اس مشین
میں سے کئی کئی نڈوں نڈوں کی آواز نکلتی گئی۔

”یہ کون لوگ ہیں؟“ اچانک فیاض نے عمران سے مخاطب
ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ روزی کے جانی۔ اور تمہارے سالے ہیں۔“ عمران نے
مطمئن ہلچے میں جواب دیا۔

خبردار خاموش رہو۔ اچانک ایک سفید کوٹ والے نے تیزی سے مگر فیاض سے کہا، اس کا بچہ اس قدر گرفت تھا کہ فیاض بہم کر خاموش ہو گیا۔

اسی لمحے شیشے کی دیوار کے پیچھے بیٹھے ہوئے آٹھوں افراد ابو کو کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ کمرے میں ایک خول قائم اور خاصا جیم آدمی اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سنہرے رنگ کا نقاب تھا۔ اس کے سینے پر بھی زنج موجود تھا۔ لیکن اس زنج پر کسی نمبر کی بجائے ایک دائرہ بنا ہوا تھا۔ وہ اگر دیکھا تو کسی پریشان ہو گیا۔

کہا اس بات کی تصدیق کر لی گئی ہے کہ پرائڈ نے واقعی اہل آدمی اغوا کئے ہیں۔؟ سنہرے نقاب پوش نے گرفت سے ہلچے میں کہا۔

”لیں گاؤں اور!۔ یہ تینوں افراد اصلی ہیں۔ ان میں سے جو دو میان والی مشین کے سامنے پڑا ہوا ہے۔ یہ پاکشیک سنزل انٹیلیجنس بورڈ کا سپرنٹنڈنٹ فیاض ہے۔ جبکہ دوسری طرف والا علی عمران۔ اور بائیں طرف والا ڈاکٹر گروپ کا ڈاکٹر رائٹ ہے۔ نمبر آٹھ نے بڑے متوجہانہ ہلچے میں جواب دیتے ہوئے کہا، ان کی آواز میں مشکینوں والے کمرے میں واقع اور حاف ستانی دے رہی تھیں۔

پرائڈ نے تفصیلی رپورٹ دی ہے کہ اس کے کس طرح اتنی جلد انہیں اغوا کر لیا اور یہاں تک لے آیا کہیں ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کا تعاقب کیا گیا ہو۔ کیا ہر لحاظ سے چلیگ کر لی گئی ہے؟ گاؤں دار نے کہا۔

”لیں غادر!۔ پرائڈ نے انتہائی ذانت سے کام لیا ہے۔ ان

کی رپورٹ کے مطابق انہوں نے اپنی ایک مہر روزی کو جو بے حد حسین اور دلکش عورت ہے، سب سے پہلے فیاض سے ملوایا۔ کیونکہ اس کے متعلق معلوم ہوا تھا کہ وہ عورتوں کا شائق ہے۔ چنانچہ فیاض دام میں چھن گیا اور روزی نے اس سے عمران اور ڈاکٹر رائٹ کے متعلق سب کچھ اگھوا لیا۔ پھر پرائڈ کا ایک مہر فیاض کے میک آپ میں جمل سے ڈاکٹر رائٹ کو لے آیا۔ اور روزی فیاض کے بعد عمران کو اس کے ٹیٹ سے اپنے حُسن کا جال ڈال کر لے آئی۔ اس طرح یہ تینوں ان کی گرفت میں آ گئے۔ اس کے بعد تین ہالوت تیار کئے گئے اور انہیں ان باتوں میں غیر ملکی لاشوں کی صورت میں مختلف فلاٹوں پر رکھ کر اڑا دیا اور اب یہ تینوں یہاں موجود ہیں۔ خبر آٹھ نے کھڑے ہو کر تفصیلی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ گاؤں والی شروع کی جاتے۔ تاکہ جلد پہلے فیاض کے غادر ہو لے کا پتہ مل سکے۔ پہلے اس فیاض کی چلیگ کی جاتے۔ گاؤں دار نے کہا اور نمبر آٹھ نے یوں آٹھ لہرا لیا جیسے وہ مشینوں والے کمرے میں موجود سفید کوٹ والوں کو اشارہ کر رہا ہو۔

میرے ساتھ بات کرو گاؤں دار صاحب!۔ فی۔ الیف چھوڑا۔ الیف غادر ملا تاکہ وہ دوں۔ اچانک عمران نے اونچی آواز میں کہا اور شیشے کے پیچھے کمرے میں بیٹھے ہوئے سب افراد عمران کی آواز سننے ہی پر ہی طرح چڑھ پڑے۔

”کیا کھنگاہا والیم کھول دیا گیا تھا؟“ گاؤں دار کی انتہائی گرفت آواز سنائی دی۔

گاؤ نادر کی آواز سنائی دی اور وہ یوں رنگ گیا جیسے کھلونے کی پانی ختم ہو جانے پر وہ رنگ جاتا ہے۔
 تمہارا نام علی عمران ہے۔ اچانک گاؤ نادر کی گونجی ہوئی آواز سنائی دی۔

”علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ڈاکٹر۔“ عمران نے بڑے مہتمن لہجے میں جواب دیا۔

”فی۔ ایف۔ کاؤ نادر مولانا تمہارے پاس ہے۔“ دوسرا سوال کیا گیا۔
 ”ہاں!۔ نہ صرف فی۔ ایف۔ کا۔ بلکہ اے سے ٹیکر زید تک تمام نادر میرے پاس ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ!۔ تم میرا بھائی آزادانے کی کوشش کر رہے ہو۔ نمبر الیون۔“ گاؤ نادر کی چنجی ہوئی آواز سنائی دی۔
 ”یس نادر۔ کمرے میں نہ آؤ۔ داخل ہونے والے نے بڑے مستعد لہجے میں کہا۔“

اس اجنبی کے منہ پر گہری کڑی تعجب مارو۔ گاؤ نادر نے چنچتے ہوئے کہا اور نمبر الیون تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔
 ”تمہیں گنجی آتی ہے۔“ کہیں صول نہ جانا۔ عمران نے اُسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا۔

لیکن نمبر الیون نے کوئی بات کہنے بغیر ہیر سے سڑچھ کے ایک پائے پر ضرب لگائی تو سڑچھ عمران کے سر کی طرف سے تیزی سے اوپر اٹھنا چلا گیا۔ نمبر الیون نے دوسری ضرب لگائی تو سڑچھ اوپر اڑا۔ اب وہ آٹا اچھا ہو چکا تھا کہ عمران کا چہرہ اس کے ہاتھ کی ریختی میں پہنچ چکا تھا۔

”بب۔ ہاں!۔ میں اُسے چپک کر چاہتا تھا۔“ اچانک ایک سفید کوٹ والے نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ!۔ تو نادر کی گفتگو وہاں سنائی دے رہی تھی۔“ گاؤ نادر نے غصے سے چنچتے ہوئے کہا اور سفید کوٹ والے دونوں افراد نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سر جھکا لئے۔

”گاؤ نادر نے اچانک اپنی کرسی کے دستے پر زور سے ہاتھ مارا اور دوسرے لمحے کمرے کی چمت سے سرخ رنگ کی دو شعاعیں نکل کر ٹیکہ سفید کوٹ والوں پر پڑیں اور وہ دونوں چنچتے ہوئے زمین پر ڈھیر ہو گئے ان دونوں کے جھوموں میں آگ بھڑک اٹھی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ چند لمحوں میں زندہ جل کر راکھ ہو گئے۔“

”نگاہ!۔“ دوسرا انتقام کرو۔“ گاؤ نادر نے پھاڑ کھلنے والے لہجے میں کہا اور آٹھ نمبر آٹھ کمرہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کی نظریں چمت پر لگی ہوئی تھیں اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ کے آثار ابھر آئے۔ اس نے چمت میں موجود وہ سوراخ دھونڈ لیا تھا جس سے سرخ رنگ کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ لیکن ابھی وہ سوراخ ہی رہا تھا کہ ان شعاعوں سے کیسے پکا جاسکتا ہے۔ کیونکہ کشتیوں کا منبع تو ایک ہی تھا۔ لیکن وہ مختلف نرا دونوں سے ان سفید کوٹ والوں پر پڑی تھیں۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک اور شخص سفید کوٹ پہنے اندر داخل ہوا۔ وہ سیدھا درمیان والی مشین کی طرف بڑھا۔

”رنگ جاؤ۔ جب میں حکم دوں۔ تب شیش تو پرٹ کرنا۔“ اچانک

اسی لمحے نمبر المیون نے بڑی تیزی سے ہاتھ گھمایا۔ وہ پہلا تھپڑ مارا
 چارہ تھا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے پہنچ نکلی اور وہ بجلی کی
 سی تیزی سے پلٹ کر کھڑک عمران کے جسم کے ساتھ یوں چبٹ گیا جیسے لوہا
 مقناطیس سے چسپا ہے۔ عمران نے اچانک کسانے بازو اونچے کئے
 تھے اور نمبر المیون کا وہ ہاتھ پکڑ کر اتنی تیزی سے کھینچا تھا کہ وہ عمران کے
 سینے سے الگ تھا اور عمران کے بازوؤں کے گرد موجود چمڑے کی بیلیں
 اب ڈھیلی ہو کر نیچے ٹھک رہی تھیں۔

خبردار! اگر مجھ پر کوئی وار کیا تو تم جیٹھ کے لئے ڈی۔ ایف
 کے ناموں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ عمران نے زور سے
 چیختے ہوئے کہا اور کمری کے جتنے کی طرف بڑھتا ہوا گاڈ فادر کا ہاتھ
 تیزی سے رک گیا۔ اس نے وہی ہاتھ تیزی سے سر سے ہٹا لیا۔ دوسرے
 لمحے میٹن روم کا دروازہ کھلا اور دو سٹین گن بردار بجلی کی سی تیزی سے
 اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے عمران کے سینے سے لگے
 نمبر المیون کا بازو پکڑ کر اسے زور سے کھینچ کر عمران سے الگ کرنے
 کی کوشش کی۔

اس عمران کے سر پر سٹین گن کا بٹ مارو۔ گاڈ فادر نے
 چیختے ہوئے کہا اور دوسرے سٹین گن بردار نے بڑی پھرتی سے گن کا بٹ
 عمران کے سر پر پانا چا ہا۔ مگر عمران نے بڑی پھرتی سے پہلو بدلا اور
 اس کی بجائے نمبر المیون کا سر بٹ کے ساتھ چم گیا۔ اسی لمحے زوردار
 دھماکے کے ساتھ نمبر المیون کے حلق سے پہنچ نکلی اور اس کے سر سے
 خون فوارے کی طرح اُبلنے لگا۔ دوسرا سٹین گن بردار تیزی سے گھوم

کر دوسری سائیڈ میں آیا۔

مگر اسی لمحے عمران نے سبکی کی سی تیزی سے نمبر المیون کو پہلے
 سٹین گن بردار پر اچالا اور پھر دوسری کی طرح گھوم کر اس نے دوسری
 سائیڈ سے جوڑنے والے اپنے سر پر سٹین گن کا وار پچایا بلکہ دونوں
 ہاتھوں سے سٹین گن کا بٹ بھی پکڑ لیا۔ اور پھر ایک جگہ سے بھٹکے
 سے سٹین گن نہ صرف اس کے ہاتھ میں تھی بلکہ اس کا رُخ بھی ظاہر
 ہے اسی آدمی کی طرف تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ آدمی عمران سے اپنی سٹین گن لینے کے
 لئے جھپٹا، عمران نے ٹرگر دبا دیا اور وہ آدمی چھٹا ہوا لٹو کی طرح گھوما
 اور فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

عمران نے اسی طرح گھوم کر فائر کی ریخ کا رُخ بدلا اور فرش سے
 اٹھنے والے نمبر المیون اور دوسرا سٹین گن بردار بھی گولیوں کی زد میں
 آ گئے۔ سٹین گن کی نال سے نکلنے والی گولیوں کی پوچھاڑنے نہ صرف
 نمبر المیون اور دوسرے سٹین گن بردار کے جسموں میں بلے شمار سوراخ بنا
 دیتے بلکہ ان کی زور سے ڈاکٹر اسٹ بھی نہ بچ سکا۔ وہ چونکہ نمبر المیون
 اور دوسرے سٹین گن بردار کے عین پیچھے سر پر پٹا ہوا تھا اس لئے
 وہ بھی گولیوں کی زد میں لا مارا گیا۔ نتیجہ یہ کہ وہ سر پر پٹے ہی زندگی سے
 منہ موڑ گیا۔

عمران نے فائر کرتے ہی تیزی سے اپنے جسم کو اوپر کی طرف مٹھا۔
 اور پھر اس کے دونوں پاؤں بیٹھوں کی طرف سے کھسک کر اوپر آئے اور
 عمران اپٹ کے بل ٹکڑی کا گیا۔ دوسرے لمحے جب وہ اٹھا تو اس کا

جسم ستر سحر کی جلیلوں سے مکمل طور پر آزاد تھا۔

عمران کی اچانک قلابازی نے اس کی زندگی بھالی۔ کیونکہ عین اُن لمحے چھت سے سُرخ رنگ کی شعاع نکل کر عین اس جگہ ستر سحر پر پڑی جہاں ایک لمحے پہلے عمران موجود تھا۔ ستر سحر دھڑکنے لگا۔ عمران نے قلابازی کھانے ہی سٹین گن کا دُوح چھت پر موجود اس جالی کی طرف کیا جہاں سے سُرخ رنگ کی شعاعیں نکلی رہی تھیں۔ اور پھر شازدہ کی آوازوں کے ساتھ ہی ایک زور دار دھماکہ ہوا اور سٹین گن سے نکلنے والی گولیوں کی بوچھاڑ سے جالی کے ٹرنڈے اڑا کر سٹین روم کے فرش پر بچھ گئے۔

عمران جالی پر نفاذ کرنے ہی لٹو کی طرح گھوما۔ کیونکہ اس کے محاسن کانوں میں اپنی لپٹ پر کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پہنچ گئی تھی۔ چنانچہ گھومتے ہی سٹین گن کی نازنگ سے دو جھین دروازے میں بند ہوئیں اور اس کے ساتھ ہی دو مسلح افراد منہ کے بل دروازے کی چوکت میں ہی ڈھیر ہو گئے۔

عمران بھی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ان دونوں کو اندر کھینچ کر نہ صرف دروازہ بند کر دیا بلکہ اندر سے چھتھی جی چڑھا کر وہ اب مطمئن انداز میں اس طرف مڑا جہر شیشے کی دیوار تھی۔ دیوار کے نیچے گاؤں دار اور آٹھ نقاب پوش مبصر کی صورت میں دم بخود بیٹھے تھے۔ شازدہ عمران کی بے پناہ پھرتی اور بروقت ذہانت کے استقبال نے انہیں ذہنی طور پر مغلوب کر دیا تھا۔

علی عمران، عظیم گاہدار کی خدمت میں نذرانہ سلام پیش کر کے۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ تیزی سے ہٹ کر دیوستانی مشین کے پاس کھڑا ہو گیا۔ مشین اس کی وائس سائیکر پر تھی۔

گگڑا۔ ہمیں تمہاری بے پناہ پھرتی اور لڑنے کا انداز بے حد پسند آیا ہے۔ اچانک گاؤں دار کی آواز مشین روم میں بلند ہوئی۔ یہ سب کچھ اسی لمحے ہوا ہے کہ آپ نے علی عمران کو اس کی اصل حیثیت سے کم درجہ دیا ہے۔ اگر آپ کو فارمولا چاہتے تو آپ علی عمران سے اس کی حیثیت کے مطابق مذاکرات کر سکتے تھے۔ علی عمران تو فری لانسر ہے۔ اگر وہ فری لانسر ہوتا تو ڈاؤن گروپ کے ساتھ ساتھ ناز ولا بھی سرکاری تحویل میں پہنچ چکا ہوتا۔ عمران نے بُرے پُراعتا دہیے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اودہ۔ لیکن ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ تم سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو۔ گاؤں دار نے جواب دیا۔

روپے کے لئے میں مافیاء کے لئے بھی کام کر سکتا ہوں۔ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ میں فری لانسر ہوں۔ اور یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ میں اگر چاہتا تو اس پرامن کا خاتمہ وہیں پاکستان میں ہی کر دیتا۔ کیونکہ جہلم گیس نے مجھے وقتی طور پر ضرور مغلوب اور بیوقوف کر دیا تھا لیکن ابوت ابھی ایئر پورٹ پر ہی تھا کہ مجھے جوش آگیا تھا اور اپنے ہاتھ پر موجود لڑائی و راج کے ذریعے جسے یہاں پہنچ کر مارا لیا ہے، میں چند لمحوں میں اٹلی جنس، فوج اور پولیس کے دستے ایئر پورٹ پر منگوا سکتا تھا۔ لیکن میں تو صرف اس لئے یہاں تک آگیا کہ شازدہ کوئی سودا ہو جائے۔ ورنہ مجھ میں اتنی صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے بھری ہیں کہ میں ہر

نے کہا۔

”خدا کی ہے۔ میں مذاکرات کے لئے تیار ہوں۔ لیکن ایک بات یاد رکھئے۔ آپ جیسی شخصیت کے کسی قسم کی غیاری اور دھوکہ بازی انتہائی منکھوت رہ ثابت ہو سکتی ہے۔“ عمران نے انتہائی خشوں لہجے میں کہا۔

”گاؤ فاروقی زبان سے نکلا ہوا لفظ پتھر پر گیس کی حیثیت رکھتا ہے مشر علی عمران؟“ گاؤ فاروقی نے بھی خشوں لہجے میں کہا اور عمران نے مرحلہ لے کر ہونے لگاؤ میں کپڑی ہونی سٹین گن ایک طرف چھینک دی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے فیاض کی میٹیں کھولنی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد فیاض شرمیح کی بندش سے آزاد ہو چکا تھا۔

”تم نے کمال کر دیا عمران۔“ میں سوچ رہی تھی کہ اس کا کیا ہو گا۔“ فیاض نے دم بخود لہجے میں کہا۔

”اچھا اب تم بھی سوچنے لگ گئے ہو۔ پھر تو ہمیں بلوغت کا سرٹیفکیٹ مل جائے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض جھینب کر خاموش ہو گیا۔

”اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا جس کے لباس پر نگے ہوئے دایا کے نیچے پر آٹھ کا چندرہ موجود تھا۔

”کٹر لہذا لایئے مشر علی عمران۔“ گلگ ایٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”چلیے بادشاہ سلامت۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اندر فیاض ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اس کمرے سے

قسم کی چوٹیں کو اپنی سرخی سے تبدیل کر سکتا ہوں۔ آپ نے اس کا غلط مظاہرہ دیکھ لیا ہے۔ اور اگر آپ چاہیں تو مزید مظاہرہ بھی ہو سکتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ شیٹے کی دیوار کے پیچھے موجود ہیں اور یہ دیوار زیر و دن اینٹوں پر تھوڑی جاسکتی ہے اور اس کے اندر سٹین گن کی گولیاں گنگو اور گاؤ فاروقی میں تمیز نہیں کیا کر تیں۔“ عمران نے بڑے خشوں لہجے میں کہا۔

”ادو! تم واقعی ذہین اور خطرناک شخصیت ہو۔ میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہوں۔“ گاؤ فاروقی نے ایک جھلکے سے کمرے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی لڑزش نمایاں تھی۔ شاہ عمران کی دھکی کام کر گئی تھی۔

”گڈ! مجھے دایا جیسی بین الاقوامی تنظیم کے سربراہ سے ایسی ہی امید تھی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس پرنٹڈ انٹ کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اب یہ خار سے قے بیکار ہے۔“ گاؤ فاروقی نے اپنے سامنے بیٹوں سے کہا جو خود بھی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

”منہیں۔ یہ میرا دوست ہے۔ اس کا خاتمہ مجھے ناخوش کر سکتا ہے۔ میں اس کی مکمل ذمہ داری لیتا ہوں کہ یہ کسی صورت میں بھی آپ کے مفاد کے آئے۔“ وہ آتے گا۔“ عمران نے زوردار لہجے میں کہا۔

”اور کسے؟ ہم تمہیں دوست کہہ رہے ہیں۔ تو تمہارا دوست بنانا بھی دوست ہے۔ میں گلگ ایٹ کو بھیج رہا ہوں۔ وہ تم دونوں کو مذاکرات کے لئے ہمارے پاس لے آئے گا۔“ گاؤ فاروقی

باہر آگئے۔ گنگ ایٹ، آگے آگئے تھا۔

کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں پہنچے۔ اور پھر راہداری کے اختتام پر ایک چھوٹے سے کمرے میں آگئے۔ یہ کمرہ کسی نفٹ کی طرح اور چڑھتا چلا گیا۔ جب اس کی حرکت ٹوٹی تو وہ ایک بار پھر ایک راہداری میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک تھلاڑی کی صورت میں سٹین گنز سے مسلح افراد دونوں طرف کی دیواروں کے ساتھ پشت لگائے بیٹھے مستعد انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ راہداری کے اختتام پر ایک فلاٹا دروازہ تھا جس کے اوپر ٹرنر رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ دروازے کے دونوں اطراف میں دو مسلح افراد موجود تھے۔

”آپ کو تلاشی دینی ہوگی۔“ گنگ ایٹ نے دروازے کے قریب پہنچ کر عمران اور فیاض کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔
”تلاشی تو آپ یہاں آنے سے پہلے بھی لے چکے ہیں۔ بہر حال تسلی کر لیجئے۔“ عمران نے سر کراتے ہوئے کہا اور گنگ ایٹ کے اشارے پر دونوں مسلح افراد نے پھرتی سے سٹین گنز کا نہروں سے لٹکائی اور پھر عمران اور فیاض کی جامع تلاشی بیٹھے باہر انداز میں لینے لگے۔
”کوئی چیز نہیں ہے سر۔“ چند لمحوں بعد ہی دونوں نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور گنگ ایٹ نے سر ہلاتے ہوئے دروازے پر مخصوص افراد میں دستک دی۔

چند لمحوں بعد بلب بجھ گیا اور دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور گنگ ایٹ کے اشارے پر وہ دونوں اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہاں ایک مستطیل میز کے پیچھے گاؤنادر اس سے، دونوں اطراف میں

دو ہی سات افراد موجود تھے جو پہلے سیٹھ کی دیوار کے پیچھے گاؤنادر کے اطراف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آٹھویں کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ میز کی دوسری طرف دو کرسیاں موجود تھیں۔ عمران نے بیٹھنے کا اظہار کیا اور ایک کرسی بنگالی جب کہ دوسری کرسی پر فیاض بیٹھ گیا۔ گنگ ایٹ دوری طرف کی خالی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

”یہ شاید ناپاک تاریخ میں پہلا موقع ہے کہ دو اجنبی اس کی ٹاپ میٹنگ میں موجود ہیں۔ بہر حال زیادہ تفصیل میں جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں ٹرنچ خاتر کا فارمولا چاہیے۔“ بولو تو مگر اس کے عوض کتنی رقم مانگتے ہوئے۔ گاؤنادر نے پاٹ بلیج میں گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

”ٹرنچ خاتر کے فارمولے سے ناپاک اربوں ڈالر کمانے کی اس لئے اس فارمولے کی قیمت لگانا حاققت ہے۔“ عمران نے بھی اسی طرح پاٹ بلیج میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے ذرا بھی محسوس نہ ہو رہا تھا کہ ناپاک سے وہ مرعوب ہے جبکہ فیاض کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ منت مرعوبیت کے عالم میں مبتلا ہوا ہے۔
”پھر تم کیا چاہتے ہو؟“ گاؤنادر نے غیر متوقع جواب پر پوچھتے ہوئے کہا۔

”میں وہ فارمولا آپ کو اپنی طرف سے تحفے کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔“ عمران نے جواب دیا اور گاؤنادر کے ماتھے ساتھ اس سے تمام ساتھیوں کی طرف اشارے کیے۔ انہیں اپنے کمانوں پر تین ڈالر بائو فیاض بھی چونک کر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

تھنے کے طور پر کیا مطلب۔ کیا تم کوئی قیمت نہیں لینا چاہتے؟
 گاؤں خاد کے لیے میں پہلی بار لڑکھڑاٹھ کے آثار نمایاں ہوئے تھے۔
 تحفہ تحفہ ہی ہوتا ہے۔ اس کی قیمت نہیں لی جاتی۔ یہ ایک
 عالمگیر اصول ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 "اوہ! تم میری توقع سے کہیں زیادہ اعلیٰ ظرف واقع ہوئے
 ہو۔ اور شاید میری زندگی کے پہلے شخص ہو۔ جس نے مجھے واقعی
 حیرت زدہ کر دیا ہے۔ بہر حال، مایا میں اتنی کم ظرف نہیں بنے کہ تمہیں
 اس تحفے کے بدلے کچھ نہ دے۔ میں مایا کی طرف سے اعلان
 کرتا ہوں کہ تمہیں نازندگی مایا کے تمام بزنس میں سے ایک فیصد سالانہ طور
 تحفہ ادا کیا جائے گا۔ اور شری عمران! یہ رقم آٹھنا اسی بڑی ہوگی
 کہ تم اس سے زیادہ رقم کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔" گاؤں خاد نے
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

میں اس تحفے کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن مجھے
 ذاتی طور پر اس رقم کی ضرورت نہیں ہے۔ میں وراثت منس آدمی
 ہوں اور اپنی کمال کم سمت رہنا چاہتا ہوں اس لئے میری طرف سے
 یہ رقم پالیٹیا کے کسی بھی ہسپتال کو ہسپتال عطیہ کے طور پر رجوع ادا ہی جائے
 عمران نے جواب دیا۔

گاؤں۔ حیرت انگیز۔ تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو۔ اس
 صدی تو کیا کبھی صدیوں کے حیرت انگیز آدمی۔ بہر حال میں تمہاری آخر
 قبول ہے۔ گاؤں خاد نے جواب دیا۔

شکریہ! مجھے آپ سے یہی امید تھی۔ عمران نے

جواب دیا۔

تو لیتے۔ کہاں ہے وہ خاد مولا؟ گاؤں خاد نے کہا۔

"خاد مولا تو گھر پر میرے پاس اس وقت نہیں ہے۔ وہ تو
 پالیٹیا میں ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"آپ کوئی نشانی یا پتہ دے دیں۔ مایا یہ خاد مولا حاصل کر لے
 گی۔" گاؤں خاد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سوری جناب!۔ اگر یہ خاد مولا اتنی آسانی سے میسر ہو سکتا تو
 میں اسے تحفے میں دینے کی بجائے اس کی قیمت وصول کرتا۔ اس
 لئے مجھے خود پالیٹیا جانا ہوگا۔ آپ کوئی آدمی میرے پاس بھیج
 دیں۔ خاد مولا اس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ لیکن ایک بات بتا
 دوں کہ وہ خاد مولا کوٹھیں ہے۔" عمران نے کہا۔

مایا کے بارہن ہر کوڑھل کرنے کی اہمیت رکھتے ہیں۔ کب تک
 مل سکتا ہے یہ خاد مولا۔ گاؤں خاد نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے

بعد جواب دیا۔

"میرے پالیٹیا پہنچنے کے بعد چند گھنٹوں کے اندر۔ وہ ایسی جگہ
 موجود ہے جس کے لئے چند گھنٹے ضروری ہیں۔" عمران نے کہا۔

"اوکے۔ مجھے تم جیسے اعلیٰ ظرف انسان پر کل اعتماد ہے۔ ہم
 تمہاری واپسی کا بندوبست کر دیتے ہیں۔ اور جن وقت تم پالیٹیا کے
 ایئر کوپٹر پر اترو گے اس کے آٹھ گھنٹوں کے بعد تمہارا آدمی تمہارے
 پاس پہنچ جائے گا۔ اور اسی روز اس سال کا ایک فیصد بھی تمہارے
 ٹکس کے کسی بھی ہسپتال میں بطور عطیہ دے دیا جائے گا۔" گاؤں خاد

ظاہر ہے میں نے اس کا دودھ تو نہیں دیا۔ میرے

بچے کو وہ بے کار بڑا رہے گا۔ اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اگر میں نارمولا نہیں دے دیتا تو میری تم اکیلے یہاں پہنچتے۔ اور ہمارا انجام میں روزی کے بستر پر نہیں۔ بلکہ کسی اندھیری قبر میں جوتا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کاش!۔ وہ س روزی مجھ سے ایک بار پھر نکلا جاتے تو میں فیاض نے متنباتے ہوئے کہا۔

تو تم ایک بار پھر اس کے حسن کا شکار ہو جاؤ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض نے جبین پکڑ کر منہ پھیر لیا۔

نے جواب دیا۔

مجھے اس آدمی کا کوئی کوڑ دے دیا جائے۔ تاکہ نارمولا غلط آدمی کے ہاتھ نہ پہنچے جاسکے۔ عمران نے کہا۔

کوڑ کا ڈنڈا وہ ہی رہے گا۔ گاؤں دار نے کہا۔ اور کے!۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی گاؤں دار اٹھ

کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے تمام ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ سنگ ایٹ!۔ مسلط علی عمران اور فیاض کو یہاں سے پکارتا ہوا نا تمہاری ڈیوٹی ہے۔ گاؤں دار نے سنگ ایٹ سے کہا اور سنگ ایٹ بچے بھلا دیا۔

آئیے میرے ساتھ۔ سنگ ایٹ نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر عمران اور فیاض اسی طرح چلتے ہوئے کمرے سے نکل کر باہر داری میں پہنچ گئے۔ اس بار انہیں ایک بڑے دفتر نما کمرے میں لے آ گیا۔

آپ دوڑیں یہاں تشریف رکھیں۔ میرے آدمی آپ کیلئے نشستوں کا انتظام کر کے آپ کو لیٹے آ جائیں گے۔ آپ اطمینان سے ان کے ساتھ چلے جائیں۔ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ سنگ ایٹ نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

سیکسی تم واقعی نارمولا ان کے حوالے کر دو گے۔ اور تم نے تو مجھے کسی نارمولا وغیرہ کے متعلق نہیں بتایا تھا۔ سنگ ایٹ کے ہاتھ ہی فیاض نے کہا۔

پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ میرا ارادہ واقعی نارمولا دینے کا

پکڑ کر پھینکی ہے دیا یا تو اس کے سر پر ایک چھوٹا بٹن نمایاں ہو گیا
 جیلو۔ جیلو۔ پرائس آف ڈیمپ کالگ۔ اور۔ عمر اٹھانے
 اس بٹن کے قریب منہ لے جاتے ہوئے کہا۔ وہ بار بار بھی فقرہ دہرا
 رہا تھا۔
 جیلو۔ ایکسٹ۔ اور۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو کی ہلکی سی
 آواز سنائی دی۔

بلیک زیرو اے میرے فیلڈ میں پہنچ کر خاص کمرے کی الماری
 میں ایک فارمولا موجود ہے۔ جو کہ بظاہر کسی جائیداد کی فرسختگی کا
 اسٹم ہے۔ اس کے ساتھ چند کاغذات ہیں جس پر میں نے اسے
 ڈی کو ڈک کیا ہے۔ اس فارمولے کو اٹھا کر دانش منزل لے جاؤ
 اور اس کے پہلے صفحے کی آٹھویں سطر میں ایک لفظ "ایزمنٹ" لکھا
 ہوا ہے۔ اس لفظ کو فی فیلڈ سے غائب کر کے اس کی جگہ لفظ
 "کازنٹ" اسی طرح ڈال کر وہ فارمولا ڈرائنگ روم کے سیف میں رکھ
 دو۔ البتہ ڈی کوڈ میسر اپنی تحویل میں رکھ لینا۔ یہ کام زیادہ سے زیادہ
 دو گھنٹوں کے اندر مکمل ہو جانا چاہیے۔ اور۔ عمران نے اسے
 ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن آپ کہاں سے بول رہے ہیں
 اور۔ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

فی الحال تو اپنے منہ سے بول رہا ہوں۔ جب یہ بند ہو گیا تو پھر
 کرانے کا مت حاصل کرنے کا سوچوں گا۔ اور اینڈ آئی۔ عمران نے
 طنز پر لہجہ میں کہا اور لوٹ کے اندر دوبارہ انگلیاں ڈال کر اس نے

جیسے ہی جیٹ جہاز نے رن وے کو چھوڑ کر فضا میں پڑاؤ شروع
 کیا عمران اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔
 "کیا ہوا۔ ؟" فیاض نے پوچھتے ہوئے پوچھا۔

پ۔ پ۔ پیشاب۔ عمران نے یوں منہ بنا تے ہوئے
 کہا جیسے اگر ایک لمحے کی جھیر ہو جی تو اس کا پیشاب پتوں میں ہی خفا
 ہو جائے گا اور پھر وہ تیز تیز قدیم اٹھا با متھ روم کی طرف بڑھ گیا۔
 با متھ روم کا دروازہ بند کر کے ہی اس نے بڑی چھٹی سے واش رین
 کا پانی مقصور کیا کھول دیا اور پھر جبکہ کراس نے اپنے بوٹ کاسٹ کھولنا
 شروع کر دیا۔ کاسٹ کھول کر اس نے بوٹ کو پاؤں سے اتار کر ہاتھ میں
 پکڑا اور اس کے اندر با متھ ڈالی کر اس کی اندرونی ٹو میں انگیوں کی مدد
 سے مخصوص انداز میں ضرب لگاتی تر تو درمیان سے کھل گئی اور اس
 میں سے ایک باریک سی ایم ایل ٹاٹا بار باہر آگئی۔ عمران نے تارکے سے سر کو

جان جو پہچن میں کہتی تھیں کہ لاپچہ ٹری بلا ہے۔ اس کا کیا نیا؟
 عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور فیاض نے اسامہ ہانکر خاموش ہو گیا۔ ظاہر
 ہے عمران کا تعلق اس کی سمجھ میں نہ آ سکا تھا۔
 میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ آخر اتنی بڑی اور خوفناک تنظیم
 نے اتنی آسانی سے تم پر حملہ کر سکا۔ فیاض نے چند لمحے خاموش
 رہنے کے بعد کہا۔

”کہاں کر لیا ہے۔ ان کا ایک آدمی اب بھی پشت والی قطار میں
 موجود ہے۔ اور اس کے پاس ایسا ٹرانسمیٹر موجود ہے جس سے وہ
 ہماری باتیں سن رہا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض
 نے چوک کر اوجھل دیکھا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں چیلنے لگیں کیونکہ
 مقابل کی قطار میں وہ چوڑے چہرے والا موجود تھا اور جس لمحے فیاض
 نے اُسے دیکھا اس نے بھی مسکراتے ہوئے فیاض کی طرف دیکھا۔ جیسے
 کہہ رہا ہو کہ ہاں تمہاری نگرانی ہو رہی ہے۔

”اوہ! تو یہ بات ہے۔“ فیاض نے دانت چبھتے ہوئے کہا
 اور اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے اب وہ کوئی ایسی بات نہ
 کرنا چاہتا تھا جو اس تنظیم کے خلاف جاتی۔ ورنہ اُسے خطہ تھا کہ کہیں
 اس کا خطاب اس پر نہ پڑ جاتے۔ عمران نے اس سے ٹرانسمیٹر والی بات
 کر دی تھی تاکہ فیاض اس کی جان کھلے سے باز آجائے ورنہ اتنی بات
 تو وہ بھی جانتا تھا کہ ایسے جہازوں میں سیکورٹی چنگل اتھانی سختی سے
 کی جاتی ہے اور سولے خیمے خصوصی طور پر چھپاتے تھے آلات کے کوئی بھی
 سامعہ نہ آکر وہ جہاز میں نہیں جالے دیتے۔

”خوشی جگر پر ضرب لگائی تو ریل نما مار لو“ کے اندر غائب ہو گئی عمران
 نے جلد ہی سے لوٹ پہنچ کر گیس بانڈھا اور دھڑا دھڑکا اس نے واضح
 بین بند کیا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ باہر آتے ہی اس کی نظریں
 اپنی پلیٹ کے مقابل قطار میں ایک چوڑے چہرے والے شخص پر پڑیں
 جو مسکراتے ہوئے اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ عمران کے لبوں پر ہلکی سی
 مسکراہٹ ابھری۔ لیکن عمران اس کی طرف توجہ دیتے بغیر واپس اپنی
 سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

”اگر تم رقم مانگ لیتے تو کروڑوں روپے مل سکتے تھے۔“ فیاض
 نے چند لمحوں بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”ان کروڑوں روپے کا میں کیا کرتا۔“ عمران نے خشک لہجے
 میں جواب دیا۔

”جائیداد خریدی جا سکتی تھی۔ عیش کئے جا سکتے تھے۔“ فیاض
 نے مزید بڑھاتے ہوئے کہا۔

”چلو جائیداد خرید لیتا۔ عیش بھی کر لیتا۔“ چہرے۔ عمران نے کہا
 ”بہن چلنا۔“ بس عیش ہو جاتا۔“ فیاض نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”وہ تو بڑھ چکا۔ اس کے بعد کیا ہوتا۔“ عمران نے غلامانہ
 انداز میں پوچھا۔

”اس کے بعد کیا ہوتا تھا۔“ فیاض نے جھلٹے ہوئے انداز میں کہا۔
 ”تم نے اس تنظیم کو احمقوں کا ٹولہ سمجھ رکھا ہے۔“ تمہارا کیا
 خیال تھا کہ وہ کروڑوں روپے تمہیں دے کر خاموش ہو جاتی۔ جو دنیا
 جانتے ہیں فیاض! وہاں سے واپس بھی لینا جانتے ہیں اور ہر نانی

”میں بیکاری نہیں ہوں سمجھو۔ مجھے گاؤں دار نے بھجوا دیا ہے۔
 فی الحال کے فارموسے کے لئے۔“ غیر ملکی نے غصیلے بچے میں کہا۔
 ”اچھا کمال ہے۔ اب فارموسے میں خیرات میں ملنے لگے گئے
 ہیں۔ واہ حیرت ہے۔ واقعی زمانہ مل گیا ہے۔“ لیکن گاؤں دار
 نے نہیں یہ نہیں بتایا کہ اس کے لئے چند گھنٹے لگ جائیں گے۔ عمران
 نے کہا۔
 ”میں انتظار کر لوں گا۔“ غیر ملکی نے کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ کرو انتظار۔“ عمران نے منہ بٹہ ہوئے کہا
 اور دروازہ بند کرنے لگا۔
 ”کیا تم مجھے اندر نہ آنے دو گے؟“ غیر ملکی نے حیرت بھرے ہاتھ
 میں کہا۔

”اندہ اچھا آ جاؤ۔“ لیکن چائے نہیں مل سکے گی۔ میرا دروازہ
 چھٹی پر ہے۔ خالی انتظار کرنا ہو گا۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے
 کہا اور دروازہ کھول کر مڑ گیا۔
 غیر ملکی خاموشی سے اندر داخل ہوا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ڈرائنگ
 روم میں موجود تھا۔

پرسنلٹنٹ فیاض میں سے ڈرائنگ روم میں پورے پرسنلٹنٹ
 اور یہ۔“ عمران نے ہاتھ اٹھ کر اشارت کرتے ہوئے کہا۔
 ”مجھے ڈرائنگ روم میں۔“ غیر ملکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر
 عمران کے اشارے پر وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

”یار فیاض!۔“ نیند آ رہی ہے۔ سنا ہے کہ تم لوریاں بہت اچھی

تقریباً آٹھ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد جہاز پکٹیا سٹے میں لاٹھری
 ایر لوپٹ پر لینڈ کر گیا۔ عمران اور فیاض جہاز سے باہر آئے اور چند لمحوں
 بعد ٹیکسی انہیں لے کر عمران کے فلیٹ کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔
 ”میرا خیال ہے کہ تھیں پہلے گھر چھوڑ دوں۔“ عمران نے کہا۔
 ”نہیں۔ میں یہ فارموسا ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔“ میرے حلق
 سے اس بے بسی بات نہیں رتر رہی کہ تم اتنی آسانی سے اس قدر اہم فارموسا
 ان کے حوالے کر دو گے۔“ فیاض نے کہا۔

”یار!۔“ میرا کسی سے کیا جھگڑا۔ میں تو یہ عاسا د آؤں ہوں۔
 خواہ مخواہ ایک فارموسے کے لئے اپنی جان غدا میں کیوں لو لوں۔“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں فلیٹ کے سامنے اتار دیا اور عمران
 فیاض کو ہمراہ لے کر فلیٹ کے اندر پہنچ گیا۔ ابھی وہ ڈرائنگ روم تک
 پہنچے تھے کہ کال بل کی آواز سنائی دی۔

”لوہہ تھما نا تنگناں بھی آگیا۔“ عمران نے مڑ کر کہا اور پھر خود ہی
 دروازے کی طرف مڑ گیا۔ کیونکہ سیلوان فلیٹ میں موجود نہ تھا۔ اس نے
 جب دروازہ کھولا تو دروازے پر دی چوڑے چہرے والا غیر ملکی موجود تھا۔
 ”گاؤں دار۔“ غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوردہ سوئی!۔ اس وقت جیب میں۔۔۔ ارے ہاں کچھ تو مل ہی
 آئے گا۔“ عمران نے بول کھلائے ہوئے انداز میں جیب ٹوٹنے
 لگے۔ کہا اور پھر ایک چھوٹا سا کتنال کر غیر ملکی کی طرف بڑھا دیا۔ غیر ملکی
 کا چہرہ مسرور ہو گیا۔

گھمٹے ہو۔ کوئی لوری تو سناؤ۔ میں فرانیسہ مذکوروں؟ عمران
نے صوفے پر دھڑا کر سونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”کیا بھروسہ ہے۔ میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں لوریاں
سناؤ۔“

”نیاض نے جھڑکتے ہوئے کہا۔
”اچھا تو پھر کس لئے آئے ہو۔ کراہی تو میں تمہیں دے نہیں
سکتا۔“

”آجکل مالی حالات۔۔۔۔۔ عمران نے مذہبنا تے ہوئے کہا۔
”سنو عمران!۔۔۔ میں اس وقت تک نہ جاؤں گا۔ جب تک تم
فارمولا مانیا کے حوالے نہیں کرویتے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا

واقعی تم فارمولا دیتے ہو یا نہیں۔“ نیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔
”فارمولا!۔۔۔ ارے ہاں!۔۔۔ وہ بھی تو دینا ہے۔ کیوں مٹر ٹوٹی۔

عمران لیٹے لیٹے سیکھت اٹھ کر بیٹھا۔ جسے اسے اہم بات اور ایک یاد آگئی ہو۔
”میں اسی لئے تو آیا ہوں۔“ ٹوٹی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا کمال ہے۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ کمال ہے۔ بھلا
گھر کرتے ہوئے آدمی کو کوئی خالی بھیجتا ہے۔ ابھی تو فارمولا۔۔۔ عمران

نے کہا۔
”لیکن تم نے تو دیا کہ تمہارا اس کے حصول کے لئے چند گھنٹے درکار

ہوں گے۔“ نیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔
”باز سمجھا کرو۔۔۔ رعب بھی تو ڈالنا ہوتا ہے۔ میں نے تو

سوچا تھا کہ چند گھنٹے آرام سے سو لوں گا۔ پھر مٹر ٹوٹی پہنچیں گے لیکن
یہ تو ساتھ ہی آگئے۔“ عمران نے سر جھٹاتے ہوئے کہا۔

”مجھے بھی ہدایات دی گئی تھیں۔“ ٹوٹی نے مذہبنا تے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ مانیا اپنے سائے پر بھی اعتماد نہیں کرتی۔ انہوں
نے سوچا ہوگا کہ میں چند گھنٹوں میں کوہین فارمولا ہی تبدیل دوں۔ اس لئے

میں ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ وہ تمہارا ایک اور ساتھی میں تھا۔ وہ جس کی
ناک ٹوٹنے کی وجہ سے کی طرح مڑی ہوئی تھی۔ اور جو تم سے تیرکی سیٹ

پر بیٹھا تھا۔ وہ کہاں ہے۔“ عمران نے کہا۔
”اوہ!۔۔۔ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا۔“ ٹوٹی اس جڑی طرح ہنسنے لگا

جیسے عمران نے کوئی انتہائی بات کر دی ہو۔
”مجھے الہام ہوتا ہے۔ میں نے کہا تو تھا کہ میں درویش آدمی

ہوں۔“ عمران نے کہا۔
”اوہ!۔۔۔ واقعی تم بے حد خطرناک آدمی ہو۔ گنگ اسٹل نے غلط

نہیں کہا تھا۔ بہر حال وہ باہر موجود ہے۔ مانا خیال تھا کہ شاید تم فارمولا
لینے کے لئے کسی خاص مقام پر جاؤ گے تو اس نے تمہارا تعاقب کرنا

تھا۔“ ٹوٹی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔
”یار نیاض!۔۔۔ یہ تو بڑی زیادتی ہے کہ ہم یہاں بیٹھے آرام سے

باتیں کرتے رہیں۔ اور وہ شریف آدمی باہر دھوپ میں کھڑا سوکھتا
رہے۔ انہیں نادرش ہی نہ کر دیں۔“ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈسٹاٹنگ روم کی دیوار پر لگی ہوئی ایک بڑی
سی سینری کے فریم کو دیوار سے علیحدہ کر کے صوفے پر رکھا اور دیوار پر

مخصوص اٹار میں تین بازو دستک دی۔ دوسرے لئے اس ٹیبلے سے دیوار
یوں دونوں اطراف میں سمٹ گئی جیسے دروازہ کھل جاتا ہے۔ وہاں اب

ایک چھڑا سا سیٹ نظر آنے لگ گیا تھا۔ عمران نے اس پر لگے ہوئے

چکر کو مخصوص انداز میں فائیں بائیں کئی بار گھمایا اور پھر بینٹل دبا دیا۔ سیف کا دروازہ کھل گیا۔

عمران نے اندر رکھی ہوا فارمولا اٹھایا جو کہ ایک برائے سے اسٹامپ پیر رہتا۔ اس نے ایک نظر اس پر ڈالی اور جب اس کی نظروں نے اس لفظ کو چیک کر لیا جس کے تبدیل کرنے کی ہدایت اس نے بلیک زیرو کو کی تھی تو اس نے سرگرد وہ کاغذات ڈوئی کی طرف ڈھکا دیئے۔
”لیجئے سر ڈوئی! —“ مانیہ اس کے لئے میری طرف سے تحفہ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈوئی نے یوں فارمولا چھپٹ لیا جیسے کوئی ہفت تعلیم کی دولت پر چھپتا ہے۔

”یہ ٹریج فائر کا فارمولا ہے۔“ ڈوئی نے تیز تر نظروں سے فارمولے کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔

”سنو! — گاؤں فادر کو کہہ دینا کہ یہ کوڈ میں ہے۔“ زیرو۔ ون کوڈ میں۔ وہ خود ہی حلق کر لیں گئے۔ عمران نے کہا اور ڈوئی نے سر ہلاتے ہوئے فارمولا کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا اور پھر یوں سلام کر کے واپس مڑا جیسے ایک لمبے کی دیر اس پر قیامت توڑ ڈالے گی۔
”ارے ارے۔“ ہاتھ تو ملاتے جاؤ سر ڈوئی۔ اتنی جی کیا جلدی ہے؟ — عمران نے چہیتے ہوئے کہا لیکن ڈوئی کوئی بات سننے بغیر تقریباً دوڑتا ہوا یہ دینی دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

”تم سے بڑا احمق پھر کبھی پیدا نہیں ہوگا۔“ روتے ہوئے اپنی منہلی کا رونا۔ جب کلمے کا موقع آگیا تو سچے دینا شروع کر دیتے ہو۔“ جو نہہ۔“ فیاض نے جھنجھلائے ہوئے ہلچے میں کہا اور اٹھ کر

دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

”ان کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں۔“ اول تو فارمولا اب ان کے پاس نہیں ہوگا۔ دوسرا یہ کہ ابھی تمہاری اتنی پسلی نہیں ہے کہ تم مانیہ سے ٹکرا سکو۔“ عمران نے پیچھے سے جھک لگے تھے ہوئے کہا۔ اور فیاض کوئی جواب دیتے بغیر پیر پختا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور اس نے اپنی پشت پر ایک دھماکے سے دروازہ بند کر دیا جیسے وہ کلمے کا نادر موقع ضائع ہو جانے پر اپنی نادر فنگی کا مظاہرہ کر رہا ہو۔ عمران کے لبوں پر شوح سی مسکراہٹ رہنے لگی۔

انیا کے پر و کر دیا ہے۔ اگر میں نے خود خاص کرے میں بیچ کر
 بحرین پر آپ کو خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہوتا۔ اور آپ کی باتیں
 اپنے کانوں سے نہ سنی ہوتیں تو مجھے کم از کم سر کر بھی یقین نہ آتا کہ آپ
 مجرموں کے غلامی کی بھانٹے ان سے تعاون کر رہے ہیں۔ بلکہ نیر
 کا لہجہ ساٹھ ہونے کے ساتھ ساتھ ملتی بھی لئے ہوئے تھا جیسے اسے
 عمان کے اس فعل نے شدید رنج پہنچایا ہو۔
 جن کا خدات پر میں نے اس فارمولے کو ڈی۔ کو ڈیا تھا وہ کہاں
 ہیں؟ عمان نے پوچھا۔

وہ دانش مندان میں محفوظ ہیں۔ بلکہ نیر نے جواب دیا۔
 تو پھر میں نے کیا تعاون کیا ہے۔؟ فارمولا تو ہمارے پاس
 موجود ہے۔ عمان نے متکرتے ہوئے کہا۔

آپ نے فارمولا ڈی۔ کو ڈی کرنے کا حل بھی انہیں بتا دیا ہے۔ ویسے
 یہ لوگ میرے آدمیوں کی نظروں میں ہیں۔ میں نے حفصہ اور کینٹین
 تشکیل اور نفعانی کو پہلے ہی نگرانی پر لگا دیا تھا اور جب کوئی فارمولا
 لے کر باہر گرے تو میں نے انہیں ڈالٹیر پر نگرانی کا حکم دے دیا ہے
 فی الحال صرف نگرانی کا۔ بلکہ نیر نے سخت لہجے میں کہا۔
 ارے یہ غضب نہ کرنا۔ ورنہ سارا کیا کر دیا دھڑا رہ جائے گا۔ فوراً
 انہیں کال کر کے کہو کہ وہ نگرانی ختم کر دیں۔ عمان نے سخت
 لہجے میں کہا۔

بھگت سنا مہی معاف عمان صاحب! یہ درست ہے کہ اصل ایچا
 آپ ہیں۔ لیکن کم از کم میں مجرموں سے اس طرح کے تعاون کا سوچ بھی

جیسے ہی فیاض دروازہ اپنی پشت پر بند کر کے باہر نکلا، عمران
 اپنے خاص کمرے کی طرف مڑا ہی تھا کہ خاص کمرے کا دروازہ کھٹکا اور
 عمران اس میں سے برآمد ہونے والے بلکہ نیر کو دیکھ کر چونک پڑا۔
 ”تم اور یہاں؟“ عمران نے حیرت جھرے لہجے میں کہا۔

”تم اور یہاں؟“ آپ کی پیشین گوئی پر کال نے مجھے بے حد
 پریشان کر دیا تھا۔ کیونکہ سپیشل ٹرانزیشن کا استعمال آپ شاید نا دور
 ہی کرتے ہیں اور کال ریسورسٹ کا سر کر رہا تھا کہ کال انتہائی زیادہ فاصلے
 سے کی جا رہی ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق آکسن
 دسٹ اینڈرین لفظ کو بدل دیا۔ لیکن میری بے چینی کم نہ ہوئی۔ اور پھر
 میں آپ کے غلط میں اگر مبیہ گیا تاکہ صورت حال کا خود جائزہ لے سکوں
 سلیمان کو میں نے ہی زبرد ہاؤس جھوڑا دیا تھا۔ لیکن یہاں آپ لوگوں کی
 گفتگو سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے کوئی اہم فارمولا بین الاقوامی مجرم تنظیم

نہیں سکتا۔ میرے خیال میں مجرموں کو اس فارمولے سمیت ہی ختم کر دینا چاہیئے۔ بلیک زیرو شائد زندگی میں پہلی بار اپنی بات براؤنگیا تھا۔ تمہارا جذبہ قابلِ تکرار ہے ظاہر! لیکن ایچسو کو جذباتی نہیں ہونا چاہیئے۔ سمجھے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ فارمولا اب بھی ان لوگوں کی جیب میں ہوگا۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ ہو کر کہا۔ تو اور کہاں جاسکتا ہے؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

جبو نے ایچسو صاحب! یہ ہافا کے ایجنٹ ہیں۔ تم اپنے ممبروں سے پوچھ لو۔ ڈوئی میاں سے نکل کر یقیناً کسی کیپے میں گیا ہوگا اور پھر وہ اس کے ہاتھ درم میں بھی لازماً جائے گا۔ اور اس کے بعد جب وہ واپس آئے گا تو فارمولا اس کے پاس نہیں ہوگا۔ عمران نے کہا۔

کیا مطلب۔ کیا وہ اتنا اہم فارمولا ہیں ہاتھ درم میں چھوڑ دیا ہوگا؟ بلیک زیرو کے حیرت بھرے ہونے میں کہا۔ فارمولا ٹرانسٹ کر دیا گیا ہوگا۔ میں نے ڈوئی کے کار میں لگی ہوئی ٹرانسٹ مشین دیکھ لی تھی۔ اس جدید ترین مشین کے ذریعے کسی بھی گاڑی کو روکنے کے برابر کچھتے میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کچھتے کو اس مشین کے ذریعے مطلوب مقام پر ٹرانسٹ کر دیا جاتا ہے۔ وہاں ریویگ سیٹ پر اس کچھتے کو وصول کر کے دوبارہ چھین لیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہاتھ درم سے کچھتے کے بعد اسی ڈوئی میزنگ نہ پہنچا ہوگا کہ مطلوب مقام پر سٹوایز کا معائنہ بھی کیا بار ہوگا۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

میں نے آپ کے خاص کمرے میں بیچ کر سکریٹ پر ڈوئی کو بغور دیکھا ہے۔ مجھے تو ایسی کوئی مشین نظر نہیں آئی۔ بلیک زیرو نے مشکوک ہونے میں کہا۔

تم شائد سمجھ رہے ہو کہ یہ مشین کم از کم ایک بڑے ریڈیو مینی ٹور ہوگی۔ یہ بات نہیں۔ تم نے ڈوئی کے ایک کالے سنہرے رنگ کی چھوٹی سی زرخیز کھیتی دیکھی تھی جس کے نچلے سرے پر ایک چمکدار گولہ بنا ہوا تھا۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں دیکھی تھی۔ لیکن یہ تو شائد فیشن کے طور پر کالر میں لگائی جاتی ہے؟ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

نہیں۔ یہ جدید ترین ٹرانسٹ مشین ہے۔ اس کا تاقی حصہ کار کے اندر موجود تھا۔ اس مشین کو ایک بار جوئے پانچ سال گذر چکے ہیں۔ اسے سائنسی زبان میں ایم۔ ڈی۔ ایم کہتے ہیں یعنی ہائیکرو ٹرانسٹ مشین۔ میں نے اسے گزشتہ سال تدارک کی بین الاقوامی سائنسی نمائش میں دیکھا تھا۔ اور تمہیں شائد معلوم بھی نہ ہوگا کہ یہ مشین وہاں سے چوری کر لی گئی تھی جس پر بڑا شور مچا ہوا تھا۔ سائنسی رسالوں میں اس پر بڑی لمبے سے ہوتی تھی۔ لیکن مشین کا پتہ نہ مل سکا۔ عمران نے کہا۔

اوہ! تو کیا یہ مشین تھی؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

ہاں! اور میں اُسے دیکھ کر ہی پہچان گیا تھا کیونکہ اس کی زنجیر مخصوص بناؤٹ کی تھی۔ اس کی ہر ٹری لفظ الیس اور اچی کی صورت میں مولڈ کی گئی تھی۔ یعنی سائنٹیفک انجینئرنگ کے کوڈ کے طور پر۔ عمران

نے سرھلا تہم ہوئے کہا۔

چلو۔ میں مان لیتا ہوں۔ لیکن آپ نے یہ فارمولا انہیں کیوں دیا؟ جہاں تک میں نے سرسری طور پر آپ کے ڈی۔ کوڈ کئے ہوئے کاغذات دیکھے ہیں۔ یہ منشیات کے مسئلے کی انتہائی خطرناک ایجاد کا فارمولا۔ اور یقیناً اب مافیا کے تحت یہ پوری دنیا میں پھیل جائے گی۔ اور ہزاروں لاکھوں خاندان تباہ ہو جائیں گے۔ بلیک زیرو کا لہجہ بدستور ناخوشگوار تھا۔

اس کا نام ٹریچ فائر تھا۔ یہ نام شاندار کٹر رائٹ نے اُسے دیا تھا۔ لیکن اب جب یہ موجودہ فارمولے کے تحت تیار ہوگی تو پھر اسے کسی طور پر بھی ٹریچ فائر نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ ہماری زبان میں اسے ٹھنسن فائر ہی کہا جائے گا۔ اب رہنشیات کے مسئلے کی انتہائی بے ضرر دوا بن جائے گی۔ عام سے نشے کی حامل جو نقصان نہ دے گی۔ میں نے اس کا اہم جز بدل دیا ہے۔ عمران نے کہا۔

جز کیا۔ کیا وہ لفظ بدلنے سے اہم جز بدل گیا ہے۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

ہاں۔ وہی ایسا جز تھا جو اس کی اصل مقبولیت کا باعث تھا۔ میں نے اسی وجہ کے ایک بے ضرر جز کو متبادل بنا دیا ہے۔ وہ اب کیمسٹری فارمولے کے لحاظ سے یہ مکمل ٹریچ فائر ہوگی۔ لیکن باعباراثرات کے لحاظ سے ٹھنسن فائر۔ عمران نے سرھلاتے ہوئے کہا۔

لیکن میرا سوال اب بھی وہی ہے۔ کہ آپ نے ان مجرموں سے تعاون کیوں کیا؟ بلیک زیرو اب بھی اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

اب تم بہت ہی بے چین ہو تو پھر تمہیں اس کا پس منظر بھی بتانا ہی پڑے گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ تم مجھے وائس منٹری میں ہی داخل نہ ہونے دو مافیا کا ایجنٹ سمجھ کر۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مں روزی کے ذریعے اپنے اعزاء ہونے سے لیکر مافیا کے کسی نامعلوم مندرجہ میں پہنچنے تک کا حال مختصر طور پر بتا دیا اور وہاں جو کچھ ہوا اس کی تفصیل بھی بتا دی۔ تو کیا آپ کو واقعی تابوت میں ہی ہوش اگیا تھا؟ بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

ارے وہ تو میں نے ان پر رعب ڈالنے کے لئے کہا تھا۔ اصل میں مجھے یہ خیال ہی نہ تھا کہ روزی کے پاس ایلیئم گیس والا پستول ہوگا۔ میں تو اسے عام پستول سمجھ کر اس کے فائر سے بچنے کے لئے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ لیکن اس کے فزیکل دیتے ہی اس میں سے ایلیئم گیس کی بوجھل نکلی اور میں اس کی رینج میں تھا۔ چنانچہ میں اس کی زد سے بچ نہ سکا۔ تم جانتے ہو کہ وہ گیس کتنی تیزی سے اثر کرتی ہے۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ واقعی مجھے نہیں معلوم۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں وہاں نہ دھا ہوا تھا۔ ہوش میں آتے ہی میں نے فنگر بیڈز کی مدد سے بیٹھوں کو اس حد تک کاٹ دیا کہ وہ ایک معمولی سے جھکے سے علیحدہ ہو سکتی تھیں۔ پھر جب گاؤں اور اس کے ساتھی شیشے کی دیوار کے پیچھے نمودار ہوئے تو ان کے سینوں پر موجود بیج دیکھ کر مجھے پہلی بار علم ہوا کہ ہم مافیا کے بچے ہیں جیسے ہوتے ہیں اور معاملہ اس قدر اہم ہے کہ مافیا کا سربراہ گاؤں اور بھی وہاں موجود تھا۔ اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مافیا

کے سرکردہ انچارج جنہیں مانیا والے گلزار کے نام سے پکارتے ہیں سب
 وہاں اکٹھے تھے۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ معاملات انتہائی اہم
 اور خطرناک ہیں اور یہ بات بھی ظاہر تھی کہ جس جگہ یہ لوگ موجود ہیں۔ وہ
 جگہ ان کے نکتہ نظر سے ان کا خاص سنٹر ہوگا جس کے حفاظتی انتظامات
 یقیناً بے مثال ہوں گے۔ چنانچہ میں نے وہاں سچویشن کو تو کنٹرول کر
 لیا۔ لیکن میں اس سچویشن کو مسلسل اپنے کنٹرول میں نہ رکھ سکا تھا اور موت
 کسی بھی لمحے ہم پر جھپٹ سکتی تھی۔ اور پھر اگر میں کسی بھی صورت میں
 اس سنٹر سے نکل آئے میں کامیاب بھی ہو جاتا تو پھر تمام عمر کیلئے میری
 اور مانیا کی چٹن جانی تھی جس کا میری نظریں کوئی مقصد ہی نہ تھا کیونکہ
 مانیا کا بزنس ہماری لاشی میں نہیں ہے۔ اور پھر مانیا صرف یورپ
 اور افریقہ کے ممالک تک محدود ہے۔ ایشیا میں وہ کام نہیں کرتی
 اس لئے خواہ مخواہ کی بناؤ آرائی عواتے وقت اور صلاحیتوں کے ضائع
 کرنے کے اور کوئی فائدہ نہ دیتی۔ اور میں اس بچہ میں الجھ کر رہ جانا
 اس کا فیصلہ دو ہی صورتوں میں ہو سکتا تھا۔ یا تو پوری دنیا میں پھیلی ہوئی
 مانیا تنظیم آخری آدمی تک ختم ہو جاتی۔ یا پھر میں ان کے ہاتھوں مارا جاتا۔
 اگر مانیا کا کاروبار ہمارے ملک کا سلامتی کے خلاف ہوتا تو پھر یقیناً میں
 مانیا سے پھر پورے انداز میں جھگڑا جاتا۔ اور اس وقت تک مجھے نہ ہٹنا جب
 تک مانیا نہ ختم ہو جاتی یا میں۔ لیکن ایسی کوئی صورت فی الحال نہ تھی۔
 اس لئے میں نے اس کا ایک اور حل سوچا کہ فارمولا مانیا کے حوالے کر دیا
 جائے تاکہ مانیا اپنی جگہ مطمئن ہو جائے۔ لیکن ظاہر ہے میں اصل
 فارمولا تو ان کے ہاتھ دینے سے رہا۔ اب اس کی دو صورتیں ہو سکتی تھیں

کہ میں اصل کی بجائے نقلی فارمولا ان کے حوالے کر دیتا۔ لیکن ظاہر ہے
 اس کا پتہ چل جاتا اور معاملہ پھر پہلی جگہ پر آ جاتا۔ وہ اصل فارمولا حاصل
 کرنے کے لئے دوبارہ میدان میں اتر آتے۔ جو ظاہر ہے مجھے منظور نہ
 تھا۔ اس لئے میں نے دوسرا چکر چلایا۔ فارمولا کے کو میں پہلے ہی ڈبی کوڑ
 کہہ کے اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کا ایک اہم عنصر کو
 بدل دیا۔ اب وہ فارمولا اصل ہونے کے ساتھ ساتھ نقل تھا۔
 ٹریچ فارمولا دینے ہی تیار ہوگا لیکن بے ضرر ٹریچ فارمولا۔ ڈاکٹر رائٹ
 اگر اتفاق سے گولیوں کی زد میں نہ آ جاتا تو پھر میں یقیناً یہ حربہ استعمال نہ
 کرتا۔ کیونکہ ظاہر ہے ڈاکٹر رائٹ اس تبدیلی کو سمجھ جاتا۔ اب جب کہ
 ڈاکٹر رائٹ ختم ہو چکا ہے اور اب اس کے اصل عنصر کو جاننے والا دنیا
 میں اور کوئی شخص باقی نہ رہا۔ چنانچہ میں نے سپیشل ٹرانسپورٹ کے ذریعے
 تین جہاز سے ہی کال کیا اور وہ لفظ بدل دیا اور فارمولا ان کے حوالے
 کر دیا کہ چلو بناؤ ٹریچ فارمولا۔ مانیا ہی مطمئن اور میں بھی مطمئن۔ اب
 تم بناؤ۔ کیا میں یہ فیصلہ غلط ہے۔ عمران نے کہا۔ اس کا
 الجھ بے حد سنجیدہ تھا۔

عمران صاحب! میں واقعی سخت شرمندہ ہوں۔ آپ
 کی بات درست ہے کہ میں جذباتی انداز میں سوچ رہا تھا۔ جبکہ آپ کی
 ذہانت بے مثال ہے۔ آپ نے صحیح معنوں میں وہ کام کیا ہے کہ شاید
 کبھی مر جاتے اور لاٹھی بھی نہ لڑے۔ بلیک زیرو نے مغذرت خواہ
 اور شرمندہ الجھ میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔
 "بلیک زیرو! جس سیٹ پر ہم کام کر رہے ہیں یہ انتہائی نازک اور

دستداری کی سیٹ ہے۔ ہم نے ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا ہوتا ہے۔ ہم پیشہ ور قاتلوں اور فاضلوں کا وٹہ نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ قتل و غارت کا بازار گرم کئے رکھیں۔ اور بے مقصد لڑائیاں لڑتے رہیں ہمارے ذہن میں پہلا مقصد اپنے ملک کی سلامتی اور بقا کا دفاع۔ اور پھر انسانیت کی بھلائی ہے۔ اور اگر ذہانت کے استعمال سے یہ مقاصد پورے ہو سکتے ہوں۔ دوسرے نغظوں میں اگر کوئی شکر کھائے ہے بہت کم ہے تو اسے نہ مرد دیا ضروری نہیں ہوتا۔ اب مجھے بتا دو کہ میں دانش مندانہ میں داخل ہو سکتا ہوں یا نہیں؟ عمران نے آخری فقرہ مسکراتے ہوئے کہا۔

آپ مجھے مزید شرمندہ نہ کریں۔ ابھی میں نے جاگہ ممبروں کو اس بے مقصد نگرانی سے مٹا دیا ہے۔ بلیک زیر دئے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تو تم شرمندہ ہو سکتے ہو۔ لیکن سویر فاضل شرمندہ ہونے والوں میں سے نہیں۔“ اسی نے اب تمام عمر مجھے یہی طعنہ دیتے رہنا ہے کہ میں کائنات کے نادر موقع سے فائدہ اٹھانا جانتا ہی نہیں۔ اُسے شرمندہ کرنے کے لئے مجھے بیچ کر دینے کی بجائے پرائڈ کی اس روزی کو تلاش کرنا پڑے گا۔ وہ صرف صنف نازک کے احمقوں ہی شرمندہ ہوتا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ بے چارہ اپنی جگہ سچا ہے۔ بھلا اس کے خیال کے مطابق اس سے بڑی حماقت کیا ہو سکتی ہے کہ اتنا اہم فائدہ مولا تحفے میں دے دیا جاتے۔“ بلیک زیر دئے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ

دروازے کی طرف بڑھنے لگا تاکہ عقبی راستے سے باہر جا سکے کیونکہ وہ ہمیشہ اسی راستے کو استعمال کیا کرتا تھا۔

”تحفے احمق ہی دیا کرتے ہیں۔ عقل مند تو تحفے وصول کرتے ہیں۔ اب دیکھو۔ جو ایسا تحفہ تم نے وصول کر رکھا ہے۔“

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک دیر دہستا ہوا ڈرائیونگ روم سے باہر نکل گیا۔

جس روز جوزف اور جولیا جیسے عہداری بھر کم تحفے وصول کرنے پر سے تب پتہ چلے گا کہ تحفے کتنے کسے رہی۔ عمران نے منہ بنا کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ختم شد